عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں
غیبی لاش
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۲۵

عنبر، ناگ، ماریا اور کیپٹن خلا میں

غیبی لاش

اے حمید

عنبر پبلی کیشنز
۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور-۸

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

125

پیارے ساتھیو! عنبر ناگ ماریا کے نئے سفر کا خصوصی نمبر حاضر ہے عنبر ناگ ماریا اپنے سفر کے اس مرحلے میں داخل ہو گئے ہیں جہاں قدم قدم پر انہیں رونگٹے کھڑے کر دینے والے سنسنی خیز واقعات اور تجسّس بھرے حالات سے واسطہ پڑ رہا ہے۔ اس نمبر میں آپ کو یہ تمام آسیبی ہولناک اور پراسرار حالات و واقعات ایک ساتھ ملیں گے اور آپ خود کو عنبر ناگ ماریا کے ساتھ ساتھ سفر کرتے اور ناقابلِ فراموش واقعات میں الجھتے محسوس کریں گے ایسا عجیب و غریب تجربہ آپ نے زندگی میں کبھی نہیں کیا ہو گا۔ ہم آپ کو اس دلچسپ ترین نمبر کی تحیّر آمیز کہانی کے بارے میں یہاں کچھ نہیں بتائیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ خود ہی پڑھیں اور دیکھیں کہ کس طرح تجسّس و آسیب کا ایک پردہ اٹھتا ہے تو دوسرا پردہ گر پڑتا ہے اور عنبر ناگ ماریا کیٹی اور تھیوساناگ حیران و ششدر ہو کر رہ جاتے ہیں۔

454 - N
راہِ چمن - سمن آباد - لاہور

آپ کا انکل
اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فہرست

○ مورتی بولنے لگی
○ آدھی چڑیل رانی
○ قبروں کے مرتبان
○ عیار زہریلا سانپ
○ راجکماری کی بدروح
○ غیبی لاش
○ کیٹی اغوا ہوگئی
○ پانچ کنواریاں، پانچ تابوت
○ پُراسرار قدموں کی چاپ
○ لاش کا انتقام
○ عنبر بھڑکتے شعلوں میں
○ ناگ کی دشمن ماریا
○ حویلی کی آسیبی کوٹھڑی
○ زندہ ناگ، مُردہ اژدہا
○ سانپوں کا دربار
○ دلدل میں ڈوبا مندر

ہمارے ہاں ناول وغیرہ کرایہ پر
حنا لائبریری
اینڈ بک سٹال
ڈینگہ

مورتی بولنے لگی

سانپ کی سرخ آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

ناگ، انسانی شکل میں اس کے سامنے فرش پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ چنگاریاں اڑ کر ناگ کے جسم پر پڑیں تو اس کے جسم میں سب سے پہلی تبدیلی یہ پیدا ہوئی کہ ناگ کی یادداشت واپس آ گئی۔ اسے ماریا، کیٹی، عنبر اور تھیوسانگ کی یاد آنے لگی۔ اس نے خزانے کے سانپ کی طرف آنکھیں اٹھا کر پوچھا:

"یہ تم کیا کر رہے ہو؟"

خزانے کے سانپ نے بڑے ادب سے ناگ کو ساری کہانی سنائی کہ کس طرح اس پر میرپور کے ہندو جوتشی والی رام نے منتر پھونک کر اپنے قبضے میں کیا اور پھر اس کی مدد سے چٹان کے نیچے دبا ہوا خزانہ نکال کر لے آیا ہے۔

سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا! میں اس خزانے کا سانپ ہوں جس کو یہ جوتشی چرا کر یہاں لے آیا ہے اور اس نے اسے پلنگ کے نیچے چھپا رکھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ یہ خزانہ کسی اور کی امانت ہے میں نے اپنے خفیہ منتر سے آپ پر جوتشی کے منتر کے اثر کو توڑ ڈالا ہے۔ اب آپ کی طاقت بھی واپس آ گئی ہے۔"

ناگ نے وہیں بیٹھے بیٹھے ایک گہرا سانس کھینچ کر چھوڑا تو وہ سانپ بن گیا۔ فوراً ہی ناگ انسانی شکل میں واپس آ کر بولا:

"میرے بھائی! میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے مجھے اس بدخصلت بدکردار لالچی جوتشی کے طلسم سے نجات دلائی۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟"

خزانے کا سانپ بولا:

"میں اس خزانے کو واپس لے جانا چاہتا ہوں اور اس کمینے جوتشی کو اس کے جرم کی سزا دینا چاہتا ہوں۔"

ناگ مسکرا کر فرش پر سے اٹھ کر پلنگ پر بیٹھ گیا۔

"خزانہ تم لے جا سکتے ہو۔ کیوں کہ یہ تمہاری امانت ہے۔ باقی جوتشی دانی رام کو سزا میں دوں گا۔"

خزانے کا سانپ کہنے لگا:

"عظیم ناگ دیوتا! یہ جوتشی بڑا زبردست شاستری اور جادو ٹونے کا ماہر ہے۔ میں آپ کو ایک سرخ منکا

دیتا ہوں۔ اس منکے کو آپ اپنی جیب میں رکھ لیں۔ پھر اس کے جادو کا آپ پر اثر نہیں ہو گا۔"

یہ کہہ کر سانپ نے اپنے منہ سے انار کے سرخ دانے جتنے سائز کا ایک لال منکا نکال کر ناگ کو دیا۔

ناگ نے اسے اپنی جیب میں رکھ لیا اور کہا:

"اب تم یہ خزانہ کیسے واپس لے جاؤ گے؟"

سانپ بولا: "عظیم ناگ دیوتا! یہ خزانہ آپ اسی جگہ زمین میں دبا دیں۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ کبھی کبھی وقت آنے پر خزانہ زمین کے اندر چلنے لگتا ہے۔ اور وہ کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے۔ یہ خزانہ بھی یہاں سے زمین کے اندر ہی اندر سفر کر کے چٹان کے نیچے پہنچ جائے گا۔"

ناگ نے خزانے کو پھاوڑے سے فرش میں ایک گڑھا کھود کر دفن کر دیا۔

سانپ بولا: "تھوڑی دیر بعد خزانہ اپنا سفر شروع کر دے گا اب مجھے بھی اجازت دیجیے۔"

ناگ نے سانپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔ سانپ وہاں سے چلا گیا۔ ناگ کوٹھڑی میں اکیلا رہ گیا۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد ناگ نے مٹی ہٹا کر گڑھے میں دیکھا تو خزانہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہاں نہیں تھا۔ خزانہ زمین کے اندر اپنا سفر شروع کر چکا تھا۔ ناگ کو اطمینان ہو گیا کہ خزانہ اپنے اصلی حقدار کے پاس پہنچ گیا ہے۔ ناگ نے باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنی۔

اس نے دروازے کی درز میں سے باہر دیکھا۔ جوتشی دانی رام بڑا خوش خوش چلا آ رہا تھا۔ ناگ جلدی سے واپس اپنی چارپائی پر جا کر اسی طرح بیٹھ گیا۔ جیسے اس پر ابھی تک جادو کا اثر ہو۔ جوتشی اندر آ کر بولا:

"تیار ہو جاؤ ناگ! تمہیں صبح میرے ساتھ ملک ایران کی طرف سفر کرنا ہو گا۔ کیوں کہ وہاں اصفہان کے صحرا میں شاہ بہرام کا ایک قیمتی خزانہ دفن ہے۔ تمہیں وہ خزانے نکالنے میں میری مدد کرنی ہو گی۔"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ جوتشی وانی رام کی نظر اچانک فرش پر پڑی جہاں تازہ مٹی بکھری ہوئی تھی۔ اس نے جھک کر پلنگ کے نیچے دیکھا۔ وہاں بھی مٹی کی ڈھیری اسی حالت میں پڑی تھی جیسے کسی نے گڑھے کو کھود کر دوبارہ بند کیا ہو۔ اس نے تشویش سے پوچھا:

"ناگ! تم نے یہاں سے خزانہ نکالا تھا؟"

ناگ بولا: "خزانہ جس کا تھا وہ لے گیا ہے۔"

یہ الفاظ جوتشی وانی رام پر تو جیسے بجلی بن کر گرے۔

وہ دیوانہ وار فرش پر سے مٹی ہٹانے لگا۔ نیچے گڑھا خزانے سے بالکل خالی تھا۔ کوئی خزانہ وہاں نہیں تھا۔ جوتشی کا جسم غصے اور مایوسی سے کانپنے لگا:

"کون لے گیا میرا خزانہ؟" اس نے چیخ ماری۔

ناگ نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"اس خزانے پر جو سانپ پہرہ دے رہا تھا وہی اسے آ کر واپس لے گیا ہے۔"

جوتشی وانی رام کے تو بدن میں آگ لگ گئی۔ ناگ پر غضبناک ہو کر برس پڑا:

"تم نے اسے خزانہ لے جانے کیوں دیا؟ تم کس لیے یہاں پہرہ دے رہے تھے؟"

ناگ اب اپنی پوری طاقت میں تھا اور اسے جوتشی کے منتروں کی بھی فکر نہیں تھی۔ پھر بھی ناگ نے بڑے تحمل سے کام لیا اور جوتشی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا:

"وانی رام! میں تمہارا نوکر نہیں ہوں۔ میں ناگ دیوتا ہوں تم مجھ پر حکم نہیں چلا سکتے۔"

جوتشی تو غصے سے بھڑک اٹھا:

"تم کہاں کے ناگ دیوتا ہو۔ اب تم میرے قبضے میں ہو۔ تم میرے غلام بن چکے ہو۔ تم میری مرضی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے بغیر ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔"
ناگ نے آہستہ سے کہا:
"وانی رام! تیری مکروہ سازشوں کا انجام قریب آ گیا ہے۔ خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا مانگ سکتا ہے تو مانگ لے۔"
جوتشی نے ایک ہاتھ فضا میں بلند کر دیا اور دھاڑ مار کر بولا:
"میں ابھی تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔"
ناگ خاموش نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔ جوتشی نے پہلے ایک منتر پڑھ کر پھونکا۔ اس کا اثر نہ ہوا تو دوسرا، پھر تیسرا اور پھر سارے منتر پڑھ کر پھونک ڈالے مگر ناگ ویسے کا ویسا اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ اس پر جوتشی کے کسی بھی منتر کا اثر نہیں ہوا تھا۔ ہر طرف سے ناکام ہوتا دیکھ کر جوتشی کے ہاتھ پیر پھول گئے۔ کیوں کہ یہی منتر اس کی سب سے بڑی طاقت تھی جو جواب دے گئی تھی۔ اب ناگ کی باری تھی۔ وہ بڑے سکون سے چارپائی سے اٹھ کر فرش پر آ گیا اور جوتشی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا:
"اپنی مرضی کی موت پسند کر لے۔"
جوتشی وانی رام ایک دم کوٹھڑی سے نکل کر باہر کو بھاگا۔ مگر اب وہ ناگ سے بچ کر بھلا کہاں جا سکتا تھا۔

ناگ بھی کوٹھڑی سے باہر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ جوتشی بھوری چٹان کے پہلو سے ہو کر پرانے قلعے کی طرف بھاگا جا رہا ہے۔ ناگ نے فوراً سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا اور ایک ایسے عقاب کی شکل اختیار کر لی جس نے پنجوں میں صحرا کا ایک بہت ہی زہریلا سانپ دبوچ رکھا تھا۔ ناگ اڑتا ہوا غوطہ لگا کر جوتشی کے سر کے اوپر آ گیا اور زہریلے سانپ کو حکم دیا۔
"اس ظالم انسان کو اس کے جرم کی سزا ملنی چاہیے۔"
یہ کہہ کر ناگ نے سانپ کو اپنے پنجوں سے چھوڑ دیا۔ سانپ بھاگتے ہوئے جوتشی کے آگے گرا۔ جوتشی سانپ کو دیکھ کر ایک طرف مڑ گیا۔ سانپ بھی اس طرف ہو گیا۔ اب ان دونوں میں آنکھ مچولی شروع ہو گئی۔ زہریلا سانپ جلیبی کی طرح گول گول گھوم رہا تھا۔ پھر اچانک وہ ریت پر سے اچھلا اور جوتشی کی گردن سے ٹکرا کر اس کی قمیض کے اندر گھس گیا۔
جوتشی نے گھبرا کر اپنے کپڑے پھاڑنے شروع کر دیئے۔ عقاب اوپر منڈلاتے ہوئے یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ جوتشی کو ابھی سانپ نے ڈسا نہیں تھا۔ سانپ بھی جوتشی سے پورا پورا انتقام لے رہا تھا۔ جوتشی نے اپنی قمیض پھاڑ ڈالی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ وہ اپنے جسم کو نوچتے ہوئے سانپ کو تلاش کر رہا تھا جو اس کی کمر کے پیچھے چپک گیا تھا۔ پھر سانپ نے جوتشی کو ڈس دیا۔

اس سانپ کے زہر کے بارے میں صحرا کے لوگوں میں مشہور تھا کہ اگر وہ کسی بدقسمت انسان کو ڈس دے تو اس کے جسم میں سے نسواری رنگ کا دھواں نکلنے لگتا ہے۔ جوتشی کے جسم میں سے بھی نسواری دھواں نکلنے لگا۔ وہ ریت پر اوندھے منہ دھڑام سے گر پڑا۔ دھواں اس کے ناک کان اور منہ میں سے نکل رہا تھا۔ پھر اس کے جسم کے تمام ذروں میں سے دھواں اُبھرنے لگا اور دیکھتے دیکھتے جوتشی کی وہاں جلی ہوئی لاش پڑی تھی۔ اسے برائی کی سزا مل چکی تھی۔

ناگ فضا میں اوپر کو بلند ہوا اور پھر ایک چکر کاٹ کر اس نے اپنا رُخ کراچی شہر کی طرف کر لیا۔ جس وقت ناگ اڑتا ہوا کراچی پہنچا تو رات ہو چکی تھی۔ سارا کراچی شہر جگمگا رہا تھا۔ اسے اپنے ہوٹل کا پتہ تھا۔ وہ سیدھا ہوٹل کی طرف آیا اور باہر پارک میں ایک درخت کے عقب میں اتر کر انسانی شکل بدلی اور ہوٹل کی لفٹ میں سوار ہو کر اپنے کمرے کے باہر آ کر رُک گیا۔ اس کا کمرہ بند تھا۔ اندر سے ماریا اور تھیوسانگ کی باتیں کرنے کی آواز آ

رہی تھی۔ ناگ نے دروازے کی گھنٹی بجائی، اندر سے تھیوسانگ نے پوچھا:

"کون ہے؟"

ناگ نے آواز بدل کر کہا:

"حضور! میں ہوٹل کا بیرا ہوں۔ ماریا بی بی سے ملنے آیا ہوں جو نظر نہیں آتی۔"

تھیوسانگ اور ماریا تو برف کی طرح سُن ہو کر رہ گئے۔ یہ کون بیرا تھا کہ جس نے ماریا کو پہچان لیا تھا۔ ماریا نے سرگوشی کی:

"تھیوسانگ! دروازہ مت کھولنا۔ مجھے کوئی سازش لگتی ہے۔"

تھیوسانگ بولا: "مگر پتہ تو چلنا چاہیے کہ یہ بیرا ہمارے راز سے کیسے واقف ہو گیا۔"

باہر سے ناگ نے پھر بدلی ہوئی آواز میں پکار کر کہا:

"حضور! میں عنبر کا ایک اہم پیغام لایا ہوں۔"

اب تو دونوں بے حد پریشان ہو گئے۔

ماریا نے کہا:

"ٹھہرو۔ میں باہر جا کر دیکھتی ہوں۔"

ماریا غائب تھی۔ وہ تیزی سے بند دروازے میں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باہر نکل گئی۔ باہر ناگ کو کھڑے دیکھا تو بے اختیار چلائی:
"ناگ بھیا۔ تم؟"
ماریا کی آواز سنتے ہی تھیوسانگ نے اندر سے دروازہ کھول دیا۔ سامنے ناگ مسکرا رہا تھا۔ وہ ناگ سے لپٹ گیا۔ ماریا بھی کمرے میں آ گئی تھی۔ ناگ دروازہ بند کر کے صوفے پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ تھیوسانگ اور ماریا اس کے سامنے بیٹھ گئے۔
"تم کہاں غائب ہو گئے تھے ناگ؟ ہم نے تمہاری تلاش میں شہر کا کونہ کونہ چھان مارا۔"
ناگ نے انہیں اپنی پوری رام کہانی سنائی اور کہا:
"خدا کا شکر ہے کہ میں اس کمینے شخص کے منتروں کے طلسم سے آزاد ہو کر تمہارا پاس واپس آ گیا ہوں۔"
ماریا اور تھیوسانگ نے ناگ کی واپسی کی خوشی میں ٹیپ ریکارڈر پر لٹ دی ونڈر کی ایک انگریزی گانے کی کیسٹ چڑھا دی۔ کمرہ انگریزی میوزک کی لہروں سے گونج اٹھا۔ انہیں ناگ کے خیریت کے ساتھ واپس آ جانے کی واقعی بہت خوشی ہوئی تھی۔ کیونکہ عنبر اور کیٹی پہلے ہی ان سے بچھڑ چکے تھے۔ اس رات وہ تینوں بیٹھ

کر سوچنے لگے کہ عنبر اور کیٹی کی تلاش میں انہیں اب کدھر کا رُخ کرنا چاہیے۔ کیونکہ کراچی ایسے شہر کی ماڈرن فضا میں اب ان کا جی بھر گیا تھا۔
تھیوسانگ بولا:
"عنبر تو میرے خیال کے مطابق کہیں کسی خلائی سیارے میں کیٹی کا کھوج لگاتا پھر رہا ہو گا۔ اسے ہم کہاں ڈھونڈ سکتے ہیں؟"
ماریا کہنے لگی:
"میں نے سنا ہے کہ اس شہر میں سمندر کے کنارے جہاں تین ریتلی چٹانیں ہیں وہاں ٹکھائی دیوی کا ایک پرانا مندر ہے۔ یہ مندر صدیوں سے غیر آباد ہے۔ مگر اس مندر میں ٹکھائی دیوی کی ایک مورتی اب بھی موجود ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر اس مورتی کے آگے کوئی شخص مورتی کو تین بار آواز دے کر کسی خواہش کا اظہار کرے تو اس کی وہ خواہش پوری ہو جاتی ہے۔"
ناگ اور تھیوسانگ ہنسنے لگے۔
ناگ نے کہا:
"ایسی باتیں ہمارے پرانے زمانے میں ہوا کرتی تھیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ ماڈرن زمانہ ہے۔ آج کل ان باتوں پر کوئی
اعتبار نہیں کرتا۔"
ماریا بولی "آخر کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے؟
مورتی اگر ہماری خواہش پوری نہیں کرے گی تو
ہمیں نقصان بھی تو نہیں پہنچائے گی۔"
ٹھیوسانگ بھی سنجیدہ ہو گیا۔ کہنے لگا:
"ہاں ناگ بھیّا! کوشش کرنے میں کیا بُرائی ہے؟"
پھر اس نے ماریا سے کہا:
"ماریا! چلو چل کر سمندر کے کنارے تین چٹانوں
کو تلاش کرتے ہیں۔"
انہوں نے ناگ کو بھی راضی کر لیا۔ طے یہ پایا کہ
دوسرے دن صبح کے وقت ساحل سمندر پر مکھانی دیوی کے
مندر کا کھوج لگانے کی کوشش کی جائے گی۔ یونہی باتیں کرتے
ہوئے انہوں نے رات گذار دی۔ اگلے دن سورج نکلا تو
وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر ساحل سمندر کی طرف روانہ ہو گئے۔
موسم خوشگوار تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ انہوں نے سمندر
کے کنارے اس جگہ پر جا کر ٹیکسی چھوڑ دی جہاں بھوری
ریتلی چٹانوں کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ جب ٹیکسی واپس چلی
گئی تو ماریا نے کہا:

"تم دونوں یہاں بیٹھو۔ میں فضا میں بلند ہو کر آگے
تین چٹانوں کا کھوج لگاتی ہوں۔"
ناگ اور ٹھیوسانگ سمندر کے کنارے ریت پر ایک
جگہ بیٹھ گئے اور ماریا فضا میں پرواز کر گئی۔ سمندر کا
کنارا دُور دُور تک ویران تھا۔ کسی جگہ کوئی درخت تک
دکھائی نہیں دیتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے ریت کے ٹیلے پھیلے
ہوئے تھے۔ اچانک ماریا نے دیکھا کہ ایک طرف تین چٹانیں
بالکل پاس پاس کھڑی ہیں۔ وہ فضا میں غوطہ لگا کر لپک کر
ان چٹانوں کے پاس آ گئی۔ یہاں چٹانوں کے درمیان اسے
پتھر کی سیڑھیوں والا ایک چھوٹا سا مندر نظر پڑا جس کی
دیواروں کے پتھر اکھڑ رہے تھے۔ اور ان میں زرد گھاس اُگ
آئی تھی۔ مندر کا دروازہ بھی سلامت نہیں تھا۔ وہ مندر میں
چلی آئی۔ یہاں دیوار کے ساتھ ایک چھوٹے سے چبوترے
پر مکھانی دیوی کی مورتی موجود تھی۔ یہ چار پانچ فٹ اونچی
سیاہ پتھر کی مورتی تھی جس پر گرد جمی تھی۔
ماریا وہیں سے واپس مڑ گئی۔ ناگ اور ٹھیوسانگ کو آ
کر بتایا کہ مکھانی دیوی کا مندر مل گیا ہے۔ چنانچہ وہ بھی
ماریا کے ساتھ اس طرف روانہ ہو گئے۔ آدھا گھنٹہ ساحل کی
ریت پر ٹیلوں کے درمیان چلنے کے بعد ٹھیوسانگ ناگ اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا مندر میں پہنچ گئے۔ ناگ اور تھیوسانگ نے مورتی کو غور سے دیکھا۔

ناگ کہنے لگا:

"ماریا! مجھے تو اس پتھر کی مورتی سے کوئی امید نہیں کہ یہ ہماری کوئی خواہش پوری کریگی"۔

تھیوسانگ نے کہا:

"پوری کرے یا نہ کرے۔ مگر پہلے یہ طے کر دکہ ہم خواہش کیا کریں گے؟"

ماریا بولی "میرے خیال میں ہمیں یہی خواہش کرنی چاہیے کہ ہمیں عنبر اور کیٹی سے ملا دیا جائے"۔

"اچھا خیال ہے؟" ناگ نے ہنس کر کہا "جو مورتی اپنے جسم کی گرد نہیں جھاڑ سکتی وہ ہمیں خلا میں عنبر اور کیٹی سے کیسے ملائے گی"۔

تھیوسانگ نے کہا:

"ناگ بھائی! اس دنیا میں سب کچھ ہو سکتا ہے"۔

ماریا بولی: "اچھا! اب میں مورتی کے آگے اپنی خواہش کا اظہار کرنے لگی ہوں"۔

ناگ کہنے لگا:

"کر کے دیکھ لو۔ ہونا ہوانا کچھ نہیں"۔

ماریا مورتی کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور بلند آواز میں کہا:

"اے دیوی کھانی! ہم نے تمہارے بارے میں سُنا ہے کہ اگر کوئی شخص تیرے آگے تین بار سوال کرے تو تُو اس کی مراد پوری کر دیتی ہے۔ میں تھیوسانگ اور ناگ چاہتے ہیں کہ تو ہمیں ہمارے ساتھی عنبر اور کیٹی سے ملا دے"۔

ماریا نے یہ فقرہ تین بار دہرایا۔ تھیوسانگ اور ناگ کی نظریں بھی مورتی پر جمی ہوئی تھیں۔ تین بار جملہ دہرانے کے بعد وہاں گہرا سناٹا چھا گیا۔ ماریا بھی مورتی کو تک رہی تھی۔ اچانک ایسی آواز آئی جیسے دُور سے کوئی پانی میں چلتا چلا آ رہا ہو۔ شڑاپ شڑاپ کی آواز قریب آ گئی۔ پھر یہ آواز آہستہ آہستہ آگے نکل گئی۔ اس کے فوراً بعد مورتی کے پتھریلے ہونٹوں میں جنبش پیدا ہوئی اور تینوں نے مورتی کی آواز سنی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی سوئی ہوئی عورت خواب میں بول رہی ہو۔

مورتی نے کہا:

"ماریا! تم تینوں دوستوں کی خواہش ضرور پوری ہوگی۔ ضرور پوری ہو گی۔ میری مورتی کے سامنے آنکھیں بند کر کے فرش پر لیٹ جاؤ اپنے دل میں سات تک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گنتی گنتا۔ اس کے بعد آنکھیں کھول دینا۔ تم عنبر اور کیپٹن سے مل جاؤ گے۔"

مورتی خاموش ہو گئی۔ ناگ اور تھیوسانگ حیرانی سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

ماریا نے کہا:

"دیکھا — میں نہ کہتی تھی کہ یہاں ہماری خواہش ضرور پوری ہو گی۔ اب ہمیں اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح مورتی نے کہا ہے۔"

ناگ تھیوسانگ اور ماریا — تینوں مورتی کے آگے فرش کی ریت پر آنکھیں بند کر کے سیدھے بیٹھ گئے۔

ناگ نے کہا:

"گنتی میں کروں گا۔"

اور ناگ نے بلند آواز میں گنتی کرنی شروع کر دی۔ ایک۔ دو تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ سات کا ہندسہ بول کر ناگ چُپ ہو گیا۔ انہیں محسوس ہوا کہ ان کے ارد گرد بڑی تیز آندھی چلنے لگی ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ مضبوطی سے تھام لیے۔

ناگ نے کہا:

"ہمیں آنکھیں کھول دینی چاہئیں۔"

اور ان تینوں نے اپنی اپنی آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھولتے ہی انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک ایسے قبرستان میں قبروں کے پاس زمین پر لیٹے ہیں جہاں دُور تک کچی پکّی قبریں ہی قبریں پھیلی ہوئی ہیں۔ ماریا، تھیوسانگ اور ناگ اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں؟" ناگ نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا:

تھیوسانگ بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر قبرستان میں پھیلی ہوئی قبروں کو دیکھ رہا تھا۔ ماریا بھی تعجب سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ قبریں لمبی لمبی تھیں اور ہر قبر کے سرہانے چکنی مٹی کا بنا ہوا ایک بڑا سا مرتبان رکھا ہوا تھا۔

ماریا نے کہا:

"یہ قبروں کے سرہانے بڑے بڑے مٹکے کیسے ہیں؟"

تھیوسانگ بولا:

"پہلے تو یہ معلوم کرنا چاہیے کہ ہم کس زمانے میں اور کس ملک میں آ گئے ہیں۔"

قبرستان سے پرے ایک پہاڑی کے دامن میں کچے پکے مکانوں کا سلسلہ ادھر اُدھر پھیلا ہوا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا: "اس بستی میں چل کر معلوم کرتے ہیں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ مورتی نے ہمارے ساتھ مذاق کیا ہے اور ہمیں پرانے زمانے میں دھکیل دیا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"قبرستان میں کہیں کہیں سائپرس اور کھجور کے درختوں کو دیکھ کر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم شمالی افریقہ کے کسی ملک میں آ گئے ہیں۔"

تھیوسانگ بولا: "مگر عنبر اور کیٹی کہاں ہیں؟ مورتی نے تو ہمیں ان سے ملانے کا وعدہ کیا تھا۔"

ناگ ہنس کر کہنے لگا:

"یہ ماریا سے پوچھو۔ یہی مورتی کی بہت تعریف کر رہی تھی۔ اس لئے تو ہمیں عنبر کیٹی سے اور دور پھینک دیا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"اے بھئی ابھی تو یہاں آئے ہی ہیں۔ کیا خبر یہیں کہیں عنبر کیٹی سے بھی ملاقات ہو جائے۔ پہلے بستی میں چل کر یہ تو معلوم کریں کہ یہ کون سا ملک ہے؟ کون سا زمانہ ہے؟"

ناگ نے ماریا سے کہا کہ وہ آگے جا کر معلوم کرے۔

"اور کیا تم لوگ اس قبرستان میں مجاور بن کر بیٹھو گے؟"

ماریا نے تنک کر کہا۔

ناگ نے کہا:

"نہیں بھئی ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے بستی کی طرف ہی آ رہے ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ تم چونکہ ہوا میں اڑ کر جا سکتی ہو اس لیے ذرا پہلے جا کر جائزہ لو۔"

ماریا ہنس کر فضا میں بلند ہوئی اور بستی کی طرف اڑنے لگی۔ تھیوسانگ اور ناگ قبروں کے درمیان سے گزرنے لگے۔ انہوں نے دیکھا کہ قبروں کے سرہانے رکھے ہوئے سارے کے سارے مرتبان خالی تھے۔

تھیوسانگ نے تعجب سے پوچھا:

"یہ خالی مرتبان لوگ قبروں کے سرہانے کس لیے رکھ گئے ہیں؟"

ناگ سر کو جھٹک کر بولا:

"ہو سکتا ہے ان کے ہاں کوئی ایسی مذہبی رسم ہو ویسے قبروں پر کچھ لکھا ہوا بھی نہیں۔ میرا دل کہتا ہے کہ ہم شمالی افریقہ میں بحیرۂ روم کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساحل کے کسی ملک میں آ گئے ہیں اور یہ زمانہ ہزاروں برس پرانا زمانہ ہے۔"

تھیوسانگ نے کاندھے اُچکائے:

"ناگ بھائی! جب سے میں تم لوگوں کے ساتھ شامل ہوا ہوں اکثر میرا سفر پرانے زمانے ہی میں ہوتا رہا ہے۔ ویسے مجھے یہ زمانہ بہت پسند ہے۔ دیکھو نا کس قدر خاموشی اور سکون ہے۔"

اسی طرح باتیں کرتے کرتے وہ بستی کے قریب پہنچے تو انہیں ماریا کی تیز خوشبو آئی۔ ماریا ان کے قریب آ کر زمین پر اتر گئی اور بولی:

"بستی کے سارے مکان خالی ہیں۔ وہاں کسی جگہ کوئی انسان تو کیا کوئی جانور بھی نظر نہیں آ رہا۔"

ناگ اور تھیوسانگ گہرا سانس بھر کر بستی کی طرف دیکھنے لگے۔ ناگ بولا:

"ایک دو بار پہلے بھی ہم نے اس قسم کی ویران بستیاں دیکھی ہیں ——— ہو سکتا ہے لوگ کسی آسیب یا زلزلوں کی وجہ سے بستی چھوڑ کر یہاں سے چلے گئے ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"مگر بستی کے مکانوں میں لوگوں کے پرانے برتن وغیرہ اسی طرح لگے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے لوگ جلدی میں بھاگے ہیں۔"

تھیوسانگ بولا: "تو ہو سکتا ہے کوئی آسمانی بلا اچانک نازل ہو گئی ہو اور لوگ گھبراہٹ میں گھر بار چھوڑ کر کسی طرف نکل گئے ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"کسی مکان میں گھبراہٹ کے کوئی آثار نہیں ہیں ہر شے اپنی جگہ پر قرینے سے لگی ہے۔"

ناگ کہنے لگا:

"چلو چل کر دیکھتے ہیں۔"

وہ بستی کی گلیوں میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ اس کی گلیاں چھوٹے چھوٹے گول پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں۔ مکان بحیرۂ روم کے ساحلی مکانوں کی طرح سفید چونے سے بنائے گئے تھے۔ مکانوں کی کھڑکیاں اور دروازے بند تھے۔ گلیاں اور بازار سنسان پڑے تھے۔ کسی جگہ زندگی کا کوئی نشان نہیں تھا۔ انہوں نے مکانوں کے اندر داخل ہو کر ایک ایک چیز کا غور سے جائزہ لیا۔ ایک بات انہوں نے خاص طور پر دیکھی کہ ہر گھر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے کھانے پینے کے برتن اور بستر غائب تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ جاتے ہوئے کھانا پکانے کے برتن اور سونے کے لیے بستر بھی ساتھ لے گئے تھے۔

تھیوسانگ نے کہا:

"یہ لوگ لگتا ہے اپنی مرضی سے یہاں سے گئے ہیں۔"

ماریا بولی: "اگر مرضی سے گئے ہیں تو یہ باقی سامان اپنے ساتھ کیوں نہیں لے گئے؟"

ناگ نے کہا:

"ہو سکتا ہے ان کا خیال ہو کہ کچھ دنوں بعد اپنے مکانوں میں واپس آ جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے سر کھجاتے ہوئے کہا:

"وہ تو ٹھیک ہے بھائی جان — مگر ہمیں یہ پتہ لگانا چاہیے کہ عنبر اور کیٹی کہاں مل سکتے ہیں کیوں کہ میرے خیال کے مطابق یہ مورتیاں وغیرہ جو ہوتی ہیں وہ اگر بات کرتی ہیں تو جھوٹ نہیں بولتیں۔"

ناگ ہنس پڑا:

"تھیوسانگ بھائی! تم خلائی مخلوق ہو۔ تم ہماری زمین کی مورتیوں کی چالاکیوں سے واقف نہیں ہو۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ کھانی مورتی نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے اور ہمیں جان بوجھ کر اس سنسان اور ویران علاقے میں دھکیل دیا ہے۔"

ماریا ان دونوں سے بلند ہو کر فضا میں آہستہ آہستہ پرواز کرتی ساتھ جا رہی تھی۔ وہ ادھر اُدھر بھی غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے اوپر ہی سے آواز دی:

"ناگ بھیا! اس بستی کے پیچھے درختوں کے جھنڈ میں مجھے ایک پرانی طرز کی حویلی نظر آ رہی ہے۔ وہاں چل کر دیکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں کوئی انسان مل جائے۔"

بستی سے نکل کر وہ حویلی کے پاس آ گئے۔ یہ دو منزلہ حویلی بھی ویران پڑی تھی۔ اس کے اندر اور باہر باغیچے میں کوئی انسان نہیں تھا۔ حویلی کے ارد گرد کھجور اور سائپرس کے درختوں پر کوئی پرندہ بھی نہیں بول رہا تھا۔ حویلی بستی کے کسی جاگیردار کی معلوم ہوتی تھی۔

ماریا نے کہا:

"ناگ بھیا! اس حویلی کی بناوٹ تو مراکو کے علاقے کی ہے۔ تمہارا اندازہ ٹھیک ہے ہم شمالی افریقہ کے ملک فونیقہ میں ہیں اور حویلی کے سامان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے بھی کوئی ڈیڑھ ہزار سال پیچھے پہنچ چکے ہیں۔"

ناگ بولا: "اگر یہ فونیقی ہے تو یقیناً یہ علکار برقہ کا فونیقیہ ہے اور یہ بہادر فونیقی بربروں کی بستی ہو گی۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"مگر یہ بہادر فونیقی بربر بستی چھوڑ کر کیوں بھاگ گئے ہیں ناگ بھیا؟ یہ کیا راز ہے؟"

ناگ کہنے لگا:

"اسی راز پر سے تو ہم پردہ اٹھانا چاہتے ہیں۔"

چلتے پھرتے وہ حویلی کے پچھواڑے آ گئے۔ یہاں ایک چار دیواری کے اندر کشادہ باغ تھا۔ اس باغ میں دس بارہ قبریں بنی ہوئی تھیں۔ ان قبروں کے سرہانے بھی بڑے بڑے چکنی مٹی کے مرتبان پڑے تھے۔

ماریا نے کہا:

"یہ اس حویلی میں رہنے والوں کی قبریں ہوں گی۔"

ناگ نے سوال کیا کہ حویلی کے لوگ جو زندہ تھے وہ کہاں غائب ہو گئے؟ اس سوال کا جواب کسی کے بھی پاس نہیں

تھا۔ یہ سوال ایک معمہ بن کر ان کی آنکھوں کے سامنے لٹک رہا تھا۔ حویلی کی دونوں منزلوں میں کمرے بنے تھے جن کے فرش پر قالین بچھے تھے اور پرانے زمانے کا فرنیچر سجا تھا۔ دیواروں پر شکار کیے گئے ہرنوں اور شیروں کے سر بھی لٹکے ہوئے تھے جیسا کہ زمانے کے نواب اور جاگیردار لوگوں میں رواج تھا۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ اس حویلی کے کچن سے بھی کھانے پینے کی چیزیں اور خواب گاہوں سے بستر غائب تھے۔ ناگ بولا:

"ایک بات ثابت ہو گئی ہے کہ یہ لوگ بھاگتے ہوئے کھانے کے برتن، کھانے کا سامان اور بستر ضرور ساتھ لیتے گئے ہیں۔"

تھیوسانگ سر کھجاتے ہوئے بولا:

"مگر یہ لوگ غائب کہاں ہو گئے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"یہی تو میں بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آدھی چڑیل راونی

حویلی کے پیچھے ایک باغیچہ تھا۔

اس باغیچے میں ایک بارہ دری بنی ہوئی تھی۔ ماریا، تھیوسانگ اور ناگ اس بارہ دری کے فرش پر جا کر بیٹھ گئے۔ بارہ دری کے پہلو میں ایک دیوار کھڑی تھی۔ دیوار پر کسی سفید مسالے کا پلستر ہوا تھا۔ کچھ پلستر نیچے بھی گرا ہوا تھا۔ ناگ نے دیوار کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"معلوم ہوتا ہے کوئی راج اس دیوار پر پلستر کر رہا تھا کہ اسے اچانک بھاگنا پڑا اور وہ پلستر چھوڑ کر بھاگ گیا۔"

تھیوسانگ بولا: "ضرور اس شہر پر کوئی آفت نازل ہوئی ہو گی۔"

جس دیوار پر سفید مسالے کا پلستر ہوا تھا اس کے ساتھ ہی زیتون کا درخت اگا تھا جس کی نوکیلے پتوں والی شاخیں دیوار کے پلستر سے لگی ہوئی تھیں۔

ماریا نے فکر مند لہجے میں کہا:

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اب کیا کرنا چاہیے؟ اس اجڑی ہوئی ویران بستی میں کب تک پڑے رہیں گے؟"

ناگ نے مشورہ دیا کہ انہیں کسی بڑے شہر کی طرف چل دینا چاہیے۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ وہاں عنبر اور کیٹی سے بھی ملاقات ہو جائے۔ تجویز بڑی معقول تھی۔

تھیوسانگ نے پاؤں لمبے کر لیے۔ کہنے لگا:

"میرا خیال ہے اب شام بھی ہو رہی ہے۔ سورج غروب ہونے والا ہے۔ بہتر ہے کہ آج کی رات یہیں بسر کریں اور کل دن نکلتے ہی یہاں سے کوچ کر جائیں۔"

اس تجویز پر ناگ اور ماریا نے بھی اتفاق کیا اور وہ بارہ دری کے فرش پر اطمینان سے نیم دراز ہو کر عنبر اور کیٹی کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر بعد آسمان پر بادل جمع ہونا شروع ہو گئے اور ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔

"شاید بارش آ رہی ہے۔" ناگ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

ماریا نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس علاقے میں بارشیں کم ہی ہوتی ہیں۔"
تھیوسانگ آنکھیں بند کیے پڑا تھا۔ بولا:
"بارش سے موسم خوشگوار ہو جائے گا۔"
ہوا تیز ہو گئی۔ ماریا بھی ناگ اور تھیوسانگ کے پاس ہی بارہ دری میں ایک ستون کے ساتھ لگ کر بیٹھی تھی۔ ہوا زیتون کے درختوں میں سے گذرتی تو سیٹی کی سی آواز آتی تھی۔ بارش شروع نہیں ہوئی تھی۔ بادل بھی نہیں گرج رہے تھے۔ اچانک ناگ کے کانوں میں انسانی آوازیں ٹکرائیں۔ اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے ماریا اور تھیوسانگ سے کہا:

"جو کچھ میں سن رہا ہوں کیا تم بھی سن رہے ہو؟"
"تم کیا سن رہے ہو؟" تھیوسانگ نے مذاق سے پوچھا۔
ماریا بھی ہنسنے لگی:
"ناگ کے کان بج رہے ہیں شاید"
مگر ایک دم سے ماریا بھی چونکی اور بولی:
"ہاں ہاں۔ ناگ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ مجھے دھیمی دھیمی انسانی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔"
اب تو تھیوسانگ بھی ہمہ تن گوش ہو گیا۔ یعنی اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ اسے باریک باریک دھیمی آوازیں صاف

سنائی دے رہی تھیں۔ یہ آوازیں ہوا کی سیٹی کی آواز سے بالکل مختلف اور الگ تھیں۔
"یہ تو کسی انسان کی آواز ہے ناگ۔" ماریا نے کہا
ناگ بھی کان لگائے بیٹھا تھا۔ بولا:
"ہاں۔ کوئی کسی سے کچھ کہہ رہا ہے۔"
"مگر یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے؟" تھیوسانگ اٹھ کھڑا ہوا
آواز اتنی مدھم تھی کہ الفاظ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ وہ تینوں اٹھ کر جدھر سے آواز آ رہی تھی ادھر کو بڑھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ انسانی آواز بارہ دری کے پیچھے سے آ رہی ہے۔ وہ بارہ دری کے عقب میں بنی ہوئی دیوار کے پاس آ کر رک گئے۔ انسانی آواز اسی دیوار کے قریب سے آ رہی تھی۔ مگر وہاں کوئی انسان موجود نہیں تھا۔ ماریا تھیوسانگ اور ناگ کو سخت حیرانی ہو رہی تھی کہ جب وہاں کوئی انسان نہیں ہے تو پھر یہ آواز کدھر سے آ رہی ہے۔ دیوار کے قریب آنے سے انہیں آواز کے مدھم الفاظ بھی سنائی دینے لگے تھے۔ کوئی گھبراہٹ میں کسی سے کہہ رہا تھا۔
"بھاگو۔ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔ بھاگو۔ بھاگو یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔ بھاگو۔ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوئی ان دیکھا شخص دھیمی باریک آواز میں بار بار ایک ہی فقرہ دہرا رہا تھا۔ ناگ نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرانی ہی حیرانی تھی۔

"یہ کون شخص ہے؟" اس نے تعجب سے کہا:

تھیوسانگ بھی پریشان تھا۔ ماریا بھی حیرت میں گم تھی انسان کی گھبرائی ہوئی دھیمی باریک آواز بار بار ابھر رہی تھی مگر وہ شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ماریا نے ایک چکر ارد گرد لگا کر دیکھا۔ کسی جگہ کوئی انسان نہیں تھا۔ ہوا کے تیز جھکولوں کے ساتھ زیتون کی شاخیں دیوار سے ٹکرا رہی تھیں۔ ماریا نے دیوار کے ساتھ کان لگا دیئے اور بولی:

"آواز اس دیوار کے اندر سے آ رہی ہے۔"

ناگ نے دیوار کے پلستر پر ہاتھ پھیرا اور کہا:

"مگر اس دیوار کے اندر کوئی انسان نہیں سما سکتا۔ یہ تو ایک اینٹ کی دیوار ہے۔"

تھیوسانگ اور ناگ نے بھی دیوار کے ساتھ کان لگا کر سنا۔ واقعی آواز دیوار کے اندر سے آ رہی تھی۔ عجیب چکر تھا۔ کوئی آدمی دیوار میں چھپا باریک مدھم مگر گھبرائی ہوئی آواز میں۔ بار بار کہہ رہا تھا۔

"بھاگو۔ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔"

ناگ ٹکٹکی باندھے زیتون کے درخت کو دیکھنے لگا۔

ماریا نے کہا:

"تم اس درخت کی طرف کیا دیکھ رہے ہو؟ اس درخت میں کوئی انسان نہیں چھپا ہوا۔"

ناگ نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ماریا کو چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر اٹھ کر درخت کی اس شاخ کے قریب آیا جس کی نوکیلی لمبی پتیاں دیوار کے پلستر سے ہوا کے زور سے ٹکرا کر نیچے تک ایک لکیر سی بناتی ہوئی جاتیں اور پھر ہوا کے زور سے اوپر کو آ جاتیں۔ دوسری بار ہوا کا جھکولا زیتون کی شاخ کو پھر دیوار کے پلستر کی طرف جھکا دیتا اور شاخ کی نوکیلی پتی کی نوک پلستر پر گھسٹتی ہوئی نیچے کو چلی جاتی۔ ناگ نے اس جگہ کان لگا دیئے جہاں ٹہنی کی نوکیلی پتی ہوا کے زور سے دیوار کے پلستر کے ساتھ گھسٹ رہی تھی۔

تھیوسانگ نے کہا:

"معمہ حل ہو گیا ہے تھیوسانگ۔"

ماریا بھی تعجب سے دیکھنے لگی:

"کیا حل ہوا ہے معمہ؟ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ۔"

ناگ نے اس نوکیلی شاخ کی طرف اشارہ کیا جس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی نوک دیوار کے پلستر سے بار بار ٹکرا رہی تھی۔ اُس نے کہا:

"آواز اس دیوار میں سے آ رہی ہے۔"

تھیوسانگ اور ماریا ہنسنے لگے:

"یہ کون سی نئی بات تم نے بتائی ہے۔"

ناگ نے کہا:

"اس دیوار کو ایک بار پھر غور سے دیکھو۔ ٹہنی کی نوکیلی پتی کی نوک ہوا کے زور سے جب دیوار کے پلستر پر ایک لکیر سی بناتی ہوئی نیچے جاتی ہے تو اس کے اندر سے انسان کی باریک آواز نکلتی ہے۔ ہوا شاخ کو واپس اوپر لے جاتی ہے جب ہوا کا دوسرا جھونکا ٹہنی کو دوبارا نیچے جھکاتا ہے اور پتی کی نوک پلستر پر لکیر ڈالتی ہے تو اس میں سے پھر وہی آواز پیدا ہوتی ہے۔"

ماریا اور تھیوسانگ نے کان لگا کر سنا تو واقعی ایسا ہی ہو رہا تھا۔ جونہی شاخ کی نوکیلی پتی پلستر پر گھسٹتی ہوئی لکیر ڈالتی تھی۔ اس میں سے ایک انسان کی باریک آواز ابھرتی:

"بھاگو۔ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔"

جب ٹہنی ایک بار اوپر جا کر ہوا کے دباؤ سے دوبارا

پلستر پر لکیر ڈالتی تو پھر وہی انسانی آواز ابھرتی:

"بھاگو۔ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔"

ماریا نے حیرانی سے پوچھا:

"مگر اس پلستر میں انسانی آواز کہاں سے بند ہو گئی ہے؟"

ناگ نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"اس سائنسی اصول کو تھیوسانگ مجھ سے بہتر جانتا ہے وہ تمہیں سمجھائے گا۔"

تھیوسانگ نے بھی فیزیکل سائنس کے اصول کے مطابق آواز کے معمے کو حل کر لیا تھا اور ناگ کی وضاحت کی روشنی میں وہ ساری بات سمجھ گیا تھا۔ اس نے ماریا کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

"ماریا! ساؤنڈ الیکٹرونکس کا یہ ایک سادہ سا اصول ہے کہ آواز کی لہروں کو مقناطیسی کشش کے ذریعے کسی سیال مادے میں نظر نہ آنے والے ذرات کی باریک ترین لکیروں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اگر ہم اپنی آواز کی لہروں کو مقناطیسی لہروں کی مدد سے کسی نرم مسالیدار پلستر پر ڈالیں تو ہماری آواز کی لہریں اس نرم مسالے میں لکیروں کی شکل میں محفوظ ہو جائیں گی۔ پھر جب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ مسالہ سوکھ جائے اور ہم انگلی کے ناخن کی نوک یا کسی ہڈی کی نوک یا کسی سوئی کو ان لکیروں پر رکھ کر گھمائیں تو ہماری آواز کی لہریں اس کی رگڑ سے مقناطیسی لہروں میں بدل کر دوبارہ سنائی دینے لگیں گی۔ اسی اصول کے مطابق گراموفون ریکارڈ بنائے جاتے تھے اور ماڈرن زمانے میں ٹیپ ریکارڈر بھی اسی اصول کے مطابق کام کرتا ہے۔"

ماریا بڑے غور سے سن رہی تھی۔ تھیوسانگ نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"میں نے ٹھیک کہا ہے نا ناگ؟"

ناگ نے آہستہ سے سر ہلایا اور بولا:

"تم نے بالکل ٹھیک کہا ہے تھیوسانگ"

ماریا بولی: "لیکن سوال یہ ہے کہ یہ آواز کس کی ہے؟"

اب ناگ کہنے لگا:

"قصہ اصل میں یہ ہے کہ جب پہلے پہل اس بستی پر کوئی آسمانی بلا نازل ہوئی تو کوئی راج اس دیوار پر پلستر کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ کوئی مزدور بھی ہو گا جو پلستر کرنے میں اس کی مدد کر

رہا ہو گا۔ عین اس وقت کوئی آسمانی بلا نمودار ہوئی۔ پلستر کرتے ہوئے راج نے گھبرا کر اپنے ساتھی سے کہا: "بھاگو۔ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے"۔ چونکہ دیوار کا پلستر ابھی گیلا تھا اور اس میں کوئی ایسا مسالہ یا قدرتی کیمیکل شامل تھا جس نے راج کی گھبرائی ہوئی آواز کی لہروں کو فوراً لکیر کی شکل میں ریکارڈ کر لیا راج بھاگ گیا۔ اس کے بعد پلستر خشک ہو گیا۔ اب جب تیز ہوا چلی تو زیتون کے درخت کی شاخ کی نوکیلی پتی ایک سوئی کی طرح جب پلستر پر پڑی ہوئی آواز کی لکیر سے رگڑ کھاتی ہے تو اس میں سے راج کی وہی گھبرائی ہوئی آواز ہمیں سنائی دینے لگتی ہے۔"

ماریا نے غور سے دیوار پر اس مقام کو دیکھا جہاں درخت کی ٹہنی کی نوکیلی پتی پلستر پر پڑی ہوئی آواز کی لکیر سے رگڑ کھا رہی تھی۔ ناگ اور تھیوسانگ کا خیال بالکل صحیح تھا۔ آواز اسی نوکیلی پتی کے رگڑنے سے دیوار کے پلستر میں سے نکل رہی تھی۔

ماریا نے کہا:

"یہ تو پورا جادو ہے۔ طلسم ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ھیوسانگ مسکرایا:

"جادو نہیں بلکہ سائنس ہے۔ سائنس کا ایک اصول ہے۔"

اب وہ تینوں پلستر کی لکیر پر رگڑ کھاتی درخت کی ٹہنی کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ ٹہنی ہوا کے زور سے بار بار ٹکراتی اور پلستر میں سے بہت ہی باریک مدھم آواز بار بار بلند ہوتی:

"بھاگو! بھاگو! یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"اس اصول کے مطابق تو یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس دیوار کے پلستر میں دوسرے لوگوں کی آوازیں بھی محفوظ ہوں گی۔ ہمیں ان آوازوں کو بھی سننے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

ہوا کا زور ٹوٹ گیا تھا۔ اب درخت کی شاخ اتنی شدت اور زور سے رگڑ نہیں کھا رہی تھی۔ چنانچہ پلستر میں سے انسانی آواز آنا بند ہو گئی تھی۔ ماریا نے درخت کی ایک ٹہنی توڑ لی اور دیوار کے پلستر پر دوسری جگہ اسے اوپر سے نیچے تک رگڑا۔ ان سب نے ٹہنی کے رگڑتے ہی ایسی آواز سنی جیسے کوئی شخص دھپ سے زمین پر گرا ہو۔

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"یہ اس راج کے نیچے چھلانگ لگانے کی آواز ہے وہ کسی آسمانی بلا کو دیکھتے ہی پہلے گھبرا کر چلایا کہ بھاگو۔ یہ کوئی آسمانی بلا ہے پھر اس نے مچان پر سے نیچے چھلانگ لگا دی ہو گی۔ اس کے زمین پر گرنے کی آواز بھی نرم پلستر میں محفوظ ہو کر رہ گئی۔"

ماریا نے پلستر پر دوسری جگہوں پر بھی ٹہنی کی نوک سے لکیریں ڈالیں۔ مگر کوئی آواز نہ بلند ہوئی۔

ھیوسانگ کہنے لگا:

"دیوار چونکہ حویلی سے دور ہے اس لیے اس وقت حویلی کے اندر بھاگتے لوگوں کی گھبرائی ہوئی آوازیں پلستر تک آتے آتے اتنی مدھم پڑ گئی ہوں گی کہ اس میں محفوظ نہیں ہو سکیں۔"

ناگ نے بستی کی طرف نگاہ ڈالی جس پر شام کے سائے بادلوں کے سایوں میں گھل مل کر سیاہ چادر کی طرح چھا رہے تھے۔ اس نے کہا:

"ظاہر ہے دیوار پر پلستر کرنے والے راج مزدور بھی بستی کی طرف سے دوڑے ہوں گے۔ حویلی کے لوگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی ادھر ہی کو گئے ہوں گے مگر بستی بالکل خالی ہے سوال یہ ہے کہ یہ لوگ کہاں جا کر غائب ہو گئے ؟"

اچانک ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔ یہ لوگ دیوار سے ہٹ کر بارہ دری کی چھت کے نیچے آ کر بیٹھ گئے۔ دیر تک وہیں بیٹھے وہ آپس میں کسی اگلی منزل کا منصوبہ بنانے میں مصروف رہے۔ بوندا باندی کچھ دیر کے بعد رُک گئی۔ رات اس قدر تاریک اور اندھیری تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔

ماریا نے کہا:

"تم لوگ اس جگہ آرام کرو۔ میں بستی کا ایک چکر لگا کر آتی ہوں۔"

تھیوسانگ نے ماریا کو خاص طور پر تاکید کی کہ وہ زیادہ دُور جانے کی کوشش نہ کرے اور جلدی واپس آ جائے۔ ماریا یہ سن کر مسکرائی اور ہوا میں بلند ہو گئی۔

تھیوسانگ نے ناگ سے کہا:

"ناگ! تم کسی سانپ کو بلا کر اس سے پوچھو تو سہی کہ اس بستی پر کیا آفت نازل ہوئی تھی؟"

ناگ کچھ دیر کے لیے خاموش رہا پھر بولا:

"سانپ زمین کے اندر ہوتے ہیں۔ وہ شاید کچھ نہ بتا سکیں۔ بہرحال کسی سانپ کو بلا کر پوچھ لیتا ہوں۔"

ناگ نے منہ سے ہلکی سی پھنکار کی آواز نکالی اور سانپ کی زبان میں آواز دی:

"میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔ اگر یہاں کوئی سانپ ہے تو زمین سے نکل کر میرے پاس آئے۔"

ناگ نے آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھا۔ اسے کوئی سانپ آتا نظر نہ آیا۔

تھیوسانگ نے ناگ کو ایک بار پھر کوشش کرنے کو کہا۔ ناگ نے دوسری بار پھر سانپ کو آواز دی۔ اس علاقے میں کوئی سانپ نہیں تھا۔ مگر ایک ایسا سانپ ضرور تھا۔ جس کا رنگ زنگار کی طرح تھا۔ جو صرف ایک فٹ لمبا تھا اور اس وقت حویلی والی بارہ دری سے تھوڑی دُور ایک ویران کھنڈر کے نیچے گہرے غار میں اپنی سوتیلی دودھ ماں رادنی کے سینے سے لپٹا اس کا دودھ پی رہا تھا۔ یہ ایک ایسا سانپ تھا جس کو راکھشنی عورت رادنی نے اپنا زہریلا دودھ پلا پلا کر اسے اپنا غلام بنا لیا ہوا تھا۔ یہ زنگاری سانپ اب اس عورت رادنی کو اپنی دیوی ماں سمجھتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اسی کا حکم مانتا تھا۔ راونی ایک سیاہ فام نیم بھوت عورت تھی جو پہلے جنم میں چڑیل رہ چکی تھی۔ چڑیل بن کر اس نے ہزاروں انسانوں کو مار ڈالا تھا۔ اس کی سزا اسے یہ ملی کہ اس جنم میں دیوتاؤں نے اسے راکھشنی کے روپ میں پیدا کر دیا۔ راکھشنی کے روپ میں پیدا ہونے کے بعد اس کا نام راونی رکھا گیا۔ راونی عورت بھی تھی اور چڑیل بھی تھی۔ وہ جس روپ میں چاہے آ سکتی تھی۔ مگر اس کا عذاب یہ تھا کہ وہ دن میں چار مرتبہ اپنے آپ کو اس زنگاری سانپ سے ڈسواتی تھی جس کو وہ اپنا دودھ پلا کر پال رہی تھی۔ سانپ کے بار بار کاٹنے سے راونی کا جسم سیاہ پڑ گیا تھا۔ اگر سانپ کے کاٹنے میں ذرا دیر ہو جاتی تو راونی کے جسم میں آگ سی لگ جاتی اور وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگتی تھی۔ پھر جب سانپ اسے کاٹتا تو اس کی جان میں جان آ جاتی۔ راونی کی خوراک زندہ انسان تھے۔ وہ ہر ہفتے ایک زندہ انسان کو ہڑپ کر جاتی تھی۔ اس کے کھانے کا طریقہ یہ تھا کہ بستی میں ایک چڑیل کی شکل میں داخل ہوتی۔ اس کے سر کے بال سر پر سرکنڈوں کی طرح کھڑے ہوتے۔ پاؤں الٹے ہوتے۔ آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی ہوتیں۔ بستی میں آتے ہی وہ حلق سے ایک بھیانک آواز نکالتی اور جب لوگ خوف زدہ ہو کر

اِدھر اُدھر بھاگتے تو وہ ان میں سے کسی ایک کو دبوچ کر سیدھی اپنے غار میں لے آتی۔ غار میں آ کر وہ ادھ موئے انسانی شکار کے منہ پر ایک طمانچہ مارتی جس کے اثر سے وہ بے چارہ انسان ایک دم چھوٹا ہو کر ایک مرغی کے برابر ہو جاتا اور راونی اسے ثابت ہی نگل جاتی۔ پیٹ بھر جانے کے بعد وہ اپنی گردن پر سانپ سے ڈسواتی اور پھر ایک ہفتے کے لیے غار کے اندر گہری نیند سو جاتی۔ یہی وہ آسمانی بلا تھی جو اس بستی پر ہر ہفتے نازل ہو کر کسی نہ کسی انسان کو شکار کر کے اپنا نوالہ بنا لیتی تھی۔ اسی کے ڈر سے لوگ بستی سے بھاگ گئے تھے۔ جب بستی انسانوں سے خالی ہو گئی تو راونی دور کی بستیوں میں جا کر انسانوں کو شکار کرنے لگی۔ کسی قریبی یا دور کی بستی میں وہ آدھی رات کو جاتی اور پھر کسی نہ کسی انسان کو دبوچ کر اسی غار میں لا کر اسے ہڑپ کر کے سانپ سے ڈسوا کر گہری نیند سو جاتی تھی۔ یہ اسے اس کے پچھلے جنم کے گناہوں کی سزا ملی تھی اور اس جنم میں بھی اس کے گناہوں کا بوجھ بڑھتا جا رہا تھا اور راونی کو معلوم تھا کہ وہ اپنے اگلے جنم میں دوزخ کے سب سے نچلے گڑھے کی آگ میں پیدا ہوگی جہاں وہ قیامت تک جلتی، سڑتی رہے گی، اس بھیانک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عذاب سے بچنے کا صرف ایک ہی ذریعہ تھا کہ وہ کسی طرح ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کرے۔ سب سے پہلے اس سے اپنے آپ کو ڈسوائے جس کا اس پر یہ اثر ہوگا کہ اس کی بھوک ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی اور اسے اپنی بھوک مٹانے کے لیے کسی انسان کو ہڑپ کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ اس کے بعد وہ ناگ دیوتا کو مکاری اور عیاری سے اپنے قبضے میں کرکے اسے جنوبی ہندوستان کے مغربی ساحل پر واقع کورمنڈل کی سیاہ چٹانوں کے نیچے موجود تاریک گپھاہ میں شیش ناگ کی خدمت میں پیش کرے۔ اس کے بعد شیش ناگ اسے ناگن بناکر دوسرے جنم کے عذاب سے ہمیشہ کے لیے نجات دلا دے گا۔

راونی اگرچہ راکھشنی اور نیم بھوت اور نیم چڑیل تھی مگر غیب کے علم سے محروم تھی۔ وہ اپنا روپ ضرور بدل سکتی تھی مگر وہ زمین کے اندر کے راز اور مستقبل کے اسرار معلوم نہیں کر سکتی تھی۔ اسے شیش ناگ کی گپھاہ ہی سے صرف اتنا اشارہ ملا تھا کہ ناگ دیوتا اسے شمالی افریقہ کے کسی ملک میں ملے گا۔ چنانچہ وہ اس طرف روانہ ہو پڑی تھی۔ د میں چار مرتبہ سانپ سے ڈسوانے کے لیے اسے ہر بار ایک نئے سان تلاش کرنا پڑتا تھا۔ اس مصیبت سے بچنے کے لیے اس ایک انتہائی زہریلا سانپ لے کر اسے اپنا دُودھ پلا پلا پال لیا تھا۔ کوئی بچہ جب کسی عورت کا دُودھ پیتا ہے تو

اس کا بیٹا کہلاتا ہے اور وہ اپنی ماں کا وفادار اور فرمانبردار بچہ بن جاتا ہے۔ مگر یہ سانپ تھا۔ دوسرے راونی بھی کوئی انسان عورت نہیں تھی۔ اس کے خون میں بھی گناہ اور بے گناہوں کے خون کا اثر تھا۔ چنانچہ زنگاری سانپ اس کا زہریلا دُودھ پی کر اور زیادہ غصّیلا اور زہریلا ہو گیا تھا اور دن میں چار بار راونی کو بڑی خوشی سے ڈس لیتا تھا۔ اس سانپ کو راونی نے اس ڈھب سے پالا تھا کہ اس کے ذہن سے ناگ دیوتا کا اثر بالکل ہی ختم ہو گیا تھا اور وہ شیش ناگ کو ہی ناگوں کا عظیم دیوتا سمجھنے لگا تھا۔

چنانچہ جس وقت ناگ نے بارہ دری میں رات کے اندھیرے میں تھیوسانگ کے کہنے پر علاقے میں موجود کسی بھی سانپ کو آواز دی تو پہلی بار تو زنگاری سانپ نے اس کی آواز نہ سنی۔ اس وقت راونی اندھیری غار کی زمین پر سیدھی لیٹی سو رہی تھی اور سانپ اس کا بڑے مزے سے دُودھ پی رہا تھا۔ لیکن جب دوسری بار ناگ نے آواز دی تو اس کی آواز کی مقناطیسی لہریں راونی کے زنگاری سانپ کے جسم سے ٹکرائیں اور اس نے اپنی گردن اٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ کوئی اپنے آپ کو ناگ دیوتا کہہ کر کسی سانپ کو حاضر ہونے کا حکم دے رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زنگاری سانپ نے فوراً راونی کے کان کے قریب منہ لے جا کر زور سے پھنکار ماری۔ راونی ایک دم سے جاگ پڑی۔ اس نے اپنے سانپ کو چھوٹا سا پھن اٹھائے اپنی آنکھوں کے آگے بے چینی سے لہراتے دیکھا تو کھڑکھڑاتی آواز میں بولی:

"مجھے کیوں جگایا؟"

زنگاری سانپ نے کہا:

"راونی! دیوتا تم پر مہربان ہیں۔ ناگ دیوتا اس علاقے میں موجود ہے۔"

راونی کے حلق سے خوشی کی چیخ نکل گئی۔ اس نے زنگاری سانپ کو گردن سے پکڑ کر پوچھا:

"کہاں ہے وہ؟ جلدی بولو۔ کہاں ہے ناگ دیوتا؟"

زنگاری سانپ نے کہا:

"میں اس کی آواز سن رہا ہوں۔ وہ علاقے کے کسی بھی سانپ کو آواز دے کر بلا رہا ہے۔"

راونی کا تاریک چہرہ اور زیادہ تاریک ہو گیا۔ اس کی انگاروں ایسی سرخ آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔ اس نے زنگاری سانپ سے مخاطب ہو کر کہا:

"میں نے تجھے اپنا دودھ پلا پلا کر بڑا کیا ہے۔

اب میرے کام آؤ۔ جاؤ۔ ناگ دیوتا کے پاس جاؤ اور اس پر یہی ظاہر کرو کہ تم اس کے غلام ہو اور معلوم کرو کہ وہ کہاں ٹھہرا ہوا ہے۔ جلدی جاؤ۔"

زنگاری سانپ کو ایک بار پھر ناگ دیوتا کی آواز آئی:

"اگر کوئی سانپ زمین کے اندر ہے تو میرے پاس آئے۔ میں حویلی والی بارہ دری میں ہوں۔"

راونی کی سرخ آنکھیں اور سرخ ہو گئیں۔ اس بار ناگ دیوتا کی سانپ بولی اس نے بھی سن لی تھی۔ اس نے اپنے زنگاری سانپ کو گردن سے اٹھایا۔ اس کے منہ کو اپنے سیاہ ہونٹوں سے چوما اور کہا:

"جس کی مجھے جنم جنم سے تلاش تھی وہ حویلی والی بارہ دری میں موجود ہے۔ جاؤ۔ اسے وہیں روکو باقی کام میں خود کر لوں گی۔ جاؤ ــــ میرے زنگاری کمینے، قاتل، مکار سانپ۔ جاؤ جلدی کرو۔"

راونی نے سانپ کو غار کے تاریک منہ کے پاس لا کر چھوڑ دیا اور اسے غار کے اندھیرے منہ میں سے تیزی سے اندر جاتا دیکھ کر وحشی بھیانک چڑیل کی طرح اپنے ہاتھوں کی سیاہ انگلیاں اپنی سرخ آنکھوں کے سامنے نچاتی ہوئی کھڑکھڑاتی آواز میں قہقہے لگانے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زنگاری سانپ غار کے ویران کھنڈروں سے نکلتے ہی بجلی ایسی تیزی کے ساتھ حویلی کی طرف دوڑنے لگا۔ تھیوسانگ اور ناگ بارہ دری میں سانپ کا انتظار کر رہے تھے تھیوسانگ ناامید ہو کر بولا:

"ناگ! ادھر زمین کے اندر کوئی سانپ نہیں ہے لگتا ہے آسمانی بلا سے ڈر کر وہ بھی یہاں سے رفو چکر ہو گئے ہیں۔"

اتنے میں اندھیرے میں پھنکار کی آواز گونجی۔ ناگ نے اندھیرے میں ایک ریتلے ٹیلے کی جانب سے سانپ کی سرخ آنکھیں قریب آتی دیکھیں۔ اس نے تھیوسانگ سے کہا کہ ایک سانپ آ رہا ہے۔ زنگاری سانپ نے بارہ دری میں آتے ہی ناگ دیوتا کے سامنے گردن جھکا کر ادب سے سلام کیا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے معاف کر دینا کہ میں نے دیر کر دی۔ میں یہاں سے بہت دور ایک ویران اندھے کنوئیں میں پڑا تھا۔"

ناگ نے کہا:

"ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ یہ بستی لوگوں سے خالی کیوں ہے اور یہاں سے لوگ کہاں چلے گئے ہیں؟"

مکار زنگاری سانپ نے اپنی گردن جھکا لی اور بڑے افسوس کے ساتھ کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! اس بستی پر ایک آفت ٹوٹ پڑی ہے میں خود بھی اس بستی میں اپنے بچوں کے ساتھ رہتا تھا مگر آسمانی بلا کی دہشت سے میرے بچے مر گئے اور میں نے اپنی جان بچانے کے لیے اندھے کنوئیں میں چھپا بیٹھا ہوں۔"

ناگ نے پوچھا:

"یہ آسمانی بلا کیا شے ہے۔ کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟"

زنگاری سانپ نے اپنی سازش کا منصوبہ پہلے ہی سے تیار کر رکھا تھا۔ اُس نے کہا:

"اے رحمدل ناگ دیوتا! اس بستی کے لوگوں کو آسمانی بلا نے جس بے دردی سے تباہ کیا ہے اسے بیان کرنے کے لیے میرے پاس زبان نہیں ہے۔ یہ آسمانی بلا ایک بہت خوف ناک آدم خور عفریت ہے جو اچانک بستی پر ظاہر ہوا اور اس نے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ ہزاروں لوگ مر گئے جو باقی بچے وہ بھی

جان بچا کر فرار ہو گئے۔"

بھیوسانگ بھی سانپ کی زبان اب سمجھنے لگا تھا۔ اس نے زنگاری سانپ سے پوچھا:

"پھر لوگ اپنے گھروں سے کھانے پینے اور پکانے کا سامان کیوں اور کیسے لے گئے؟"

زنگاری سانپ ایک لمحے کے لیے گھبرایا۔ مگر فوراً ہی بولا:

"عظیم ناگ کے دوست! بھیانک آدم خور عفریت تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد یہاں حملہ کرتا ہے، اس لیے جو لوگ بچ گئے تھے انہیں واپس آ کر تھوڑا بہت سامان لے جانے کا موقع مل گیا۔"

ناگ نے سوال کیا:

"کیا تم کچھ بتا سکتے ہو کہ یہ آدم خور عفریت کہاں رہتا ہے؟ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ میں اس عفریت سے اس بستی کے باقی ماندہ لوگوں کو نجات دلانا چاہتا ہوں۔"

زنگاری سانپ بھی ناگ دیوتا کو اسی طرف لانا چاہتا تھا۔ اس نے انتہائی مکاری سے کام لیتے ہوئے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آدم خور عفریت کی شکل کسی بہت بڑے مگر مچھ سے ملتی جلتی ہے جو اپنی دُم پر کھڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو کر چل رہا ہو وہ اچانک ظاہر ہوتا ہے اور اچانک غائب ہو جاتا ہے کوئی اس کے پیچھے نہیں جا سکتا۔ مگر میں نے بڑی ہمت سے کام لے کر اس کا پیچھا کیا اور آخر یہ پتہ چلا لیا کہ کہاں رہتا ہے۔"

ناگ اور بھیوسانگ نے جلدی سے پوچھا کہ آدم خور عفریت کا ٹھکانہ کہاں ہے؟

زنگاری سانپ نے بڑے ادب سے سر کو تین بار جھکایا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! یہاں سے تھوڑی دُور ریت کی بھوری چٹانوں کے پاس ایک پرانا کھنڈر ہے اس کھنڈر کو دُور ہی سے دیکھ کر انسان پر دہشت چھا جاتی ہے۔ اس کھنڈر کے نیچے ایک ایک گہرا غار ہے۔ وہ آدم خور عفریت اسی غار میں رہتا ہے۔ میں نے اسے اس غار میں جاتے دیکھا تھا۔"

ناگ بہت خوش ہوا۔ اس نے سانپ سے کہا کہ کیا وہ ابھی اسے اس غار میں لے جا سکتا ہے؟ زنگاری سانپ اپنی راونی ماں چڑیل سے مشورہ کیے بغیر کیسے ناگ کو وہاں لے جا سکتا تھا؟ اُس نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے شام کے وقت اس غار کے قریب سے گذرتے ہوئے غور سے سونگھا تھا۔ غار کے اندر سے آدم خور عفریت کی خاص بُو نہیں آ رہی تھی۔ وہ شاید کسی دوسری بستی کی طرف اپنے شکار کی تلاش میں گیا ہے۔"

ناگ نے زنگاری سانپ سے کہا:

"ہم اسی حویلی میں ہیں۔ تم غار کی نگرانی کرو۔ جونہی آدم خور عفریت غار میں داخل ہو ہمیں آکر خبر کر دینا۔"

زنگاری نے ادب سے گردن جھکائی اور کہا:

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا! میں غار کے باہر چھپ کر پہرہ دیتا رہوں گا۔ جیسے ہی عفریت غار میں داخل ہوا آپ کو فوراً اطلاع کر دوں گا۔ کیا مجھے جانے کی اجازت ہے اب؟"

ناگ نے سانپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے خوشی سے جانے کی اجازت دے دی۔ زنگاری سانپ خوشی سے جھومتا ہ بارہ دری سے نکل کر اندھیرے میں تیزی سے چڑیل ماں راو کے غار کی طرف دوڑنے لگا۔ وہ اندھیرے غار میں بے چینی سے زنگاری سانپ کا انتظار کر رہی تھی۔ جونہی اسے اپ

قاتل سانپ کی بدبُو محسوس ہوئی اس نے چیخ مار کر کہا:

"شیطانی سانپ! کیا خبر لائے ہو؟"

زنگاری سانپ نے غار میں آتے ہی کہا:

"ناگ دیوتا میرے قابو میں ہے۔"

راونی نے چڑیلوں ایسا قہقہہ لگایا اور چلائی:

"مجھے ڈسو۔ میں بہت خوش ہوں۔ مجھے کاٹو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبروں سے مرتبان

ناگ اور تھیوسانگ ابھی تک حویلی کے باہر بارہ دری ہی میں بیٹھے تھے۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی اور ماریا ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔ اب انہیں ماریا کے بارے میں تشویش ہونے لگی تھی۔ وہ بارہ دری ہی میں بیٹھے رہے۔ کیونکہ ماریا کو اسی جگہ واپس آنا تھا۔ انہیں اس بات کی تسلی تھی کہ ماریا کی خوشبو بستی کے مشرقی علاقے کی طرف سے برابر آ رہی تھی۔ اب چل کر ماریا کی خبر لیتے ہیں۔

ماریا اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر جب رات کے پھیلتے اندھیرے میں فضا میں بلند ہوئی تو اس نے بستی کے اوپر ایک چکر لگایا۔ ویران بستی سنسان اندھیری پڑی تھی۔ کسی مکان میں کوئی دیا بتی نہیں جل رہی تھی۔ ایک رونگٹے کھڑے کر دینے والا اندھیرا چھایا تھا۔ یہ کوئی آسیبی بستی لگ رہی تھی۔ ماریا بستی کے چند ایک چکر کاٹنے کے بعد واپس چلنے ہی والی تھی کہ اسے مشرق کی جانب دیئے کی روشنی نظر آئی۔ یہ روشنی ایک دو سیکنڈ کے لیے چمک کر بجھ گئی۔ ماریا کا ماتھا ٹھنکا۔ ضرور ادھر کوئی انسان موجود ہو گا۔ یہ سوچ کر ماریا نے ہوا میں غوطہ لگایا اور جدھر روشنی نظر آئی تھی عین اس مقام پر آ گئی۔ یہ وہی بستی کا پرانا قبرستان تھا جہاں ماریا تھیوسانگ اور ناگ پہلی بار اس بستی کی فضاؤں میں نمودار ہوئے تھے۔ وہ آہستہ سے قبروں کے پاس اتر آئی۔ وہ چونکہ غائب تھی اس لیے اس کے قدموں کی آہٹ بھی نہیں ہو رہی تھی۔ وہ زمین سے چند فٹ بلند ہو کر چل رہی تھی۔ قبروں پر موت کا سناٹا طاری تھا۔ اندھیرے میں قبروں کے سرہانے رکھے ہوئے بڑے بڑے مٹکے عجیب ڈراؤنا منظر پیش کر رہے تھے۔

ماریا حیران تھی کہ وہ دیئے کی روشنی کس نے جلائی تھی؟ اور پھر اپنے آپ کیسے بجھ گئی؟ اسے وہاں کوئی بھی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ قبروں کے اوپر اِدھر اُدھر چلنے لگی۔ اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی سرگوشی میں کسی سے کچھ کہہ رہا ہو۔ ماریا نے کان سرگوشی پر لگا دیئے۔ اسے محسوس ہوا کہ یہ سرگوشیاں ایک قبر کے اندر سے آ رہی ہیں۔ وہ اس قبر کے اوپر آ کر جھک گئی۔ سرگوشی کی آواز بند ہو گئی۔ ماریا نے بھی اپنا سانس روک لیا۔ اسے پھر کھسر پسر سنائی دی۔

ماریا اندھیرے میں غور سے قبر کی طرف دیکھنے لگی۔ اتنے میں قبر کے سرہانے جو مرتبان رکھا تھا اس میں سے ایک انسانی سر باہر نکل کر اندھیرے میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ ماریا اپنی جگہ پر ساکت کھڑی رہی۔ انسانی سر تیزی سے مرتبان کے اندر چلا گیا۔ مرتبان کے اندر پھر سرگوشی ہوئی۔ وہی انسانی سر پھر نمودار ہوا۔ پھر آہستہ سے ایک آدمی مرتبان سے باہر نکل آیا۔ ماریا اسے ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی تھی۔ اس آدمی نے جسم پر کفن کی طرح کی ایک سیاہ چادر لپیٹ رکھی تھی۔ اس نے مرتبان کے اندر منہ ڈال کر آہستہ سے کہا:

"باہر نکل آؤ۔ قبرستان خالی ہے۔"

مرتبان میں سے دوسرا آدمی بھی باہر آ گیا۔ اس نے بھی کفن کی طرح سیاہ چادر جسم کے گرد لپیٹ رکھی تھی۔ ماریا نے قریب آ کر دیکھا۔ یہ ایک عورت تھی۔ اس کے لمبے بال اس کے کاندھے پر لٹک رہے تھے۔ وہ دونوں جھکے جھکے چل رہے تھے۔ ماریا ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کہاں جاتے ہیں۔ مرد اور عورت قبرستان کے کنارے کی جنگلی جھاڑیوں کے پاس جا کر رُک گئے اور جھاڑیوں میں لگے ہوئے پھل کو توڑ توڑ کر اپنی جھولیوں میں جمع کرنے لگے۔ ماریا چپ چاپ ان دونوں کے پیچھے کھڑی رہی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب دونوں مرد عورت نے جھاڑیوں میں لگے جنگلی پھل سے جھولیاں بھر لیں تو وہ واپس قبر کے مرتبان کی طرف مڑے۔ اب ماریا نے دیکھا کہ ایک اور قبر کے مرتبان میں سے بھی ایک انسانی سایہ باہر نکل آیا پھر کچھ اور قبروں میں سے اسی طرح کی سیاہ چادروں میں لپٹے ہوئے انسان باہر نکل کر جنگلی جھاڑیوں کی طرف جھک کر بڑھنے لگے۔ اسی طرح انہوں نے جھاڑیوں کے پھل جمع کیے اور واپس اپنی اپنی قبروں کے مرتبانوں میں اُتر کر غائب ہو گئے۔ ماریا اس قبر کے مرتبان کے پاس آئی جس میں سے ایک مرد اور عورت پہلی بار باہر نکلے تھے۔ وہ دونوں مرتبان میں اُتر کر غائب ہو چکے تھے۔ ماریا نے جھک کر مرتبان میں دیکھا۔ مرتبان کے اندر گھاس پھُوس پڑا تھا۔ ماریا مرتبان میں اتر کر گھاس پھُوس سے گزر گئی۔ مرتبان کے اندر سے گزرنے کے بعد ماریا نے اپنے آپ کو ایک گول پائپ کے اندر پایا جس میں سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ ماریا سیڑھیوں پر سے ہوتی ہوئی قبر کے نیچے اتر گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ آگے ایک مٹی کی کوٹھڑی بنی ہوئی ہے جس کا دروازہ دوسری کوٹھڑی میں جاتا ہے۔

اس کچی تہہ خانہ نما کوٹھڑی میں فرش پر دری بچھی ہے اس پر وہی مرد اور عورت سیاہ چادر میں لپیٹے بیٹھے مٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے۔ برتن میں جھاڑیوں میں سے توڑ کر لایا ہوا پھل جمع کر رہے ہیں۔ ان کے قریب ہی مٹی کا ایک دِیا جل رہا ہے۔ کوٹھڑی کی دیوار کے ساتھ کونے میں ایک لکڑی کا تابوت پڑا ہے۔ کچھ برتن مٹی کے چبوترے پر پڑے ہیں۔ ماریا بڑی حیران ہوئی کہ یہ لوگ قبر کے نیچے کیسے گھر بنا کر رہ رہے ہیں۔ کہیں یہ اوپر والی بستی سے بھاگے ہوئے لوگ تو نہیں؟
یہ سوچ کر ماریا کوٹھڑی کے دروازے میں سے گذر کر دوسری کوٹھڑی میں آئی تو اس کوٹھڑی میں زمین پر سونے کے لیے بستر لگے تھے۔ اس کا دروازہ بند تھا۔ ماریا بند دروازے میں سے نکل کر باہر آئی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ایک چھتی ہوئی تنگ گلی آگے کی طرف چلی جا رہی ہے۔ ماریا اس گلی میں سے گذرنے لگی۔ گلی میں جگہ جگہ تہہ خانوں کے چھوٹے چھوٹے دروازے بنے ہوئے تھے۔ وہ کئی تہہ خانوں کی کوٹھڑیوں میں گئی۔ ہر کوٹھڑی میں اسی قسم کے سیاہ پوش مرد عورتیں قبرستان کی جھاڑیوں سے توڑ کر لائے ہوئے پھل برتنوں میں جمع کر رہی تھیں۔ یہ کوئی خاص پھل تھا جو وہ استعمال کرتے تھے۔
ماریا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ قبرستان کے نیچے اندر ہی اندر ایک بستی آباد تھی۔ ہر مکان کے آگے سے ایک تنگ گلی گذرتی تھی جہاں جگہ جگہ چراغ دانوں میں مٹی کے دیئے روشن

تھے۔ یہ ساری کی ساری گلیاں چھتی ہوئی تھیں اور قبرستان کے نیچے کھود کر بنائی گئی تھیں۔
ہر گھر زمین کے اندر کسی نہ کسی قبر کے نیچے بنا ہوا تھا اور قبر کا مُردہ ہر گھر کی کوٹھڑی میں تابوت کے اندر محفوظ رکھ دیا گیا تھا۔ یہ مُردوں کا احترام تھا۔ ماریا واپس اس مرد اور عورت کے زمین دوز تہہ خانے میں آ گئی جسے اس نے پہلی بار مرتبان سے نکلتے اور پھر اس میں واپس گھُستے دیکھا تھا یہ دونوں اب جھاڑی والا جنگلی پھل مٹی کی ایک تھالی میں رکھے آمنے سامنے بیٹھے کھا رہے تھے۔ وہ کوئی بات نہیں کرتے تھے۔ ماریا خاموشی سے ان کے پاس کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔ دیئے کی روشنی میں اس نے دیکھا کہ دونوں کے رنگ خاکستری تھے جس طرح کہ زمین کے اندر رہنے والے لوگوں کے ہو جاتے ہیں۔
ماریا کوئی بات کر کے انہیں خوف زدہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے اس انتظار میں خاموش رہی کہ وہ کب کوئی بات کرتے ہیں۔ عورت اور مرد دونوں نوجوان تھے اور لگتا تھا کہ ان کی نئی نئی شادی ہوئی ہے کیوں کہ مرد بار بار بڑے پیار سے اپنے حصّے کا پھل عورت کو پیش کر رہا تھا۔ جب دونوں پھل کھا چکے تو ساتھ والی کوٹھڑی میں جا کر بستروں پر لیٹ گئے۔ دونوں چپ تھے اور ٹکٹکی باندھے اوپر چھت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو تک رہے تھے جو اصل میں چھت نہیں تھی بلکہ قبرستان کی زمین تھی۔ عورت نے ایک گہرا سانس بھرا اور اپنے خاوند کو مخاطب کر کے بولی:

"پنچال! ہم کب تک ان قبروں کے نیچے پڑے رہیں گے۔"

اس کے خاوند کا نام پنچال تھا۔ ماریا غور سے سننے لگی۔ پنچال نے بھی ایک آہ بھر کر کہا:

"جب تک آسمانی بلا اس بستی سے چلی نہیں جاتی۔"

اُس کی بیوی نے کہا:

"کیوں نہ ہم قرطاجنہ چلے جائیں۔ یوں جیتے جی قبروں میں رہنا اچھا نہیں لگتا۔ کل کو ہمارے بچے ہوں گے۔ کیا وہ قبروں کے نیچے ہی پلیں گے؟"

پنچال بولا: "گھبراؤ نہیں ماتی! آج نہیں تو کل آسمانی بلا چلی جائے گی۔ جب اسے اپنے شکار کے لیے کوئی انسان نہ ملا تو وہ یہاں سے [illegible] کر جائے گی اور پھر یہاں سے قرطاجنہ جانا بھی تو خطرناک ہے۔ تمہیں معلوم نہیں پچھلے دنوں قبرستان سے بستی کے کچھ لوگ قرطاجنہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ راستے میں آسمانی بلا نے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔"

ماریا سمجھ گئی تھی کہ یہ لوگ آسمانی بلا کے خوف سے جان بچا کر قبروں کے نیچے کوٹھڑیاں بنا کر رہنے لگے ہیں۔ اور اس انتظار میں ہیں کہ کب آسمانی بلا دفع ہو اور یہ پھر سے اپنے بستی والے مکانوں میں جا کر پھر سے آباد ہوں۔ ماریا خاموش کھڑی رہی۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی چپ ہو گئے۔ انہوں نے کوئی بات نہ کی۔ پھر دونوں سو گئے۔ ماریا انہیں سوتا چھوڑ کر چپکے سے قبر سے باہر نکل آئی۔ قبرستان رات کی تاریکی میں سنسان اور ڈراؤنا ہو رہا تھا۔ ماریا ہوا میں تیرتی ہوئی تیزی سے بارہ دری میں آ گئی۔ یہاں تھیوسانگ اور ناگ اس کی راہ دیکھ رہے تھے۔ ماریا کی تیز خوشبو محسوس کرتے ہی ناگ نے کہا:

"تم نے اتنی دیر کہاں لگا دی ماریا؟"

ماریا نے کہا:

"میں نے بستی کے ویران ہونے کا معمّہ حل کر لیا ہے ناگ!"

ناگ اور تھیوسانگ نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا۔ تھیوسانگ نے ناگ کو آنکھ ماری کہ ابھی ماریا سے سانپ کا بتایا ہوا راز بالکل نہ بتایا جائے۔ ناگ نے ماریا کی آواز کی جانب منہ کر کے پوچھا:

"کیا معمہ حل کیا ہے تم نے ماریا؟"

اور پھر ماریا نے قبرستان کے نیچے آباد بستی کی ساری کہانی انہیں سنا ڈالی۔ یہ بات ناگ اور تھیوسانگ کے لیے بھی بڑی حیران کر دینے والی تھی۔ پھر انہوں نے بھی ماریا کو وہ باتیں بتائیں جو زنگاری سانپ نے ان کو بیان کی تھیں۔

ماریا بولی: "اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں اس عفریت کو ہلاک کرنا ہو گا تاکہ بستی والوں کو قبروں میں گھس کر رہنے کے عذاب سے نجات دلائی جا سکے۔"

"ہمارا منصوبہ اب یہی ہے۔" تھیوسانگ بولا۔

ناگ نے کہا:

"لیکن تمہارے خیال میں یہ عفریت کون ہے ماریا؟ میں اسے کوئی آسمانی بلا ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ زنگاری سانپ نے تو ہمیں یہی بتایا ہے کہ یہ مگرمچھ کی طرح کا کوئی دیو پیکر عفریت ہے جو دُم پر کھڑے ہو کر چلتا ہے اور جس کے حلق سے ہیبت ناک آواز نکلتی ہے۔"

ماریا کہنے لگی:

"سانپ نے تو اسے دیکھا ہے۔ وہ ٹھیک ہی کہتا ہو گا لیکن وہ کتنی ہی طاقتور بلا کیوں نہ ہو۔ ہم اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ضرور ہلاک کر کے دم لیں گے کیونکہ وہ معصوم انسانوں کی دشمن ہے اور نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کو اب تک ہڑپ کر چکی ہے۔"

تھیوسانگ نے گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اس خالی حویلی کے کسی کمرے میں جا کر آرام کرنا چاہیے۔ زنگاری سانپ آدم خور عفریت کے غار میں نمودار ہوتے ہی ہمیں خبر کرنے ضرور آئے گا۔ اس کے بعد سوچیں گے کہ اسے کس طرح موت کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے۔"

ماریا بولی: "تمہارے لیے تو بڑی آسان بات ہے۔ تم اس کی دُم کو اپنی انگلی چھوا کر اسے چھوٹا کر دینا۔ بس پھر اسے ہم مرتبان میں بند کر کے زمین میں دفن کر دیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"اور اگر وہ مرتبان توڑ کر باہر نکل آیا تو کیا ہو گا؟ نہیں نہیں۔ میں اسے مُردہ دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ اس بستی کے لوگوں کو اس سے ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے۔"

تھیوسانگ بولا: "یہ کام تو ماریا ہی کر سکتی ہے۔ یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نظر تو آتی نہیں بڑے آرام سے اسے دُم سے پکڑ کر کسی اندھے کنوئیں میں گرا دے گی۔"

وہ بارہ دری سے نکل کر حویلی میں آ گئے تھے۔

ناگ بولا: "مجھے لگتا ہے کہ یہ عفریت بہت طاقتور ہے اور اس کے ساتھ کوئی طلسم بھی کام کر رہا ہے بہرحال زنگاری سانپ کی اطلاع آنے تک ہمیں انتظار کرنا ہوگا۔"

وہ حویلی کی دوسری منزل کے ایک کمرے میں آ گئے۔ یہاں فرش پر قالین بچھے تھے وہ قالین پر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

O

دوسری طرف زنگاری سانپ کی اس کامیابی پر کہ اس نے ناگ دیوتا کو اپنی عیاری کے جال میں پھنسا لیا تھا۔ آدھی چڑیل راونی بہت خوش تھی۔ زنگاری سانپ سے اپنے آپ کو ڈسوانے کے بعد اس نے سانپ کو اپنے سینے سے چمٹا کر اسے اپنا زہریلا دودھ پلایا اور اسے گردن سے پکڑ کر مٹی کی کٹوری میں ڈالتے ہوئے کہا:

"خونی سانپ! چل اب یہاں سو جا۔ تو نے ناگ دیوتا کو اپنے جال میں پھنسا لیا۔ تیرا زہر میرے خون میں ہے۔ میرا زہر تیرے خون میں ہے۔ اب سو جا۔ چپ چاپ سو جا۔"

زنگاری سانپ کٹوری میں جلیبی کی طرح کنڈلی مار کر سو گیا۔

آدھی چڑیل راونی نے اپنے سرخ انگارہ ایسے ڈیلوں کو سیاہ پپوٹوں سے ڈھانپ دیا اور ناگ دیوتا کو پھنسا کر شیش ناگ کے حضور لے جانے کے بارے میں سوچ بچار کرنے لگی۔ اسے خیال آیا کہ کیوں نہ شیش ناگ کو یہ خوش خبری سنا کر اس سے مشورہ لیا جاتے۔ راونی نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے اپنی گردن کو پیچھے کی طرف ڈھلکایا۔ اس کے حلق سے غرغراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس نے تلوار ایسی تیز آواز میں کہا:

"اے مہا شیش ناگ! میں نے ناگ دیوتا کا سراغ لگا لیا ہے مجھے کوئی چال بتاؤ کہ میں اسے پھنسا کر تمہارے دربار میں پیش کروں۔"

اس کے کانوں میں شیش ناگ کی سسکار ایسی آواز آئی:

"راونی! ناگ دیوتا کو جکڑ کر میرے پاس لانا تمہارا کام ہے یہ تو خود ہی سوچ کر کرے گی۔ مجھ سے مشورہ مت مانگ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔ خبردار!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے دوبارا مت بلانا۔"

آدھی چڑیل راونی نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ اس نے اپنے سر کو زور سے جھٹکا اور کالے کالے موٹے ہونٹوں پر اپنی لال زبان پھیرنے لگی۔ پھر سیاہ لمبے ناخنوں والا ہاتھ اپنے سینے پر زور سے مارا اور غرّائی:

"ناگ دیوتا مجھ سے بچ کر نہیں جائے گا۔ اب وہ میری مُکتی کا سادھن بنے گا۔ میری نجات کا ذریعہ بنے گا۔ میں اگلے جنم میں دوزخ کے گہرے گڑھے میں نہیں جاؤں گی۔"

راونی اپنے سر پر الجھے ہوئے کالے سیاہ بالوں اور سانپوں کو زور زور سے کھینچنے لگی۔ چڑیلیں اسی طرح سوچا کرتی ہیں۔ اس کے سر کے کتنے ہی بال اس کے ہاتھ میں آ گئے۔ آخر وہ مسکرائی۔ اس کے ٹیڑھے میڑھے زرد نوکیلے دانت نظر آنے لگے۔ ایک ترکیب اس کے مکروہ دماغ میں آ گئی تھی۔ وہ اُٹھ کر غار کے کونے میں گئی۔ یہاں ایک پرانی ہنڈیا پڑی تھی جو دھوئیں سے سیاہ ہو رہی تھی۔ راونی نے اس کا ڈھکن اٹھایا تو اس میں سے کالے دھوئیں کی ایک لکیر نکل کر اندھیرے میں غائب ہو گئی۔ آدھی چڑیل راونی نے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ وہ کالے جادو کے منتر پڑھ رہی تھی۔ ساری رات وہ منتر پڑھ پڑھ کر ہنڈیا میں پھونکتی رہی۔

صبح ہوئی تو آدھی چڑیل راونی نے ہنڈیا کا ڈھکنا بند کر دیا۔ کٹوری میں سے سانپ کو نکال کر اسے اپنا زہریلا دودھ پلایا۔ اور اس سے خود کو ڈسوایا۔ پھر زنگاری سانپ کو گردن سے پکڑ کر اسے اپنی آنکھوں کے سامنے کیا اور بولی:

"خونی سانپ! مجھے بتا کر ناگ دیوتا کے ساتھ کوئی ایسی عورت بھی ہے جو نظر نہ آتی ہو؟"

سانپ بولا: "ہاں ماتا۔ ایک لڑکی ان کے ساتھ ہے شاید اس کا نام ماریا ہے اور وہ دکھائی نہیں دیتی مگر ناگ دیوتا کے ساتھ ہوتی ہے۔"

راونی نے ایک مکروہ قہقہہ لگا کر کہا:

"بس ٹھیک ہے۔ اب تُو جا اور کسی طرح سے اس نظر نہ آنے والی ماریا لڑکی کو میرے غار میں لا۔ اگر تو اسے یہاں لانے میں ناکام رہا تو میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی اور تیرا اگلا جنم چڑیل ناگن کا ہو گا۔"

زنگاری سانپ جلدی سے بولا:

"چڑیل ماتا! میں ابھی جا کر ماریا کو تیرے پاس لے آتا ہوں۔ تو فکر نہ کر۔ میں یہ کام کر سکتا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ کہہ کر زنگاری سانپ غار سے نکل کر ناگ دیوتا کی بارہ دری کی طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ، تھیوسانگ اور ماریا اس وقت حویلی کی دوسری منزل میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ زنگاری سانپ ان کی بُو لیتا حویلی کی دوسری منزل میں آ گیا۔ ناگ نے اسے کمرے میں آتے دیکھا تو خوش ہو کر بولا:

"تم آ گئے؟ ضرور آدم خور عفریت کی کوئی خبر لائے ہو گے۔"

زنگاری سانپ نے ادب سے گردن جھکائی اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ آدم خور عفریت یہاں سے قریب ہی ایک کھنڈر کے نیچے غار میں موجود ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کو لینے آیا ہوں۔"

ناگ تھیوسانگ اور ماریا بہت خوش ہوئے۔ وہ زنگاری سانپ کے ساتھ کھنڈر کی طرف چل پڑے۔ کھنڈر کے نیچے جاتے غار کے سوراخ کے پاس آ کر زنگاری سانپ نے عیاری سے کام لیتے ہوئے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آدم خور عفریت پر کسی طلسم کا اثر بھی ہے اس لیے آپ کو بڑی ہوشیاری سے اندر جانا ہو گا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"کیوں نہ ماریا کو غار میں بھیج دیں۔ وہ تو نظر بھی نہیں آئے گی اور ہمیں عفریت کے بارے میں پوری تفصیل بھی لا کر دے سکے گی کہ عفریت کیسا ہے اور ہم اسے کس طرح ہلاک کر سکتے ہیں۔"

ماریا بولی: "میں غار میں جانے کو تیار ہوں۔ تھیوسانگ کا خیال ٹھیک ہے۔ آپ میں سے کسی کو یہ خطرہ مول نہیں لینا چاہیے۔"

پھر اس نے زنگاری سانپ سے کہا:

"چلو مجھے غار میں اس جگہ لے چلو جہاں آدم خور عفریت موجود ہے۔"

سانپ بولا: "چلیے عظیم ناگ دیوتا کی ہمشیرہ صاحبہ۔ میں آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ میرے پیچھے پیچھے آ جائیے۔"

ناگ نے ماریا کو ہدایت کی کہ وہ احتیاط سے کام لے۔ ماریا بولی:

"فکر کی کوئی بات نہیں ناگ۔ میں اس قسم کے کئی مرحلوں سے پہلے بھی گذر چکی ہوں۔"

یہ کہہ کر ماریا زنگاری سانپ کے پیچھے پیچھے غار میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

داخل ہو گئی۔

اس کے غار میں داخل ہوتے آدھی چڑیل راونی کو فوراً علم ہو گیا کہ سانپ کے ساتھ کوئی غیبی عورت غار میں داخل ہو چکی ہے۔ چڑیل راونی نے اندھیرے کونے میں رکھی ہنڈیا کا ڈھکن اٹھا دیا اور خود اپنے جسم پر سر سے پاؤں تک دونوں ہاتھ پھیرے۔ ہاتھوں کے پھرتے ہی آدھی چڑیل راونی دھوئیں کی ایک سیاہ لکیر بن کر غار کی دیوار کے ساتھ چپک گئی۔

ماریا غار میں چلی آ رہی تھی۔ زنگاری سانپ آگے آگے رینگ رہا تھا۔ وہ اسے لے کر غار میں آ گیا۔ ماریا نے فضا میں عجیب ناگوار بُو محسوس کی۔ وہ ایک جگہ رُک گئی۔ اس نے سانپ کی زبان میں اس سے پوچھا کہ عفریت وہاں سے کتنے فاصلے پر ہے اور یہ ناگوار بُو کس چیز کی ہے۔ مکار سانپ بولا:

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! یہ بُو عفریت ہی کی ہے اور وہ اگلے غار میں ہے۔"

زنگاری سانپ نے اپنی راونی ماتا کی بُو سونگھ لی تھی۔ وہ ماریا کو ہنڈیا کے قریب لے آیا اور بولا:

"آپ یہاں ٹھہریں۔ میں آگے جا کر دیکھتا ہوں کہ عفریت کس حالت میں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ سویا ہوا ہو تو آپ اسے قابو کر لیں۔"

زنگاری غار کے ایک بل میں گھس گیا۔

آدھی چڑیل راونی دھوئیں کی لکیر بن کر دیوار کے ساتھ چمٹی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ زنگاری سانپ بل میں گھس گیا ہے اور ماریا وہیں موجود ہے تو اس نے اپنے حلق سے ایک وحشیانہ چیخ کی آواز نکالی اور دھوئیں کی لکیر غار کی دیوار سے الگ ہو کر بگولے کی طرح چکرانے لگی۔ ماریا ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ دھوئیں کی لکیر کا بگولہ اس کے ارد گرد گھوم رہا تھا۔ ماریا اچھل کر ایک طرف ہونے لگی تو بگولے نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ شاید زندگی میں پہلی بار ماریا کے منہ سے ایک درد انگیز آواز بلند ہوئی۔ کیوں کہ بگولہ نوکیلے کانٹوں کی طرح اس کی پسلیوں میں گھس رہا تھا۔ پھر اس پر غشی طاری ہونے لگی اور وہ غار کی زمین پر اندھیرے میں گر پڑی۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو سیاہ دھوئیں کی شکل میں ایک ہنڈیا میں بند پایا۔ اس نے پوری طاقت کے ساتھ ہنڈیا سے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر جیسے اس کی طاقت کسی نے چھین لی تھی۔ ماریا ہنڈیا سے باہر نہ نکل سکی۔ اسے باہر سے راونی چڑیل کا قہقہہ سنائی دیا۔ پھر اسے اپنی ہی آواز سنائی دی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ماریا! تو اس وقت تک اس ہنڈیا میں بند رہے گی جب تک میں تجھے باہر نہیں نکالتی اور میں تمہیں اس وقت باہر نکالوں گی جب میرا کام ختم ہو جائے گا۔"

ماریا اپنی آواز سن کر سکتے میں آ گئی۔ اس کے ساتھ دھوکا ہوا تھا۔ سانپ اسے فریب دے کر غار میں لے آیا تھا اور یہ کوئی بدروح تھی جس نے اسے ہنڈیا میں قید کر کے خود اس کا روپ دھار لیا تھا۔ اس نے کچھ بولنا چاہا مگر ماریا کی آواز بھی جاتی رہی تھی۔ صرف اس کی سوچنے کی صلاحیت اور احساس باقی تھا۔

آدھی چڑیل رادنی ماریا کا روپ بدل کر غائب ہو چکی تھی۔ اس نے بل میں سے اپنے زنگاری سانپ کو باہر نکالا اور اسے حکم دیا کہ اسے ڈسے۔

سانپ نے کہا:

"خونی ماتا تو مجھے دکھائی نہیں دیتی۔"

رادنی غرائی: "لو اب ڈسو مجھے۔"

اور رادنی نے سانپ کو غیبی ہاتھ سے گردن سے پکڑ لیا۔ اس کے ہاتھ میں آتے ہی سانپ بھی غائب ہو گیا۔ رادنی نے سانپ سے اپنے بازو پر ڈسوایا اور اسے لے کر غار کے منہ کی طرف بڑھی۔ اس نے سانپ کو ہدایت کی کہ وہ ناگ اور اس کے ساتھی کو یہی کہے کہ آدم خور عفریت غار میں نہیں ہے۔ غار کے باہر دھوپ نکلی ہوئی تھی اور ناگ اور تھیوسانگ ایک جگہ کھڑے ماریا کا بڑی بے تابی سے انتظار کر رہے تھے۔ انہیں ماریا کے جسم کی بو آئی مگر انہوں نے محسوس کیا کہ اس بو میں کچھ تیزی اور تلخی سی آ گئی ہے۔

ناگ نے سانپ کو غار سے باہر آتے دیکھا تو بولا:

"ماریا! تم سانپ کے ساتھ ہی ہو؟"

رادنی ماریا نے ماریا کی ہی آواز میں کہا:

"ہاں ناگ! میں سانپ کے ساتھ ہی آ رہی ہوں۔ افسوس کہ عفریت غار سے نکل کر کسی طرف چلا گیا ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"کہاں چلا گیا ہے؟"

رادنی ماریا بولی:

"اس سانپ کا خیال ہے کہ وہ کسی دوسرے ملک کی طرف نکل گیا ہوگا کیونکہ اس بستی میں اب اسے انسانی شکار نہیں ملتا۔"

ناگ نے سانپ سے پوچھا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا عفریت یہاں سے جا چکا ہے؟"

زنگاری سانپ نے بڑے ادب سے جواب دیا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے یہی اطلاع ملی تھی کہ وہ غار میں سو رہا ہے۔ مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بستی کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلا گیا ہے۔ کیوں کہ مجھے اس کی خاص بُو نہیں آ رہی پہلے یہ بُو آتی تھی۔"

ناگ نے ماریا سے مخاطب ہو کر کہا:

"تمہاری کیا رائے ہے ماریا؟ کیا ہمیں یہاں رہ کر عفریت کی واپسی کا انتظار کرنا چاہیے؟"

رادنی ماریا بڑی مکاری سے کام لیتے ہوئے بولی:

"میری رائے میں ہمیں دو ایک دن یہاں رہ کر عفریت کی واپسی کا انتظار کرنا چاہیے۔ اگر دو دنوں تک وہ نہ آیا تو ضرور یہاں سے چلا گیا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے بھی یہی رائے دی۔

ناگ نے زنگاری سانپ سے کہا:

"تم اب جا سکتے ہو۔ ہاں اگر کسی بھی وقت تمہیں عفریت کے آنے کی خبر ملی تو فوراً ہمارے پاس آ کر خبر کرنا۔ ہم اسی حویلی میں ہوں گے۔"

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا"

یہ کہہ کر سانپ نے ادب سے تعظیم کی اور چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد نقلی ماریا یعنی رادنی ماریا نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھائی! مجھے پورا یقین ہے کہ آدم خور عفریت یہ بستی چھوڑ کر چلا گیا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو تا کہ بستی کے لوگوں کو اس بلا سے نجات مل جائے۔ آخر یہ بے چارے کب تک قبروں کے نیچے زندگی بسر کرتے رہیں گے۔"

رادنی چڑیل چونک پڑی۔ اسے پہلی بار معلوم ہوا کہ بستی کے لوگ اپنے گھروں کو خالی چھوڑ کر قبروں کے نیچے جا کر رہنے لگے ہیں۔ مگر اب اسے ان کی ضرورت نہیں تھی۔ اب وہ انسانی گوشت کی بھوک سے بے نیاز ہو چکی تھی۔ اب تو اسے ایک ہی فکر تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہو جلد از جلد ناگ کو اپنے ساتھ ہندوستان کے ملک میں کورو منڈل کی چٹانوں میں بنے ہوئے شیش ناگ کے دربار میں لے جا کر پیش کرے اور خود تیسرے جنم کے دوزخ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے۔ لیکن ناگ اور تھیوسانگ کو ہندوستان کی طرف جانے پر وہ مجبور نہیں کر سکتی تھی۔ شام تک وہ ان سے باتیں کرتی اور ان کی باتیں سنتی رہی۔ ان کی باتوں سے رادنی ماریا کو یہ بھی پتہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلا کہ ان کے دو ساتھی عنبر اور کیٹی ان سے بچھڑ چکے ہیں اور انہیں ان کی تلاش ہے۔

ناگ نے آخر ماریا سے پوچھ ہی لیا۔

"ماریا بہن! تمہاری بُو میں اچانک اتنی تیزی اور تلخی کیوں آ گئی ہے؟ پہلے تو تمہاری بُو بڑی نرم اور خوشگوار ہوتی تھی۔؟"

راونی ماریا نے فوراً کہا:

"ناگ بھائی! جب میں غار میں داخل ہوئی تو وہاں ایک عجیب ناگوار بُو پھیلی ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ یہ بو میری بُو میں شامل ہو گئی ہے۔ ہوسکتا ہے یہ کسی طلسم کی بُو ہو۔"

"خدا نہ کرے۔" ناگ یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

راونی ماریا اصلی ماریا نہیں تھی۔ اس لیے اسے یہ یاد نہیں تھا کہ وہ ناگ عنبر تھیوسانگ اور کیٹی کے ساتھ ہزاروں برس سے سفر کر رہی ہے۔ اس لیے بڑی چالاکی سے باتوں ہی باتوں میں کافی کچھ ناگ سے پوچھ لیا تھا اور اسے یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ عنبر اور کیٹی ان سے جدا ہو چکے ہیں۔ راونی ماریا بڑی ہوشیاری سے ناگ تھیوسانگ سے بات کرتی تھی کہ کہیں اس کی کسی بات سے بھانڈا نہ پھوٹ جائے۔ لیکن چونکہ راونی خود ایک چڑیل تھی

اس لیے وہ ماریا کے زندہ روپ میں بھی آ سکتی تھی اور اس کے علاوہ کوئی بھی دوسرا روپ بھی بدل سکتی تھی۔ اس نے حویلی میں ناگ اور تھیوسانگ کے ساتھ دو دن بڑی بے چینی سے گزارے۔ وہ جلد از جلد ناگ کو ساتھ لے کر ملک ہندوستان کی طرف روانہ ہو جانا چاہتی تھی۔ مگر اسے حالات کو دیکھتے ہوئے صبر و تحمل سے کام لینا پڑ رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عیّار زہریلا سانپ

دو دن بعد زنگاری سانپ عین وقت پر آ گیا۔ ناگ، تھیوسانگ اور نقلی رادنی ماریا اسی کے انتظار میں تھے۔ سانپ نے آکر ناگ کے آگے ادب سے سلام کیا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کو خوش خبری ہو کر آدم خور عفریت اس علاقے سے نکل کر روم کے سمندر کی طرف جا چکا ہے اور اب وہ یہاں کبھی نہیں آئے گا۔"

ناگ نے پوچھا:

"تمہیں یہ خبر کس نے لا کر دی ہے؟"

زنگاری سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے سمندر کے اندر رہنے والے ایک ایسے کچھوے نے یہ خبر بتائی ہے جو زمین پر بھی زندہ رہ سکتا ہے اور جس کو زمین اور سمندر کے سارے رازوں کا علم ہے۔"

رادنی ماریا بولی:

"سانپ ٹھیک کہتا ہے ناگ! اگر عفریت اس علاقے میں ہوتا تو اب تک ضرور ظاہر ہو گیا ہوتا۔"

تھیوسانگ نے بھی نقلی ماریا کی تائید کی اور بولا:

"اب ہمیں بستی کے لوگوں کو جا کر یہ خوش خبری سنا دینی چاہیے کہ آسمانی بلا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلی گئی ہے اور اب وہ قبروں کے نیچے سے نکل کر اپنے اپنے مکانوں میں واپس آ جائیں۔"

ناگ نے سانپ سے ایک بار پھر سوال کیا:

"کیا تمہیں یقین ہے کہ اب عفریت ادھر کا رخ نہیں کرے گا؟"

زنگاری سانپ سر جھکا کر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! اس بار مجھے جو اطلاع ملی ہے وہ غلط نہیں ہو سکتی۔"

ناگ نے کہا:

"تو پھر ٹھیک ہے۔ ماریا! تم قبرستان میں جا کر لوگوں کو یہ خوش خبری سنا دو۔"

رادنی ماریا کلیجہ مسوس کر رہ گئی۔ کاش یہ خبر اسے پہلے مل جاتی۔ وہ کسی ایک انسان کو بھی زندہ نہ چھوڑتی۔ مگر اب اسے انسانوں کی بھوک ہی نہیں رہی تھی۔ وہ فضا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یں بلند ہو کر ہوا میں تیرتی ہوئی قبرستان میں جا پہنچی۔ ناگ سے اس نے معلوم کر لیا تھا کہ بستی کے لوگ قبروں کے نیچے رہتے ہیں۔ راونی ماریا نے جاتے ہی قبروں کے مرتبانوں پر ایک چکر لگایا۔ پھر ایک مرتبان میں سے قبر کے اندر اتر گئی۔ یہاں ایک آدمی کوٹھڑی میں بیٹھا پنکھا جل رہا تھا۔

راونی ماریا نے جاتے ہی کہا:

"بستی کے لوگو! سنو! میں آکاش کی نیک روح ہوں اور تم لوگوں کو یہ خوش خبری سنانے آئی ہوں کہ جس آسمانی بلا کے خوف سے تم اپنا گھر بار چھوڑ کر قبروں میں آ کر آباد ہو گئے تھے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دیا گیا ہے۔ تم بے فکر ہو کر قبروں سے نکل کر اپنے اپنے مکانوں میں جا کر آباد ہو جاؤ۔"

یہ کہہ کر راونی ماریا قبر سے باہر نکل آئی۔ تھوڑی ہی دیر میں قبروں کے مرتبانوں میں سے انسانی سر باہر جھانکنے لگے۔ پھر لوگ مرتبانوں سے نکل نکل کر باہر آنے لگے۔ قبرستان میں لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔ وہ خوشی سے نعرے لگا رہے تھے۔ ایک جلوس کی شکل میں یہ لوگ بستی کی طرف بڑھے۔ راونی ماریا پہلے ہی ناگ اور تھیوسانگ کے پاس پہنچ چکی تھی۔

یہ لوگ اب حویلی سے نکل کر بستی کے ایک باغ میں درختوں کے نیچے بیٹھے تھے۔ دیکھتے دیکھتے لوگ اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو گئے۔ بستی میں ہر طرف خوشی کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ ان لوگوں کو آسمانی آواز پر بے حد یقین تھا۔ ساری رات بستی میں چراغاں ہوتا رہا۔ ناگ اور تھیوسانگ باغ ہی میں پڑے رہے۔ راونی ماریا بھی ان کے پاس ہی بیٹھی تھی۔

ناگ نے اچانک کہا:

"ماریا! تمہاری لُو اتنی تیز ہے کہ تمہارے قریب بیٹھا نہیں جاتا۔ تم اسے کم نہیں کر سکتیں؟"

راونی چڑیل ماریا نے کھا جانے والی نظروں سے ناگ کو دیکھا۔ مگر بڑے نرم لہجے میں بولی:

"ناگ بھیا! یہ میرے اختیار میں نہیں۔ یہ غار کی ناخوشگوار لُو کا اثر ہے۔ ہو سکتا ہے کچھ دنوں کے بعد یہ تیزی اپنے آپ کم ہو جائے۔"

تھیوسانگ گھاس پر لیٹتے ہوئے بولا:

"بھئی ہمارا اس بستی کا مشن تو ختم ہو گیا۔ اب ہمیں عنبر کیٹی کی تلاش میں چلنا چاہیے۔"

ناگ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کھانی دیوی کی مورتی نے تو کہا تھا کہ عنبر کیٹی ہمیں اسی جگہ ملیں گے۔ آخر ہم نے اسی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ کیوں ماریا؟"

چڑیل ماریا بوکھلا سی گئی۔ کیوں کہ اسے کسی کھانی دیوی کا کچھ علم نہیں تھا۔ پھر بھی اس نے بڑی مکاری سے کہا:

"کیوں نہیں۔ ہم نے یہی خواہش کی تھی۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"کھانی دیوی کا کہا جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ عنبر اور کیٹی ہمیں اسی عہد، اسی زمانے اور اسی زمین پر کہیں نہ کہیں ضرور مل جائیں گے۔"

چڑیل ماریا چونکہ ناگ کو ملک ہندوستان واپس لے جانے کے لیے بے تاب تھی اس لیے بولی:

"ناگ بھائی! کیوں نہ ہم عنبر اور کیٹی کو ملک ہندوستان میں چل کر تلاش کریں۔"

ناگ نے کہا:

"تم کیسے یقین سے کہہ سکتی ہو کہ وہ دونوں ہندوستان میں ہی ہوں گے؟"

چڑیل ماریا نے ذرا سا کھانس کر کہا:

"میں نے ویسے ہی اندازے سے کہہ دیا تھا۔"

ناگ نے تھیوسانگ کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

"تھیوسانگ! عنبر اور کیٹی ضرور کسی خلائی سیارے پر ہوں گے مگر ہم ان کی کھوج میں اب خلا میں نہیں جا سکتے۔ کیونکہ ہم بہت پرانے زمانے میں آچکے ہیں اور یہاں سے کوئی راکٹ خلا میں نہیں جاتا۔"

تھیوسانگ بولا: "میرے خیال میں ہمیں قرطاجنہ شہر چل کر کوئی فیصلہ کرنا چاہیے۔ تمہاری کیا رائے ہے ماریا؟"

راونی چڑیل ماریا بولی:

"میں تو یہ مشورہ دوں گی کہ ہمیں سانپ سے عنبر کیٹی کا پتہ پوچھنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اسے ان کے بارے میں کچھ علم ہو۔"

ناگ نے کہا:

"اسے کیا خبر ہو گی؟"

تھیوسانگ نے فوراً کہا:

"نہیں نہیں ناگ۔ ماریا ٹھیک کہتی ہے۔ یہ سانپ اگر ہمیں آدم خور عفریت کے بارے میں بتا سکتا ہے تو عنبر کیٹی کی بھی خبر لا سکتا ہے۔"

ماریا نے تھیوسانگ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا:

"آخر سانپ سے پوچھ لینے میں کیا حرج ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا: "تو پھر میں سانپ کو بلا کر پوچھ لیتا ہوں۔"
ناگ نے ایک گہرا سانس لیا اور سانپ کو آواز دی۔
چڑیل ماریا بڑے غور سے ناگ کو گہرا سانس لے کر سانپ کی آواز میں بات کرتے دیکھ رہی تھی۔ سچ مچ یہ ناگ دیوتا ہی تھا۔ چڑیل ماریا وہاں سے جا نہیں سکتی تھی۔ ورنہ وہ زنگاری سانپ کو پہلے سے خبردار کر دینا چاہتی تھی کہ وہ یہی کہے کہ عنبر کیٹی ملک ہندوستان میں ہیں۔ مگر چڑیل ماریا کو معلوم تھا کہ سانپ تمام حالات سے باخبر ہے اور وہ ایسا ہی کہے گا۔ ناگ کے پکارنے کے تھوڑی دیر بعد زنگاری سانپ آگیا۔ اس نے ناگ دیوتا کی تعظیم کی اور پوچھا:
"عظیم ناگ دیوتا! غلام خدمت کے لیے حاضر ہے۔"
ناگ نے کہا:
"دوست! تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ہمارے ساتھ ہمارے دو ساتھی بھی تھے۔ ان میں سے ایک کا نام عنبر ہے اور دوسری ساتھی کا نام کیٹی ہے۔ یہ دبلی پتلی نیلی آنکھوں والی حسین لڑکی ہے۔ کیا تم ان دونوں کے بارے میں بتا سکتے ہو کہ وہ اس وقت دنیا کے کس خطے اور کس ملک میں ہوں گے۔"
زنگاری سانپ نے ادب سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا۔ اس کے لیے بھی مجھے اپنے خاص رہنما پھوے سے مشورہ لینا ہوگا۔ مجھے آج کے دن کی مہلت دے دیں۔ میں رات کو آپ کے پاس آ کر کچھ عرض کر سکوں گا۔"
ناگ بولا: "تمہیں اجازت ہے۔ مگر پتہ دُرست لگوا کر لانا۔"
"ایسا ہی ہوگا عظیم ناگ دیوتا۔" اور سانپ چلا گیا۔
چڑیل ماریا نے کہا:
"میں ذرا بستی کا چکر لگا کر دیکھنا چاہتی ہوں کہ لوگ اپنے اپنے مکانوں میں کس طرح خوشیاں منا رہے ہیں۔"
تھیوسانگ نے کہا:
"خدا کے لیے دیر مت لگانا ماریا۔ ہم پریشان ہو جاتے ہیں۔"
"میں جلدی آ جاؤں گی تھیوسانگ بھائی!"
یہ کہہ کر ماریا وہاں سے فضا میں بلند ہوئی اور سیدھی اپنے غار میں آ گئی۔ وہاں زنگاری سانپ پہلے سے موجود تھا۔ چڑیل راونی ماریا نے سب سے پہلا کام تو یہ کیا کہ سانپ سے اپنے آپ کو ڈسوایا۔ پھر اسے زہریلا دودھ پلایا اور آخر میں اسے کہا کہ وہ ناگ تھیوسانگ کو یہی کہے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر کیٹی ہندوستان کے مغربی ساحل کارومنڈل ہی میں ہیں۔

سانپ بولا: "راونی ماتا! میں یہی کہنے والا تھا۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں آپ کی مرضی کے بغیر ایک پل کے لیے اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا۔"

چڑیل ماریا نے مکروہ قہقہہ لگایا اور بولی:

"اس ہنڈیا کی بھی حفاظت کرنا۔ میں چاہتی ہوں کہ جب میں یہاں سے جاؤں تو ماریا کی ہنڈیا کو غار کے اندر زمین میں دفن کر جاؤں۔ تم اس کی پہرہ داری کرو گے۔"

سانپ نے کہا:

"تمہارا حکم سر آنکھوں پر ماتا راونی!"

چڑیل ماریا نے زنگاری سانپ کو اٹھا کر اپنی گردن میں ڈال لیا۔ پھر اس کو پیار کیا اور نیچے چھوڑتے ہوئے کہا:

"میں پہلے وہاں جا رہی ہوں۔ تم رات ہوتے ہی ناگ تھیوسانگ کے پاس باغ میں آ جانا اور جو میں نے کہا ہے ویسے ہی کہنا۔"

چڑیل ماریا جس تیزی سے غار میں آئی تھی اسی تیزی سے واپس تھیوسانگ اور ناگ کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے زنگاری سانپ کے بیے پہلے ہی سے زمین تیار کرنی شروع

کر دی اور ناگ سے کہا کہ اس کا دل کہہ رہا ہے کہ عنبر اور کیٹی ہندوستان کے مغربی ساحل کے کسی شہر میں پہنچ چکے ہیں۔ اس لیے سانپ چاہے کچھ بھی کہے ہمیں ہندوستان کی طرف ہی سفر کرنا چاہیے۔ تھیوسانگ نے راونی نقلی ماریا کا ساتھ دیا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ یہ اصلی ماریا نہیں ہے۔ ناگ نے کہا کہ جب تک سانپ نہیں آتا ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

اور رات کے پہلے پہل چڑیل راونی کا عیار سانپ بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس نے ناگ کو سلام کیا اور بتایا کہ اس کی اطلاع کے مطابق عنبر اور کیٹی ملک ہندوستان کے مغربی ساحل کے کسی شہر میں موجود ہیں اور وہاں سمندر قریب ہے اور بھورے رنگ کی چٹانیں بھی ہیں۔

چڑیل ماریا نے خوش ہو کر کہا:

"دیکھا۔ سانپ نے بھی وہی کہا جو میں کہہ رہی تھی۔ ناگ بھائی! اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے اور جتنی جلدی ہو یہاں سے کوچ کر دینا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عنبر اور کیٹی وہاں سے بھی کسی طرف نکل جائیں۔"

ناگ بھلا کیسے انکار کر سکتا تھا۔ اس نے فوراً حامی بھر لی اور کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہم صبح ہی ہندوستان کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

اس نے سانپ سے ایک بار تصدیق کی اور اسے حکم دیا کہ وہ اب واپس جا سکتا ہے۔ زنگاری سانپ سلام کر کے واپس چلا گیا۔ چڑیل ماریا کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ اپنی زندگی کے سب سے بڑے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہونے والی تھی۔ ناگ دیوتا کو اپنے قبضے میں کر کے شیش ناگ کے دربار میں لے جانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ شیش ناگ اور ناگ دیوتا میں پرانی دشمنی چلی آ رہی تھی۔ اگرچہ شیش ناگ، ناگ دیوتا کے ماتحت تھا مگر وہ اندر ہی اندر اس کے خلاف تھا اور اسے نقصان پہنچانے اور نیچا دکھانے کے لیے ہر وقت کسی نہ کسی سازش میں مصروف رہتا تھا۔ آدھی چڑیل رادنی کی بھی یہ زندگی اور موت کا سوال تھا۔ وہ ناگ دیوتا کو لے کر شیش ناگ کے زمین دوز مندر کی طرف لے جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اب اسے وہاں پہنچا کر کسی طرح شیش ناگ کے سامنے قیدی حالت میں پیش کرنے کا مشکل کام باقی تھا۔ مکار اور بے رحم چڑیل رادنی ماریا کو یقین تھا کہ وہ اس مشکل کام کو بھی کر گزرے گی۔"

جس حویلی میں پہلے ناگ تھیوسانگ اور ماریا ٹھہرے ہوئے تھے اب وہاں ایک جوان میاں بیوی اور اس کی پیاری بچی آ کر رہنے لگی تھی۔ یہ ان ہی کی حویلی تھی۔ یہ امیر لوگ تھے اور انہوں نے ناگ اور تھیوسانگ کو اپنی حویلی کا ایک کمرہ رہنے کے لیے دے دیا تھا۔ ناگ اور تھیوسانگ نے بستی والوں پر یہ بالکل ظاہر نہیں کیا تھا کہ بستی کی بلا کو دور کرنے میں انہوں نے کس قدر پارٹ ادا کیا ہے۔ انہوں نے اپنے بارے میں حویلی کے جوان میاں بیوی سے یہی کہا تھا کہ وہ مسافر ہیں اور اس بستی کو خالی دیکھ کر حویلی میں ٹھہر گئے تھے۔ اس نوجوان کی نوجوان بیوی کا نام کمپا تھا۔ یہ ملک سوریا کی رہنے والی آتش پرست عورت تھی۔

جانے سے پہلے ناگ اور تھیوسانگ نے کمپا اور اس کے خاوند کا شکریہ ادا کیا۔ کمپا نے پوچھا کہ اب وہ کس ملک کی طرف جا رہے ہیں۔ تو ناگ بولا:

"ہم ملک ہندوستان کی طرف جا رہے ہیں۔ ہمیں وہاں اپنے ایک ساتھی سے ملنا ہے۔"

کمپا اور اس کا خاوند حویلی کے دروازے تک آئے۔ ناگ اور تھیوسانگ نے ان سے ہاتھ ملایا اور بستی کے بازاروں میں سے گزرتے شہر کے بڑے بازار میں آ گئے۔ یہاں سے انہوں نے وہ سڑک پکڑی جو شہر دمشق کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاتی تھی۔ کیوں کہ صرف دمشق ہی سے انہیں ہندوستان کی طرف جانے والا قافلہ مل سکتا تھا۔ چڑیل ماریا خوش بھی تھی اور فکر مند بھی تھی۔ اسے یہ بھی دھڑکا لگا تھا کہ کہیں ناگ راستے ہی میں اِدھر اُدھر نہ ہو جائے۔ یا کہیں اس کا بھانڈا نہ پھوٹ جائے اور ناگ کوئی دوسرا روپ بدل کر وہاں سے فرار ہو جائے۔ کیوں کہ راونی چڑیل ہی سہی مگر اس کا کوئی منتر ناگ پر نہیں چل سکتا تھا۔ کیونکہ ناگ اس سے زیادہ طاقتور انسان تھا۔ چڑیل راونی نے یہ منصوبہ بنا رکھا تھا کہ ہندوستان کے قدیم ساحل کورو منڈل پہنچ کر وہ خفیہ طور پر شیش ناگ سے ملاقات کر کے اس سے کوئی ایسا منتر پوچھے گی جس کو پھونک کر وہ ناگ دیوتا کو بے بس کر کے شیش ناگ کے پاس لا سکے۔

ناگ تھیوسانگ اور چڑیل ماریا دو دن کے سفر کے بعد شہر دمشق پہنچ گئے۔ دمشق اس زمانے میں چھوٹا سا شہر تھا۔ وہاں ایک ہی کارواں سرائے تھی جہاں سے مہینے میں صرف ایک بار ہندوستان کی طرف قافلہ جاتا تھا۔ ابھی قافلہ روانہ ہونے میں ایک ہفتہ باقی تھا۔ یہ لوگ کارواں سرائے ہی میں اُتر گئے۔ دن بھر وہ دمشق شہر کی سیر کرتے اور رات کو سرائے میں آ کر پڑ رہتے۔ چڑیل ماریا کی بے چینی بہت بڑھ رہی تھی۔ آخر ایک روز قافلہ تیار ہو گیا اور ناگ تھیوسانگ اور ماریا اس میں شامل ہو کر ملک ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے۔

اصلی ماریا غار کے اندر راونی چڑیل کے جادو کے زور سے دھواں بنی ہنڈیا میں بے بس ہو کر بند پڑی تھی اور زنگاری سانپ غار کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا۔ ماریا کا ذہن اور شعور بیدار تھا۔ وہ جان گئی تھی کہ جس چڑیل نے اسے ہنڈیا میں دھواں بنا کر بند کر دیا ہے وہ خود ماریا کی شکل میں ناگ اور تھیوسانگ کے ساتھ سفر کر رہی ہے اور خدا جانے انہیں کیا نقصان پہنچا دے۔ مگر ماریا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ ہنڈیا میں دھواں بن کر پیچ و تاب کھا رہی تھی غصے اور بے بسی سے کھول رہی تھی۔ اس نے کئی بار اُبھر کر ہنڈیا سے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر ہر بار وہ ناکام ہو جاتی تھی۔ دھواں ہنڈیا کی ایک خاص سطح سے اوپر نہیں جاتا تھا۔ ویسے بھی ہنڈیا کا منہ ڈھکن سے بند تھا اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد زنگاری سانپ غار میں آ کر ہنڈیا کو دیکھ جاتا تھا۔

نقلی ماریا کے روپ میں آنے کے بعد راونی چڑیل کو اب سانپ سے خود کو ڈسوانے کی ضرورت باقی نہیں رہی

تھی۔ غار میں اس نے محض اپنے شوق کی وجہ سے خود کو اپنے سانپ سے ڈسوایا تھا۔ کیوں کہ راونی چڑیل جسمانی حالت میں نہیں تھی۔ اگر وہ جسمانی حالت میں آ جاتی تب اسے دن میں چار مرتبہ سانپ سے ڈسوانے کی لازمی ضرورت تھی۔

○

اب ہم عنبر اور کیٹی کی طرف چلتے ہیں۔

آپ دوستوں کو یاد ہو گا کہ ہم نے ان لوگوں کو ایک چھوٹے سے خلائی جہاز میں چھوڑا تھا جب وہ بونوں کے سیارے سے رخصت ہو کر اپنی زمین کی طرف خلا میں سفر شروع کر چکے تھے۔ اب جب کہ ہم ان کی کہانی بیان کرنے لگے ہیں تو عنبر اور کیٹی کا خلائی جہاز ہماری زمین کے مدار میں داخل ہونے ہی والا تھا۔ یہ خلائی جہاز چونکہ چھوٹا تھا اس لیے جونہی وہ زمین کی زبردست کشش والے مدار میں داخل ہوا تو اسے اتنی زور سے جھٹکا لگا کہ اس نے قلابازیاں کھانا شروع کر دیں۔ کیٹی نے بڑی مشکل سے جہاز کو قابو میں کیا۔ عنبر نے خلائی جہاز کی چھت کے ایک کونے میں سے بجلی کے شاٹ کی آگ نکلتی دیکھی تو کیٹی سے کہا:

"کیٹی! جہاز کی چھت کو آگ لگ گئی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی کنٹرول پر بیٹھی تھی۔ اس نے دیکھا کہ جہاز کے انجن روم میں بھی آگ لگ چکی تھی۔ کمپیوٹر بھی اس آگ کے شعلوں کو ظاہر کر رہا تھا۔ جہاز کے بوسٹروں میں سے عجیب و غریب شور کی آوازیں نکلنے لگی تھیں۔ کیٹی نے چلا کر عنبر سے کہا کہ پیرا شوٹ باندھ لو۔ کیٹی کنٹرول پر سے اٹھی اور اس نے بھی پیرا شوٹ پہن لیا۔ خلائی جہاز مدار میں ڈولتا ہوا بڑی تیزی سے زمین سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جانے کے لیے نیچے ہی نیچے چلا جا رہا تھا۔ کیٹی اور عنبر فرش پر رینگتے ہوئے جہاز کے ایمر جنسی گیٹ کے پاس آ گئے۔ جہاز کی چھت کو آگ لگ چکی تھی۔

کیٹی نے بلند آواز میں کہا:

"عنبر! جہاز پھٹنے والا ہے۔ ہمیں باہر کود جانا ہوگا۔"

یہ کہہ کر کیٹی نے دیوار پر لگی ایمر جنسی کی چھوٹی سی سرخ ہتھی کو نیچے کھینچ دیا۔ ہتھی کے نیچے ہوتے ہی خلائی جہاز کا دروازہ کھٹاک سے باہر کو اڑ گیا۔ باہر کی تیز ہوا کا تھپیڑا اندر آیا تو جہاز اوپر کو اٹھا۔ کیٹی نے چھلانگ لگا دی۔ اس کے پیچھے عنبر بھی باہر کو کود گیا۔ اس کے پیرا شوٹ آٹومیٹک تھے اور انہیں ایک خاص بلندی پر پہنچ کر اپنے آپ کھل جانا تھا۔ وہ کھلونوں کی طرح لڑھکتے ہوئے زمین کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنے لگے۔ ان کی رفتار کافی تیز تھی۔ ان کے اوپر فضا میں خلائی جہاز ایک دھماکے سے پھٹ گیا۔ اس کی آواز ہوا میں نیچے گرتے ہوئے عنبر اور کیٹی نے سنی۔

کیٹی اور عنبر کا چہرہ پیرا شوٹ کے ہیلمٹ میں تھا جس کی وجہ سے ہوا کے تھپیڑوں سے ان کا چہرہ بچا ہوا تھا۔ کیٹی عنبر سے بہت نیچے زمین کی طرف چلی جا رہی تھی۔ انہوں نے اپنے دونوں بازو ہوا میں پھیلا کر خود کو کنٹرول میں کر لیا تھا اور اب وہ لڑھکنیاں نہیں کھا رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ زمین پر ایک طرف سمندر اور ایک خشکی تھی۔ خشکی پر جنگل سبز دھبوں کی طرح نظر آ رہے تھے۔

زمین سے ایک خاص بلندی پر آتے ہی ان کے پیراشوٹ کھل گئے اور وہ ہوا میں آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگے۔ تیز ہوائیں انہیں ایک طرف اٹھائے لیے جا رہی تھیں۔ نیچے برف پوش پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آنے لگیں۔ پھر یہ چوٹیاں بہت دور رہ گئیں اور وہ ایک دریا کے کنارے ہرے بھرے جنگل میں اتر گئے۔ زمین پر آتے ہی عنبر اور کیٹی نے اپنے پیراشوٹ اتار کر لپیٹے اور انہیں ایک جگہ جھاڑیوں میں چھپا دیا۔ ان کے لباس چمکیلے خلائی لباس تھے۔

عنبر نے کیٹی کے قریب آ کر کہا:

"ہم کس ملک میں اتر آئے ہیں کیٹی؟"

وہ دونوں اردگرد کے درختوں، دریا اور دور بلند پہاڑوں کو تک رہے تھے۔ ان پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف جمی ہوئی تھی۔ فضا میں ٹھنڈک تھی۔

کیٹی نے کہا:

"درختوں اور پھولوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم ملک ہندوستان میں آ گئے ہیں۔"

عنبر بولا: "تمہارا اندازہ درست ہے کیٹی۔ مگر اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ زمانہ کون سا ہے؟ کہیں ہم گوتم بدھ کے زمانے میں تو نہیں آ گئے؟"

کیٹی اور عنبر باتیں کرتے کرتے دریا کے کنارے پر آ گئے۔

کیٹی دریا کی طرف دیکھ رہی تھی، کہنے لگی:

"عنبر! فضا بڑی صاف ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ اس علاقے میں کیمیکلز کا کوئی کارخانہ نہیں ہے۔ دریا کی سطح بھی شفاف ہے۔ اس کے کنارے ٹیلی فون کے کھمبے بھی نہیں ہیں۔ ابھی تک ہمیں فضا میں اڑتا ہوا کوئی ہوائی جہاز بھی نظر نہیں آیا۔ اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگنے لگیں گے۔"

عنبر نے بھی خلائی لباس اتار کر دوسرا لباس پہن لیا۔

کیٹی نے بتایا کہ عورتیں مرد اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ مگر اس نے ان ہی کی زبان میں کہا کہ ہم کھیل تماشہ دکھانے والی منڈلی کے لوگ ہیں۔ ہمیں کھیل دکھانے کے لیئے نئے کپڑوں کی ضرورت ہے۔

"وہ لوگ تو میرے پیچھے پڑ گئے کہ ہمیں بھی کھیل تماشہ دکھاؤ۔ بڑی مشکل سے انھیں ٹالا۔ اب یہاں سے نکل ہی چلیں تو بہتر ہو گا عنبر۔ بستی کے لوگ کہیں ہمارے کھیل تماشے کے لیے ادھر کا رُخ نہ پکڑ لیں۔"

عنبر بولا: "چلو دریا کے کنارے کنارے آگے کو چل پڑتے ہیں۔ شاید کہیں کوئی کشتی مل جائے۔"

وہ جنگل سے نکل کر دریا کنارے آ کر شمال مغرب کی طرف چلنے لگے۔ اس وقت دن کا وقت تھا۔ سورج آسمان کے درمیان میں آ کر چمک رہا تھا۔ چلتے چلتے دن ڈھل گیا تو وہ ایک ایسی جگہ پر آ گئے جہاں سے دریا ایک پہاڑی کے پہلو سے ہو کر چکر کاٹ کر آگے کو چلا گیا تھا۔ یہاں ایک جانب بے حد گھنا جنگل تھا۔

کیٹی کہنے لگی:

"ابھی تک ہم کسی گھاٹ پر نہیں پہنچ سکے۔ کیوں نہ تھوڑی دیر یہاں آرام کر لیں۔ پھر اس پہاڑی کے اوپر سے ہو کر دوسری طرف جا کر دیکھیں گے۔ شاید ادھر کوئی شہر آباد ہو۔"

عنبر ایک درخت کے نیچے گھاس پر بیٹھ گیا۔

"آرام کی ضرورت تو نہیں مگر تم کہتی ہو تو تھوڑی دیر کے لیے یہاں رُک جاتے ہیں۔ بادل بھی آ رہے ہیں شاید بارش ہو۔"

آسمان پر بادل جمع ہونے لگے تھے اور سورج ان میں چھپ گیا تھا جس کی وجہ سے جنگل اور دریا پر گہرے سائے چھانے لگے تھے۔ پھر بجلی چمکنے لگی اور تیز ہوا چلنا شروع ہو گئی۔

عنبر بولا: "ہمیں کوئی محفوظ جگہ تلاش کرنی چاہیے کہ بارش سے تو بچ سکیں۔"

وہ جنگل کے اندر چلے گئے۔ یہاں ایک جگہ چٹان کے ایک ایک گپھا سی بنی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اس گپھا میں آ کر بیٹھ گئے۔ اب بارش شروع ہو گئی۔ خوب مینہ برسنے لگا۔ سردی بھی بڑھ گئی مگر انہیں تو سردی لگتی نہیں تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ اطمینان سے بیٹھے ناگ ماریا اور بھتیوسانگ کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ کچھ دیر بعد بارش رُک گئی مگر بادل اسی طرح چھائے ہوئے تھے۔ جنگل کی فضا دھل دھلا کر بڑی شفاف ہو گئی تھی۔ پھولوں کی خوشبوئیں اُڑ رہی تھیں۔

کیٹی نے اٹھتے ہوئے کہا:

"میں ذرا جنگل کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔ تم چلو گے؟"

عنبر گپھاہ میں لیٹ گیا۔ بولا:

"میرا اس وقت جی نہیں چاہ رہا۔ تم جا کر سیر کر آؤ۔ مگر جنگل میں زیادہ دُور مت جانا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ راستہ بھول جاؤ۔"

کیٹی ہنس کر بولی:

"راستہ بھول جاؤں گی تو تمہاری خوشبو مجھے تمہارے پاس کھینچ لائے گی۔"

عنبر نے گہرا سانس لیا اور کہنے لگا:

"ماریا اور ناگ کی خوشبو تو بالکل ہی نہیں آ رہی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں کہیں نہیں ہیں۔"

کیٹی نے کہا:

"نا اُمید نہیں ہونا چاہیے عنبر! یہ ملک بہت بڑا

ہے۔ ہم ابھی سفر کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ناگ ماریا سے اس ملک میں کہیں نہ کہیں ضرور ملاقات ہو جائے گی۔"

یہ کہہ کر کیٹی جنگل کی سیر کو چل دی۔ عنبر آنکھیں بند کر کے ماریا اور ناگ کے تصورات میں کھو گیا۔

کیٹی جنگل میں چلی جا رہی تھی۔ درختوں پر سے بارش کا رُکا ہوا پانی قطرہ قطرہ ہو کر نیچے گر رہا تھا۔ سبزہ گہرا سبز تھا۔ جنگلی پھول ہوا میں مُسکرا رہے تھے۔ ان کی خوشبو چاروں طرف پھیلی تھی۔ درختوں پر پرندے چہچہا رہے تھے۔ کیٹی کو یہ منظر بڑا ہی خوبصورت لگا۔ وہ اس منظر میں کھو گئی اور چلتے چلتے کیٹی سے کافی دُور نکل گئی۔ مگر اسے عنبر کی خوشبو باقاعدہ آ رہی تھی۔

دُور درختوں کے تنوں میں ایک جگہ دریا کا پانی اندر کو آ گیا تھا اور وہاں ایک بہت بڑا تالاب سا بن گیا تھا جس میں کنول کے رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔ کیٹی ان پھولوں کا نظارہ کرنے تالاب کے پاس آ گئی۔ تالاب کے پاس لمبی لمبی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ کیٹی نے سوچا کہ کچھ کنول کے پھول توڑ کر عنبر کو پیش کرنے چاہئیں۔ اس خیال سے وہ تالاب کے پانی میں اتر گئی۔ یہاں زمین دلدلی تھی اور پانی کیٹی کی پنڈلیوں تک ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آتا تھا۔ کیٹی نے کچھ پھول توڑے۔ پھر دو قدم آگے چلی تو اسے اپنے پیچھے شڑاپ کی آواز سنائی دی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو اسے دریا کی اونچی گھاس ہلتی نظر آئی۔ کیٹی نے کوئی خیال نہ کیا اور پھول توڑنے لگی۔

اچانک اس کی پنڈلی کسی شکنجے میں آ گئی اور کسی نے اسے نیچے گھسیٹا۔ کیٹی منہ کے بل گدلے پانی میں گر پڑی۔ اس نے عنبر کو آواز دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ کسی شے نے اسے پانی کے اندر کھینچ لیا۔ یہ ایک خوفناک مگرمچھ تھا جو کیٹی کی پنڈلی کو اپنے نوکیلے دانتوں کے شکنجے میں جکڑے پانی کے اندر کھینچے لیے جا رہا تھا۔

○

راجکماری کی بدرُوح

کیٹی گدلے پانی میں ڈوب گئی تھی۔

وہ مر تو نہیں سکتی تھی مگر جسم میں آکسیجن کے نہ جانے سے اس پر غشی چھانے لگی۔ مگرمچھ اسے دریا کی دلدلی تہہ کی جانب گھسیٹے لیے جا رہا تھا۔ مگرمچھ جب کسی کو شکار کرتا ہے تو اسے ایک دم سے ہڑپ نہیں کرتا۔ اس کا طریقہ ہے کہ وہ اپنے شکار کو پہلے پانی میں ادھر اُدھر گھسیٹ کر دو چار غوطے دیتا ہے جب شکار مر جاتا ہے تو مگرمچھ اسے پانی کے اندر دلدل میں بنائے ہوئے کسی غار یا کھوہ میں لے جا کر کیچڑ میں ڈال دیتا ہے۔ اپنے شکار کو وہاں ایک دن پڑا رہنے دیتا ہے جب شکار کی لاش گل سڑ جاتی ہے تو مگرمچھ اسے کھا جاتا ہے۔

اس مگرمچھ نے بھی کیٹی کو پہلے دریا کے نیچے پانی میں ادھر ادھر گھسیٹ کر غوطے دیئے۔ پھر اسے کھینچ کر اپنے دلدلی غار میں لے گیا اور وہاں کیچڑ میں ایک جگہ ڈال دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی بے ہوش ہو چکی تھی ۔ مگر مچھ اسے وہاں چھوڑ کر چلا گیا ۔ تاکہ دن بھر لاش وہاں پڑی رہنے کے بعد گل سڑ جائے تو اسے مزے لے کر کھا جائے ۔ کیٹی دلدلی پانی کی تہہ میں بے سدھ پڑی تھی ۔ پھر ایسا ہوا کہ پانی کی ایک لہر آئی اور اس نے کیٹی کو اپنی جگہ سے ذرا سا کھسکا دیا ۔ دوسری لہر آئی تو کیٹی کا بے ہوش جسم پانی کے زور سے آگے کو چلا اور وہ دلدلی غار سے نکل کر دریا کے اندر ہی اندر پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہنے لگی ۔ جب وہ پانی کے تیز دھارے پر آئی تو وہ دریا میں آگے کی طرف بہہ نکلی ۔ کیٹی ابھی تک بے ہوش تھی ۔ پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا ۔ دریا کے کناروں پر پانی کا بہاؤ تیز نہیں ہوتا مگر اس کے درمیان میں کبھی کبھی ایک ایسی موج چل رہی ہوتی ہے رفتار کہا جاتا ہے کہ ساٹھ ستر کلو میل فی گھنٹے تک پہنچ جاتی ہے ۔ بے ہوش کیٹی ایک ایسی ہی لہر کی زد میں آ گئی تھی اور اس کا بے ہوش جسم دیکھتے دیکھتے دریا کے بہاؤ کے ساتھ پہاڑی کے گرد چکر کاٹ کر آگے نکل گیا ۔

ادھر جب کیٹی کو دیر ہو گئی تو عنبر کو تشویش ہوئی پہلے تو اس نے خیال کیا کہ ابھی آ جائے گی مگر جب کافی دیر گذر گئی اور کیٹی واپس نہ آئی تو عنبر اٹھ کر جنگل میں گیا ۔ اس نے کیٹی کو آوازیں دیں ۔ کیٹی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا ۔ عنبر کو زیادہ فکر ہوئی ۔ وہ کیٹی کو پکارتا دریا کے اس کنارے پر آ گیا جہاں کنول کے پھول کھل رہے تھے ۔ یہاں بھی کیٹی کہیں نہیں تھی ۔ عنبر اسے برابر آوازیں دے رہا تھا ۔ مگر وہاں کیٹی ہوتی تو اسے جواب دیتی ۔ پانی ہونے کی وجہ سے دریا کے کنارے کیٹی کے پاؤں کے نشان بھی نہیں پڑے تھے ۔ عنبر کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر کیٹی کہاں گم ہو گئی تھی ۔ کافی دیر تک وہ جنگل میں اسے تلاش کرتا رہا ۔ پھر تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ گیا ۔ اس نے بہت غور کیا کہ کیٹی کے ساتھ کیا حادثہ پیش آ سکتا تھا ، لیکن وہ حادثوں کے درمیان ہی سے گذر رہے تھے ۔ ان کا سفر واقعات اور حادثات ہی کا سفر تھا ۔ کسی کے ساتھ کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا تھا ۔

آخر عنبر صبر شکر کر کے اٹھا اور دریا کے ساتھ ساتھ پہاڑی کی طرف چلا ۔ ایک جگہ سے اس نے پہاڑی کی چڑھائی چڑھی اور چوٹی پر پہنچ کر دیکھا کہ دوسری طرف دریا دور تک پھیلا ہوا تھا ۔ کسی جگہ کسی بستی کا نشان تک نظر نہیں آتا تھا ۔ عنبر پہاڑی سے اتر کر دریا کے ساتھ ساتھ ایک بار پھر چل پڑا ۔ عنبر نے یہ بات خاص طور پر محسوس کی تھی کہ کیٹی کی خوشبو بھی اس کے ساتھ ہی غائب ہو گئی تھی ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ کسی ایسے حادثے کا شکار ہوئی ہے جس کے نتیجے میں وہ غائب کر دی گئی ہے۔

چلتے چلتے عنبر کو شام ہو گئی۔

دریا اب سرخ چٹانوں کے درمیان سے شور مچاتا چٹانوں سے ٹکراتا گذر رہا تھا۔ یہاں چٹانوں کے بیچ میں ایک گلی سی بن گئی تھی۔ دریا کا پانی اس گلی میں سے اتنی تیزی سے گذر رہا تھا کہ وہاں کوئی پتھر بھی نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ ایک طرف چٹانوں کی دیوار کے اُوپر کسی پرانے قلعے کی بارہ دری کے ستون اور چھت نظر آ رہی تھی۔ یہ پرانا قلعہ پہاڑی چٹانوں کے اوپر بنا تھا۔ آسمان پر بادل ایک بار پھر چھانے لگے تھے۔ سردی بڑھ گئی تھی۔ شام کا اندھیرا جنگل اور چٹانوں کے آس پاس پڑنے شروع ہو گیا تھا۔ عنبر چلتے چلتے اپنے آپ اس پتھریلی پگڈنڈی پر آ گیا جو اُوپر قلعے کی طرف جاتی تھی۔ یہ قلعہ زیادہ بڑا نہیں تھا اور غیر آباد تھا۔ تین طرف سے اس قلعے کی دیواریں دریا کی جانب تھیں۔ سامنے کی جانب قلعے کا دروازہ تھا جو اکھڑ کر زمین پر پڑا تھا۔ اُوپر سرخ پتھر کی بنی ہوئی گیلریوں پر جنگلی بیلوں نے اپنے سائے ڈال رکھے تھے۔ ان بیلوں پر سرخ پھول لگے تھے۔ ہوا چلتی تو یہ سرخ پھول ٹوٹ ٹوٹ کر گیلری کے فرش پر اور نیچے اکھڑے ہوئے دروازے

پر گرتے۔

بادل آہستہ سے گرجا اور ٹپا ٹپ مینہ برسنے لگا۔ عنبر قلعے میں داخل ہو گیا۔ خدا جانے یہ قلعہ کب سے بے آباد پڑا تھا۔ ڈیوڑھی کا فرش جگہ جگہ سے اکھڑا پڑا تھا۔ پہرداروں اور دربانوں کی کوٹھڑیوں میں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔ عنبر ایک تنگ زینہ چڑھنے لگا۔ زینے میں مکڑیوں نے نہ جانے کب سے جالے تان رکھے تھے۔ دوسری منزل پر ایک سرخ پتھریلی چھت اور دیواروں والا کمرہ تھا جس کے آگے بالکونی تھی۔ بالکونی پر جنگلی بیل نے سایہ کر رکھا تھا۔ پتھر کے فرش پر گرد جمی تھی۔

عنبر بالکونی میں آ گیا۔ نیچے دریا قلعے کی چٹانی دیواروں سے ٹکرا کر گذر رہا تھا۔ لہروں کا ہلکا ہلکا شور بلند ہو رہا تھا۔ بارش شروع ہو گئی۔ عنبر بالکونی کے ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

کیٹی کے ایک دم جدا ہو جانے سے وہ بہت اداس ہو گیا تھا۔ اسے ناگ ماریا اور تھیوسانگ کی بھی کچھ خبر نہیں تھی۔ اب کیٹی بھی اس سے جدا ہو گئی تھی۔ بارش اور ہوا میں بیل کی ٹہنیاں بالکونی کے سرخ ستونوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ ایک دم سخت سردی ہو گئی تھی۔ اگرچہ عنبر کو ٹھنڈ نہیں لگتی تھی مگر کمرے میں بالکونی کی طرف سے تیز اور سخت یخ بستہ ہوا کے جھونکے آ رہے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بجلی رہ رہ کر چمک رہی تھی۔ بادل بار بار گرج رہا تھا۔ نیچے دریا کی موجوں کا شور بڑھ گیا تھا۔ عنبر نے آنکھیں بند کر لیں اور کچھ دیر کے لیے سو جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس فیصلے کے چند سیکنڈ بعد ہی اسے نیند آ گئی۔ وہ دیر تک سوتا رہا۔ اس دوران رات گہری ہو گئی۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ آسمان بادلوں سے خالی تھا۔ تارے چمک رہے تھے۔ ہوا اور دریا کا شور ختم چکا تھا۔ چاروں طرف گہری خاموشی چھا رہی تھی۔ عنبر بالکونی سے اُٹھ کر کمرے میں اس جگہ آ گیا جہاں آتش دان پڑا تھا۔ اس نے پہلی بار دیکھا کہ آتش دان میں خشک لکڑیاں پڑی تھیں۔ یہ لکڑیاں نہ جانے کس نے رکھی تھیں اور کب کی وہاں پڑی تھیں۔ خالی خالی سرد اور ویران کمرے میں تین گول سنگِ مرمر کے ستون تھے۔ عنبر ایک ستون کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔

اب وہ رات گزرنے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ دن چڑھے تو وہ اپنے انجانے سفر پر روانہ ہو۔ رات اتنی خاموش اور ڈراؤنی تھی کہ جس سے بالکونی کے نیچے بہتے دریا کی موجوں کا شور بھی خوف کے مارے ختم گیا تھا۔ رات تاریک تھی۔ ستاروں کی پھیکی پھیکی ہلکی نیلی روشنی بالکونی سے گزر کر کمرے کے خالی فرش پر پڑ رہی تھی۔ اچانک عنبر کو کسی کے لباس کی سرسراہٹ سنائی دی۔ اس نے چونک کر کمرے میں نگاہ ڈالی۔ کمرہ خالی پڑا تھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ سرسراہٹ کی آواز اس کے قریب سے ہو کر گزر گئی تھی۔ عنبر کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ ہوا کی سرسراہٹ ہو۔ وہ ایک بار پھر کیٹی کے خیال میں کھو گیا کہ نہ جانے وہ کہاں ہو گی۔

ایک لمحے کے بعد زینے میں روشنی ہوئی۔ یہ روشنی اوپر آ رہی تھی۔ جیسے کوئی ہاتھ میں شمع دان لیے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ رہا ہو۔ عنبر جلدی سے ستون کے پیچھے ہو گیا۔ اس نے یہی خیال کیا کہ ممکن ہے یہاں کسی ڈاکو نے اپنا ٹھکانہ بنا رکھا ہو اور اب وہ اپنا مال یہاں چھپانے آ رہا ہو۔ اس کی آنکھیں زینے کی طرف لگی تھیں جہاں روشنی کا دائرہ اوپر آ رہا تھا۔ عنبر کی آنکھیں جیسے چکا چوند ہو کر رہ گئیں۔ اس نے دیکھا کہ زینے کے دروازے پر ایک سیاہ فام کالی عورت نمودار ہوئی ہے۔ اس کے ہاتھ میں جلتی ہوئی موم بتی ہے۔ اس نے زرد رنگ کی ساڑھی پہن رکھی ہے۔ خالی کمرے میں آکر اس نے آواز دی:

"راجکماری کملا وتی جی۔ آپ کہاں ہیں؟ مہاراج آپ کو بلا رہے ہیں۔"

عنبر سکتے میں آ گیا کہ یہ سیاہ فام عورت جو شکل صورت اور لباس سے قلعے کے محل کی لونڈی معلوم ہوتی تھی کس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راجکماری کملا وتی کو آواز دے رہی ہے؟ وہاں تو سارے کا سارا قلعہ ویران پڑا تھا۔ سیاہ فام لونڈی نے ایک بار پھر آواز دی:

"راجکماری کملا وتی جی! آپ کہاں ہیں؟ مہاراج آپ کو بلا رہے ہیں"

ایک پل کے لیے سیاہ فام لونڈی نے موم بتی کی روشنی میں کمرے میں ادھر اُدھر دیکھا اور پھر موم بتی ہاتھ میں تھامے واپس سیڑھیاں اتر گئی۔ اس کے جاتے ہی کمرے میں ایک دم سے ایسی روشنی ہوئی جیسے کوئی فانوس اچانک روشن ہو گیا ہو۔ عنبر یہ دیکھ کر سکتا بکا ہو کر رہ گیا کہ جو کمرہ ایک لمحے پہلے خالی ویران اور آسیب زدہ تھا اب وہاں فرش پر قیمتی قالین بچھے ہیں۔ چھت سے چاندی کا فانوس لٹک رہا ہے جس میں کتنی ہی شمع جگمگا رہی ہیں۔ آتشدان میں جو سوکھی لکڑیاں پڑی تھیں وہ بھی جلنے لگی ہیں۔ اس کے پاس قالین پر کہیں سے ایک سنہری دیوان آ کر بچھ گیا ہے جس کے پائے چاندی کے تھے اور جس پر سنہری گوٹ والے تکیئے لگے تھے۔ کمرے کی فضا خوشبوؤں سے بھر گئی ہے۔

عنبر اس طلسمی کایا پلٹ پر دنگ رہ گیا۔

ذرا سمجھ گیا کہ یہاں کوئی طلسم کام کر رہا ہے۔ وہ ستون

کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا۔ اتنے میں اسے انسانی قدموں کے تیز تیز چلنے کی آوازیں آئیں۔ جیسے دو انسان دوڑتے ہوئے آ رہے ہوں عنبر ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا کہ ایک طرف سے پردہ ہٹا اور ایک انتہائی حسین لڑکی جس نے راج کماریوں والے شاندار کپڑے پہن رکھے تھے، ماتھے پر بندیا لگی تھی۔ گلے میں قیمتی موتیوں کا ہار تھا۔ ہاتھوں میں ہیروں کی انگوٹھیاں تھیں ایک سہمے ہوئے نوجوان کا ہاتھ تھامے بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی دونوں کے سانس پھولے ہوئے تھے۔ نوجوان کا لباس بھی شہزادوں ایسا تھا وہ کچھ ڈرا ہوا تھا اور حسین راج کماری کے ساتھ اتنی تیز تیز نہیں بھاگ رہا تھا۔ راج کماری اسے بالکونی کی طرف لے جا رہی تھی جس کے نیچے خونی دریا جھاگ اڑاتا، چٹانوں سے ٹکراتا بہہ رہا تھا۔

نوجوان شہزادے نے کہا:

"راج کماری کملا وتی! ایک بار پھر غور کر لیتے ہیں ہم کسی دوسرے ملک میں جا کر بیاہ رچا لیں گے"۔

راجکماری کملا وتی نے اپنا سر ناامیدی سے ہلا کر کہا:

"نہیں بھگوتی! راجہ ہمیں وہاں بھی ڈھونڈ نکالے گا۔ اب ہمارے لیے یہی ایک راستہ ہے کہ دونوں بالکونی سے دریا میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لیں تاکہ لگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنم میں ہم اکٹھے ایک ساتھ جی اُٹھیں۔ پھر ہمیں کوئی ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکے گا۔"

راج کماری کملا وتی بھاگ کر بالکونی میں کھڑی ہو گئی۔ اس نے شہزادے بھگوتی کو آواز دی:

"میرے شہزادے! تم نے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ ہی خودکشی کرو گے۔ اب اپنے قول کو نبھاؤ۔ ڈرو نہیں۔ محبت کرنے والے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ ہم اگلے جنم میں پھر مل جائیں گے۔"

شہزادہ خوف زدہ تھا۔ وہ ہچکچاتا ہوا بالکونی میں راجکماری کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ سہما ہوا سا تھا۔ وہ خودکشی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ راج کماری کملا وتی نے اس کا ہاتھ تھام کر بالکونی سے نیچے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ مگر عین اسی لمحے شہزادہ بھگوتی نے راج کماری کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ جھٹک کر چھڑا لیا۔

راج کماری کی آواز بلند ہوئی:

"بھگوتی! تم نے بے وفائی کی۔ تم نے بے وفائی کی ہے۔"

اور پھر راج کماری کے دریا میں دھڑام سے گرنے کی صدا ابھری۔ شہزادہ بھگوتی فوراً بالکونی سے نکل کر دروازے کی طرف دوڑا۔ اور عنبر کی آنکھوں کے سامنے دروازے کے آگے گرے

ہوئے ریشمی پردے میں غائب ہو گیا۔ کمرے کے باہر شور مچ گیا۔ کچھ لوگ کمرے کی طرف بھاگے۔ عنبر نے دیکھا کہ ایک راجہ سر پر سونے کا ہیرے موتیوں جڑا تاج رکھے شاہانہ لباس میں ملبوس پریشانی کے عالم میں کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے پیچھے دربار کے امراء وزراء بھی تھے۔ اس نے راج کماری کو آواز دی:

"راج کماری کملا وتی! میری بیٹی! تم کہاں ہو؟ تم کہاں ہو؟ میرے پاس واپس آ جاؤ۔ میں تمہیں شہزادہ بھگوتی سے بیاہ کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔"

اچانک شہزادہ بھگوتی منہ پر ہاتھ رکھے روتا ہوا اندر داخل ہوا اور بولا:

"مہاراج! کملا وتی نے بالکونی سے دریا میں کود کر خودکشی کر لی ہے۔"

راجہ جیسے سکتے میں آ گیا۔ پھر اس نے اپنی تلوار نیام سے باہر کھینچی اور شہزادہ بھگوتی کی گردن پر ایک بھرپور وار کیا:

"وہ تمہاری وجہ سے مر گئی۔"

بھگوتی کی گردن کٹ گئی اور سر قالین پر لڑھک کر دور جا گرا۔ راجہ غصے اور غم سے کانپتا ہوا واپس چلا گیا۔ درباری اور امراء بھی سر جھکائے اس کے پیچھے پیچھے چلے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ابھی اس خونیں ڈرامے کے اثر ہی میں تھا کہ اچانک فانوس بجھ گیا۔ دیواروں کے پردے اور فرش کے قالین اور آتش دان کا دیوان غائب ہو گئے۔ آتشدان کی آگ بجھ گئی کمرہ ایک بار پھر سرد اور ویران ہو گیا۔ ایسے لگتا تھا کہ صدیوں سے اس کمرے میں کوئی شخص داخل نہیں ہوا۔

ایک خونیں ڈرامہ عنبر کے سامنے دہرایا گیا تھا۔ عنبر نے اُٹھ کر دیکھا۔ کمرہ ویران پڑا تھا۔ وہاں اب کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ بالکونی میں آ گیا۔ بالکونی پر جنگلی بیلیں اسی طرح جھکی ہوئی تھیں۔ باہر آسمان پر ستارے چمک رہے تھے نیچے چٹانوں کے درمیان سے دریا تیزی سے گزر رہا تھا۔ ایک ہیبت ناک سناٹا چاروں طرف چھا گیا تھا۔ عنبر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس طلسمی ڈرامے کے واقعات پر غور کرتا آتشدان کے پاس آ کر ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

آتشدان میں سوکھی لکڑیاں اسی طرح رکھی ہوئی تھیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ لکڑیاں دھڑا دھڑ جل رہی تھیں مگر اب سوکھی اور ٹھنڈی پڑی تھیں۔ عنبر اس ڈراؤنے آسیبی ڈرامے پر غور کرنے لگا۔ ہو سکتا ہے اس قلعے میں کبھی کوئی راجہ حکومت کرتا ہو۔ اس کی بیٹی راج کماری کو کسی دوسری ذات کے شہزادے سے محبت ہو گئی ہو۔ دونوں شادی کرنا چاہتے ہوں۔

مگر راجہ نے انکار کر دیا ہو۔ دونوں نے ایک ساتھ مر جانے کا منصوبہ بنایا ہو اور پھر...... عنبر کے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ اسے اب ایک اور آواز سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی شخص دریا کی لہروں میں سے باہر نکل کر اپنے کپڑے نچوڑ رہا ہو۔

عنبر جلدی سے ایک بار پھر ستون کے پیچھے چھپ گیا۔ اس کی آنکھیں بالکونی پر جمی تھیں جہاں ستاروں کی دھندلی روشنی میں جنگلی بیلیں نیچے کو جھکی لٹک رہی تھیں۔ عنبر نے وہاں ایک انسانی ہیولے کو اُبھرتے دیکھا۔ عنبر نے ایک ہی نگاہ میں اسے پہچان لیا۔ یہ راجکماری کملاوتی تھی۔ اس نے وہی لباس پہن رکھا تھا۔ مگر اس کا لباس گیلا تھا۔ اس کے بال بھی گیلے تھے۔ وہ اپنی ریشمی اور سونے کے تاروں والی ساڑھی کے پلّو کو نچوڑ رہی تھی۔ وہ بالکونی میں اداس کھڑی آتشدان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ عنبر کو فضا میں ٹھنڈی آہ بھرنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آہ سوائے راج کماری کے دوسرا کوئی نہیں بھر سکتا تھا۔ وہ آگے بڑھی۔ اور آہستہ آہستہ جیسے تھکے تھکے قدم اُٹھاتی آتشدان کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اس کا لباس گیلا ہو کر اس کے جسم سے چمٹ گیا تھا۔ اس نے اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں ہاتھ ٹھنڈے آتشدان کے آگے کر دیئے اور سوکھی خشک دھیمی اُداس آواز میں بولی:

"مجھے سردی لگ رہی ہے۔ کوئی آگ جلا دے مجھے
سردی لگ رہی ہے۔ کوئی آگ جلا دے۔ مجھے
سردی لگ رہی ہے۔ کوئی آگ جلا دے...."

راج کماری کملاوتی اپنی سوکھی آواز میں یہ جملہ بار بار دہرا رہی تھی۔ عنبر کو کمرے میں ایسی خوشبو آئی جو عام طور پر تازہ غسل دیئے ہوئے مُردوں کے کفن سے اٹھا کرتی ہے۔ راجکماری کا جسم سردی سے کانپ رہا تھا۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی۔

"مجھے سردی لگ رہی ہے۔ کوئی آگ جلا دو۔"

اب عنبر سے نہ رہا گیا۔ وہ راج کماری کی زندگی کی ٹریجڈی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔ وہ ستون کے پیچھے سے نکل کر اچانک راج کماری کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور بولا:

"راج کماری کملاوتی! میں تمہارے لیے آگ جلا دوں گا۔"

راج کماری کملاوتی نے گردن ذرا سی موڑ کر عنبر کو دیکھا۔ کملاوتی راج کماری کی آنکھوں میں ڈیلے نہیں تھے۔ ڈیلوں کی جگہ آنکھوں میں سفید چربی ابھری ہوئی تھی۔ اس کے کپڑوں اور چہرے سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس کا جسم نیلا پڑ گیا تھا۔

اور وہ سردی سے ٹھٹھر رہی تھی۔ اس نے عنبر کی طرف منہ کر کے پوچھا:

"تم کون ہو؟ صدیوں سے میں رات کو یہاں سردی سے ٹھٹھری ہوئی آتی ہوں اور بڑی حسرت سے التجا کرتی ہوں کہ کوئی آتشدان میں آگ جلا دے مگر یہاں کبھی کسی نے میری التجا نہیں سُنی۔"

عنبر نے آتشدان کے پاس ہی رکھے ہوئے چقماق کے پتھروں کو لے کر انہیں ایک دوسرے سے ٹکرایا۔ ان میں سے چنگاریاں نکل کر سوکھی لکڑیوں پر گریں۔ سینکڑوں برس سے یہ لکڑیاں سوکھی پڑی تھیں۔ ان میں آگ لگ گئی۔

عنبر نے کہا:

"میں ایک مسافر ہوں۔ رات کو بارش شروع ہوئی تو یہاں پناہ لینے آ گیا۔ میں نے آگ جلا دی ہے۔ تم ہاتھ گرم کر لو۔"

راج کماری کملاوتی کا چہرہ ابھی تک عنبر کی طرف تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور تجسّس تھا۔ اس کے ڈیلے نہیں تھے مگر یوں لگ رہا تھا جیسے وہ آنکھوں کی ابھری ہوئی سفید چربی سے ہی عنبر کو تک رہی ہے۔ اس نے اپنے نیلے ہونٹوں کو جنبش دی اور کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمھیں کیسے پتہ چلا کہ میں راجکماری کملاوتی ہوں؟ تم کو میرا نام کس نے بتایا؟"

عنبر نے راجکماری کا ہاتھ تھامنے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا کہ راجکماری ایک دم سے پیچھے ہٹ گئی۔

"نہیں نہیں۔ مجھے ہاتھ مت لگانا۔"

عنبر کو پہلی بار احساس ہوا کہ راجکماری بغیر آنکھوں کے اسے دیکھ رہی ہے۔ اس نے تعجب سے پوچھا:

"راجکماری! یہ میں تمھیں بعد میں بتا دوں گا کہ مجھے تمھارا نام کیسے معلوم ہوا۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ کیا تم بغیر آنکھوں کے بھی مجھے دیکھ رہی ہو؟"

راج کماری کملاوتی نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ آتشدان میں آگ کے شعلے نکلنے لگے تھے۔ وہ ہاتھ تاپ رہی تھی۔ آگ کی گرمی سے اس کا ٹھنڈا ٹھٹھرتا ہوا بدن گرم ہو گیا تھا۔ اس نے عنبر کی طرف اپنا بے نور آنکھوں والا چہرہ اٹھاتے ہوئے کہا:

"میری آنکھیں دریا کی مچھلیوں نے کھا لی ہیں۔ مگر میں پھر بھی دیکھ سکتی ہوں۔ اس لیے کہ میں اپنی ہی بدروح ہوں جو صدیوں سے آگ کی تلاش میں ٹھٹھرتی ہوئی بھٹکتی پھرتی تھی۔ تم نے آتشدان میں آگ جلا کر میری روح کو سرد یخ جہنم کی روح کو جا دینے والی سردی سے تھوڑی دیر کے لیے نجات دلا دی ہے۔"

عنبر نے پوچھا:

"تھوڑی دیر کے لیے کیوں؟ یہ تمھارا اپنا محل ہے۔ تم یہاں رہ سکتی ہو۔"

راج کماری کملاوتی کی بدرُوح نے ایک آہ کھینچی اور کہا:

"یہ میرا محل کبھی تھا۔ اب یہ ایک ویران اُجڑا ہوا کھنڈر ہے جس پر آسیب چھایا ہے اور جو بدنصیب لوگ کبھی یہاں رہا کرتے تھے اب یہاں ان کے سائے رہتے ہیں۔ جس طرح میں جو کبھی حسین اور دلکش جسم والی راج کماری تھی اب راج کماری کی ٹھنڈی یخ بدرُوح ہوں۔ میں ہر رات ٹھنڈے برف ایسے دریا کے طوفانی دریا سے نکل کر سردی میں ٹھٹھرتی ہوئی یہاں آتی ہوں اور اس ٹھنڈے آتش دان کے سامنے آ کر کھڑی ہو جاتی ہوں پھر کپکپاتی ہوئی آواز میں التجا کرتی ہوں کہ کوئی میرے لیے آتشدان میں آگ جلا دے۔ مگر سینکڑوں سال گزر گئے تمھارے سوا آج تک کبھی کسی نے یہاں آگ جلا کر میرے جسم کو گرمی نہیں پہنچائی۔ روز کی طرح آج بھی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات گذر جانے پر بالکونی سے اپنے دریا میں کُود جاؤں گی اور پھر ٹھنڈے یخ پانی میں گلتی رہوں گی پھر جب رات گہری سنسان ہو جائے گی تو پھر دریا سے نکل کر اس آتشدان کے پاس آن کھڑی ہوں گی۔"

عنبر بولا: "بدقسمت کملاوتی! تمہارے ساتھ تمہارے محبوب نے بے وفائی کی تھی۔ اس نے تمہارے بعد دریا میں چھلانگ نہیں لگائی تھی۔"

راج کماری نے آہ بھر کر کہا:

"اسے اس بے وفائی کی سزا مل گئی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہاں! میں نے دیکھا تھا کہ تمہارے راجہ باپ نے اس کی گردن اڑا دی تھی۔"

راج کماری سسکی بھر کر بولی:

"آہ! تو تم ان خونی واقعات کو دیکھ چکے ہو جو ہر رات اس آسیبی کمرے میں دہرائے جاتے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"ہاں راج کماری! میں نے وہ سب کچھ دیکھ لیا ہے جو تمہارے ساتھ ہوا تھا۔ میں نے تمہیں اپنے شہزادے بھگوتی کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔ پھر تم نے بالکونی میں سے دریا میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی مگر شہزادے "بھگوتی" کو حوصلہ نہ ہوا۔ وہ ڈر کر بھاگا۔ مگر تمہارے باپ راجہ نے غضبناک ہو کر اسے مار ڈالا۔"

راج کماری خشک اداس آواز میں بولی:

"شہزادہ بھگوتی کو اس کی بے وفائی اور بزدلی کی سزا یہ ملی ہے کہ اس کی رُوح دوزخ کے اس گڑھے میں بند ہے جہاں برف ہی برف ہے۔ یہ برف اتنی ٹھنڈی ہے کہ بھگوتی کی رُوح برف میں گلتی رہتی ہے۔ اس نے میرے ساتھ دھوکہ کیا تھا۔ اس کی وجہ سے میں نے خودکشی کی تھی۔ ہمارے مذہب میں خودکشی حرام ہے۔ مجھے اس گناہ کی یہ سزا ملی کہ اب میں قیامت تک دریا کے برف آلود پانی میں بڑی سردی سے ٹھٹھرتی رہتی ہوں۔ آدھی رات کو کوئی ان دیکھی طاقت وہی کھیل ایک بار پھر دہراتی ہے۔ اور میں پھر سے بالکونی سے دریا میں چھلانگ لگاتی ہوں۔ میں ہر رات خودکشی کرتی ہوں۔ پھر دریا کے یخ پانی سے ٹھٹھرتی ہوئی، بھیگی ہوئی نکل کر اس ٹھنڈے ویران کمرے میں آ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹھنڈے آتشدان کے آگے کھڑی ہو جاتی ہوں۔"

عنبر نے آتش دان میں جلتی لکڑیوں کو ایک سلاخ سے چھیڑا اور کہا:

"راج کماری! کیا تمہاری رُوح کی مُکتی نہیں ہے؟ کیا تم قیامت تک یہ عذاب جھیلتی رہو گی؟"

راج کماری نے آہ بھر کر کہا:

"میری روح کی مُکتی ضرور ہے۔ مجھے اس عذاب سے نجات مل سکتی ہے مگر یہ کام اتنا مشکل اَن ہونا اور خطرناک ہے کہ مجھے اس کی ذرا سی بھی اُمید نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا:

"مجھے بتاؤ تو سہی۔ ہو سکتا ہے میں تمہاری رُوح کو اس دائمی عذاب سے نجات دلانے میں کامیاب ہو سکوں۔"

راج کماری بولی:

"میری نجات کے لیے ایک ایسا کارنامہ انجام دینا پڑے گا جیسے دنیا کا کوئی انسان انجام نہیں دے سکتا۔ میں تمہاری مہربانی اور ہمدردی کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

عنبر بولا: "راج کماری! جس طرح میں نے اس آتشدان میں آگ جلا کر تمہاری ٹھنڈی رُوح کے لیے وہ کام کیا ہے جو سینکڑوں برس سے کوئی نہیں کر سکا۔ اسی طرح ہو سکتا ہے میں تمہاری رُوح کو اس عذاب سے بھی نجات دلانے میں کامیاب ہو جاؤں جو تم قیامت تک جھیلنے والی ہو۔"

راج کماری کی رُوح ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئی۔ اس نے عنبر کی طرف اپنا بے نُور آنکھوں والا چہرہ اٹھایا اور کہا:

"عنبر! مجھے ایسا لگتا ہے کہ شاید تم میری رُوح کو سکون پہنچانے کی وجہ بن سکو۔ مگر میرے بھائی! یہ کام تم اکیلے کیسے کر سکو گے؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"راج کماری! تم وہ کام تو بتاؤ جو مجھے کرنا ہو گا۔"

راج کماری نے ایک سرسراتی ہوئی آہ بھری اور بولی:

"تو سنو! میں نے خودکشی کر کے خدا کی دی ہوئی زندگی کو اپنے ہاتھوں ختم کر کے اس کی امانت میں خیانت کی تھی۔ اب میرا عذاب صرف اسی صورت میں کٹ سکتا ہے کہ میں ہزاروں انسانوں کی زندگیاں بچاؤں۔ مگر میں یہ کام کیسے کر سکتی ہوں؟ اس کا ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وسیلہ ہے۔ ایک راستہ ہے۔"

"وہ کون سا ذریعہ ہے؟" عنبر نے سوال کیا۔

راج کماری بولی:

"وہ یہ کہ میں کسی ایسی شے کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں جو انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارتی ہو۔ صرف ایک نہیں بلکہ سینکڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارتی ہو اور ابھی اس نے سینکڑوں انسانوں کو ہلاک کرنا ہو۔"

عنبر نے کہا:

"ایسی کون سی شے ہو سکتی ہے؟"

راج کماری نے کہا:

"وہ ایک ہی شے ہے اور اس کا نام مولوخ ہے۔"

"مولوخ؟" عنبر نے تعجب سے کہا:

"یہ تو کسی دیوتا کا نام لگتا ہے۔"

راج کماری نے کہا:

"ہاں! یہاں سے دور شمالی افریقہ میں ایک ملک سوریہ ہے۔ اس ملک میں مولوخ نام کے ایک دیوتا کی پوجا کی جاتی ہے۔ مولوخ کا ایک بہت بڑا دس گیارہ منزلہ بت شہر کے وسط میں موجود

ایک عظیم الشان سمندر میں بنا ہوا ہے۔ اس کے پاؤں کے درمیان گڑھے میں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے۔ اس میں روزانہ لاکھوں من لکڑیاں ڈالی جاتی ہیں۔ مولوخ دیوتا کی لمبی زبان ایک ڈھلان کی شکل میں نیچے آگ کے خوفناک الاؤ کی طرف چلی گئی ہے بادشاہ شکالی کے حکم پر ہر روز شام کو دس بے گناہ انسانوں کو مولوخ کی زبان پر بٹھا کر انہیں نیچے دھکیل دیا جاتا ہے۔ یہ لوگ یا تو دشمن کے قیدی ہوتے ہیں اور یا انہیں شہر سے دور صحرا میں کسی دشمن قبیلے سے اغوا کر کے لایا جاتا ہے۔ چیخوں کی آوازیں نکالتے یہ بدقسمت انسان مولوخ کی ڈھلانی زبان سے پھسل کر دہکتی آگ کی بھٹی میں جا گرتے ہیں اور گرتے ہی کوئلہ بن جاتے ہیں۔ یہ ظلم کا سلسلہ کئی سو برسوں سے جا رہی ہے اور ابھی نہ جانے کتنے سو برس اور شروع رہے گا۔ مولوخ نام کا دیوتا اب تک لاکھوں انسانوں کو ہلاک کر چکا ہے اور لاکھوں انسانوں کو ابھی مزید ہلاک کرے گا۔ اگر کسی طرح اس دیوتا کے بت کو توڑ کر تہس نہس کر دیا جائے اس کی بھٹی کی سینکڑوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانس سے جلتی آگ کو بجھا دیا جائے تو لاکھوں
انسان موت کا لقمہ بننے سے بچ جائیں گے اور یہ
ایک طرح سے صدقہ ہو گا۔ اور بھگوان مجھے اس کے
عوض میرے گناہ کو معاف کر دے گا اور میری روح
کو عذاب سے نجات مل جائے گی۔ مگر مولوخ کا بت
اس شہر کے بادشاہ اور لوگوں کا مذہبی دیوتا ہے۔
یہ لوگ بڑی عقیدت سے مولوخ کے آگے انسانی
قربانی پیش کرتے ہیں۔ بت شہر کے سب سے بڑے
مندر میں ہے اور وہاں ہر وقت فوج کا پہرہ رہتا
ہے۔ پھر اتنے بڑے بت کو تباہ کرنا کسی انسان کے
بس میں نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا:

"اگر اس ملک سوریہ کے بت پرست بادشاہ مشکالی
کو ختم کر دیا جائے تو کیا خیال ہے؟"

راج کماری کہنے لگی:

"بادشاہ کے مر جانے پر کوئی دوسرا بادشاہ آ جائے گا
اور انسانوں کی قربانی جاری رہے گی۔ اصل جڑ مولوخ کا
بت ہے۔ اسے تباہ کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ ان
لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ان کا بت ان کا دیوتا ہے

اور اسے کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ایک بار
بت اپنے پاؤں پر اپنی ہی آگ میں گر کر تباہ ہو گیا
تو لوگوں کا اعتقاد ختم ہو جائے گا اور انسانیت کو
ایک بھیانک ظلم سے نجات مل جائے گی اور یہی
نیکی میری نجات کا باعث بن جائے گی۔ اس لیے
اس بت مولوخ کا توڑنا شرط ہے۔ مگر تم اسے کیسے
توڑ سکو گے؟"

عنبر خاموشی سے آگ کو سلاخ سے کریدنے لگا۔ راجکماری
کی سردی دور ہو گئی تھی۔ مگر اس کے چہرے پر ایک نیا
خوف ابھر رہا تھا۔ یہ خوف بالکونی سے دوبارا چھلانگ لگا کر
دریا کے یخ پانی میں کودنے اور کل آدھی رات تک سردی
سے ٹھٹھرتے رہنے کا تھا۔

راج کماری نے کہا:

"عنبر! تم اتنا مشکل کام نہیں کر سکتے۔ کیا ایسا نہیں
ہو سکتا کہ تم اسی محل میں رہ جاؤ اور میرے لیے
ہر رات آتشدان میں آگ روشن کر دیا کرو۔"

عنبر بولا: "اس ویران محل میں کوئی انسان نہیں رہ
سکتا زیادہ سے زیادہ تمہاری خاطر کوئی دو چار راتیں
رہ لے گا۔ بہتر یہی ہے کہ میں سوریہ کے مولوخ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیوتا کو پاش پاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ تمہیں اس عذاب سے ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے۔"

راج کماری آہ بھر کر کہنے لگی:

"لیکن یہ کام ناممکن ہے میرے دوست۔"

عنبر نے کہا:

"مجھے تم صرف اتنا بتا دو کہ اگر میں نے مورخ دیوتا کے بُت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور تمہیں نجات مل گئی۔ تو مجھے یہ کیسے پتہ چلے گا کہ تم نجات پا چکی ہو اور جنت میں بیٹھی ہو؟"

راج کماری کہنے لگی:

"کاش! تم ایسا کر سکو۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میں خود تم جہاں ہو گے وہاں تمہیں ملنے اور تمہارا شکریہ ادا کرنے آؤں گی۔ مگر عنبر! اس کام میں آکاش کے ہندو دیوتا بھی تمہاری مخالفت کریں گے اور تمہارے راستے میں رکاوٹیں ڈالیں گے۔ کیونکہ ہندوؤں کے خاص دیوتا اس قسم کی پوجا اور انسانی قربانیوں کے حق میں ہیں جبکہ نیکی کے دیوتا اس کے خلاف ہیں۔"

عنبر بولا: "میں صرف ایک خدا پر یقین اور ایمان رکھتا

ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ خدا ہی سب سے بڑی طاقت اور سچائی ہے۔ اس کے سوا دوسرا کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ وہ ضرور میری مدد کرے گا۔ میں صبح ہوتے ہی سوریہ کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ مگر کیا تم مجھے ایک بات بتا سکتی ہو؟"

"کون سی بات؟" راجکماری نے آہستہ سے پوچھا۔

عنبر بولا: "میری ایک دوست کیٹی ہے جو میرے ساتھ ملک ملک کی سیاحت کر رہی ہے۔ دن کے وقت وہ جنگل میں گئی اور پھر واپس نہیں آئی۔ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ وہ کہاں پر ہو گی؟"

راج کماری نے افسوس کے ساتھ کہا:

"میرے دوست! کاش میں تمہارے کسی کام آ سکتی تھی۔ جیسا کہ تمہیں پہلے بتا چکی ہوں کہ میں نیک روح نہیں ہوں۔ نیک روحوں کو غیب کا حال معلوم ہوتا ہے اور وہ دوسرے انسانوں کی مدد بھی کرتی ہیں۔ مگر میں بُری روح ہوں اور عذاب میں مبتلا ہوں۔ مجھے سوائے میرے عذاب اور میری روح کی تکلیف کے دوسری کسی بات کا احساس نہیں ہے اچھا اب میں جا رہی ہوں۔ کیونکہ بالکونی کے باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آسمان پر صبح کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ مجھے صبح
ہونے سے پہلے یہاں سے چلے جانا ہو گا۔"

عنبر نے آگے بڑھ کر راج کماری سے ہاتھ ملانا چاہا تو
راج کماری ایک بار پھر جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔ عنبر نے
آخر پوچھ ہی لیا کہ وہ اس سے چھوتے ہوئے کیوں ڈرتی ہے
راج کماری نے آہستہ آہستہ آگ سے دُور ہوتے ہوئے کہا،

"میرے دوست! میں بدرُوح ہوں۔ عذاب میں گرفتار
رُوح ہوں۔ تم نے مجھے ہاتھ لگا دیا تو میرے عذاب
کی پرچھائیاں تم پر بھی پڑ جائیں گی اور تم پر بھی
کوئی آفت نازل ہو گی۔ اس لیے میں تمہیں اپنے
سے دُور رکھتی ہوں اچھا اب میں جاتی ہوں۔"

پھر راج کماری کی بدرُوح بڑی عاجزی سے عنبر سے مخاطب ہوئی:

"کیا تم کل رات بھی یہاں میرے لیے آگ جلاؤ گے؟"

عنبر نے کہا:

"راج کماری میں تو صبح ہی تمہاری رُوح کی نجات کے
لیے یہاں سے ملک سُوریہ کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔
میں کل رات کیسے یہاں آ سکتا ہوں۔ ہاں۔ اگر تم
کہو تو میں آتشدان میں زیادہ لکڑیاں ڈالے دیتا ہوں
جو کل رات تک جلتی رہیں گی۔"

راج کماری کہنے لگی،

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ جب میں یہاں
سے چلی جاؤں گی تو آتشدان کی آگ اپنے آپ
ٹھنڈی ہو جائے گی۔"

اس کے بعد راج کماری نے اپنی سفید آنکھیں اوپر کو
اٹھائیں اور آہستہ سے کہا:

"خدا حافظ میرے دوست!"

عنبر کے دل پر راج کماری کے اس اُداس لہجے کا بے حد
اثر ہوا۔ اس نے کہا:

"راج کماری کملاوتی! میں قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ
ایک بار تو سُوریہ کے منحوس مولوخ بت کے ٹکڑے
اُڑانے کی ضرور کوشش کروں گا اور یقین کرو کہ میں
اللہ کے حکم سے کامیاب ہو جاؤں گا۔"

راج کماری نے سر جھکا دیا۔ اس کے ہونٹوں سے ایک
سرد آہ نکل گئی۔ پھر عنبر نے دیکھا کہ راج کماری کملاوتی بھاگتی
ہوئی بالکونی کی طرف گئی۔ پیچھے مڑ کر ہاتھ پھیلا کر بولی:

"شہزادے بھگوتی! میرے ساتھ چھلانگ نہیں لگاؤ گے؟
دیکھو۔ پھر ہم اگلے جنم میں ایک ساتھ جی اُٹھیں گے
پھر ہمیں کوئی ایک دوسرے سے الگ نہیں کر سکے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آؤ، میرے شہزادے آؤ۔"

اور راج کماری "کملاوتی" نے بالکونی سے دوسری طرف دریا میں چھلانگ لگا دی۔ عنبر کو دریا میں کسی بھاری پتھر کے گرنے کی آواز آئی اور پھر وہی مہیب سناٹا چھا گیا جس میں صرف دریا کی لہروں کا ہلکا ہلکا شور ہی بلند ہو رہا تھا۔ اب جو عنبر نے آتش دان کی طرف دیکھا تو وہ حیرت میں گم ہو گیا۔ کیونکہ وہاں جو آگ روشن تھی، وہ سرد پڑ گئی تھی۔ عنبر نے قریب سے جھک کر دیکھا۔ سوکھی لکڑیاں ویسی کی ویسی ہی تھیں۔

صبح ہونے تک عنبر بالکونی میں بیٹھا راج کماری کملاوتی کی زندگی کی ٹریجڈی اور کیٹی کے گم ہو جانے پر غور کرتا رہا۔ سوریہ کے دیوتا مولوخ کے بُت کو پاش پاش کرنے کا تو عنبر نے پکا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسے صرف اس بات کا افسوس تھا کہ کیٹی ناگ اور ماریا اس کے ساتھ نہیں تھیں۔ پھر وہ یہ سوچ کر کسی حد تک مطمئن سا ہو گیا کہ شاید سوریہ میں ناگ ماریا اور کیٹی سے اس کی ملاقات ہو جائے۔

دن کی روشنی ہوئی تو عنبر قلعے سے نکل کر دریا کے بہاؤ کے رُخ پر جنگل کے پہاڑی راستے پر چل پڑا۔ وہ ملک

ہندوستان کی کسی بندرگاہ پر پہنچ کر سُوریہ جانے والے جہاز میں سوار ہونا چاہتا تھا اور چونکہ دریا سمندر کی طرف بہتے ہیں اس لیے عنبر دریا کے رُخ کے ساتھ چل رہا تھا۔ دل میں اب بھی کیٹی کا خیال ہی تھا۔ وہ بار بار حیران ہوتا کہ ایک دم سے کیٹی کہاں گم ہو گئی؟

ned by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غیبی لاش

ناگ، تھیوسانگ اور چڑیل رانی نقلی ماریا کا روپ دھارے قافلے کے ساتھ ہندوستان کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ چڑیل رانی کا سانپ بیٹا زنگاری سانپ شمالی افریقہ کی بستی سے دُور چٹانوں کے نیچے غار میں اس ہنڈیا کی حفاظت کر رہا تھا جس میں اصلی ماریا دھوئیں کی شکل میں بند تھی۔ ان کو تو ہم سفر ہی میں چھوڑتے ہیں۔

اب ہم تھوڑی دیر کے لیے کیٹی کی طرف آتے ہیں۔ عنبر جنگل میں سفر کرتے ہوئے دریا سے بہت دُور ہٹ کر ایک بستی میں داخل ہو گیا تھا جو شمالی ہندوستان کے ایک بڑے شہر کالی کٹ کی قریبی بستی تھی۔ عنبر کو معلوم ہوا کہ کالی کٹ سے اسے شمالی افریقہ کے ملک قرطاجنہ کے لیے بادبانی جہاز مل سکتا ہے چنانچہ وہ کالی کٹ کی طرف چل پڑا۔

کیٹی دریا میں بے ہوشی کی حالت میں تیرتی ہوئی بہت آگے نکل گئی تھی۔ وہ ساری رات دریا میں بہتی رہی۔ جب دن نکلا تو اسے ہوش آ گیا۔ ہوش آتے ہی اس نے اپنے آپ کو دریا کی تیز مُوجوں پر بہتے ہوئے دیکھ تو سمجھ گئی کہ وہ مگرمچھ کے چنگل سے نکل گئی ہے اور اب یہ دریا اسے نہ جانے عنبر سے کتنی دور لے آیا ہے۔ اس نے گردن اٹھا کر کناروں کی طرف دیکھا۔ دریا کے کنارے بہت دور دور ہو گئے تھے۔ دریا کا پاٹ بہت چوڑا ہو گیا تھا۔ کیٹی نے دیکھا کہ دریا میں سمندر کا نیلا پانی شامل ہو رہا تھا۔ تو کیا دریا سمندر میں گر رہا ہے؟

کیٹی کنارے کی طرف تیرنے لگی۔ مگر یہاں دریا کی موجوں کا بہاؤ اتنا تیز تھا کہ وہ اسے کنارے سے دور آگے کی طرف لے جا رہی تھیں۔ کیٹی نے پریشان ہو کر اور زور لگایا تو تیز دھارے پر آ گئی اس دھارے کی رفتار ستر میل فی گھنٹہ سے کم نہیں تھی۔ اس تیز دھارے نے کیٹی کو آگے ہی آگے بہانا شروع کر دیا۔ کیٹی بالکل بے بس ہو گئی۔ دریا کی تیز دھار اسے بہائے لیے جا رہی تھی۔ آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ ہوا بھی تیز چلنے لگی تھی۔ سمندر کا وسیع پاٹ دریا کی لہروں کو زبردست کشش کے ساتھ اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔

کنارے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ پھر کیٹی نے

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے دیکھا کہ کنارے غائب ہو گئے ہیں اور دریا کا پانی سمندر کے گہرے نیلے پانی میں تبدیل ہو گیا ہے۔ کیٹی کھلے سمندر میں آ گئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ بحیرہ عرب کا سمندر ہے کیونکہ وہ ہندوستان کے ایک دریا میں بہتی مغرب کی طرف چلی آئی تھی اور مغرب کی طرف بحیرہ عرب ہی بہتا تھا۔ سمندر میں پہنچ کر دریا کا تیز دھارا تو ختم ہو گیا تھا مگر اب سمندر کا گہرا اور بوجھل پانی کیٹی کو اوپر نیچے اٹھا رہا تھا اور اسے تیرنے کے لیے ہاتھ پاؤں چلانے پڑ رہے تھے۔ کیٹی نے ایک بار پھر واپس دریا کی طرف تیرنے کی کوشش کی مگر یہ کام اسے ناممکن لگا۔ سمندر میں داخل ہو کر دریا کے بہاؤ کے رُخ پر تیرنے کی کوشش کرنا ایک ان ہونا کام تھا۔ کیٹی کو بار بار عنبر کا خیال آ رہا تھا کہ وہ اس کے گم ہو جانے سے کس قدر پریشان نہیں ہو رہا ہو گا۔ مگر وہ مجبور ہو گئی تھی۔ اگر وہ بے ہوش نہ ہوتی تو دریا سے باہر نکل سکتی تھی۔

کیٹی نے اپنے آپ کو سمندر کی موجوں کے حوالے کر دیا کہ اب وہ اسے جہاں جی چاہے لے جائیں۔ اس کے سوا وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اوپر سے بارش بھی شروع ہو گئی۔ یہ سمندروں کی موسلا دھار بارش تھی جس نے کیٹی کے چاروں طرف دھند کی چادر پھیلا دی۔ اب کیٹی کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا کہ

وہ کس طرف چلی جا رہی ہے۔ وہ سمندر کی لہروں پر دم سادھ کر بالکل سیدھی لیٹ گئی۔ اس طرح سے اسے ہاتھ پاؤں نہیں ہلانے پڑ رہے تھے۔ سمندری موجیں اسے جھکولے دیتی کسی نامعلوم منزل کی طرف لیے جا رہی تھیں۔

کیٹی کو یونہی سمندر کی طوفانی موجوں پر بہتے بہتے ایک رات اور ایک دن گزر گیا۔ دوسرے دن شام ہو گئی تھی۔ سورج سمندر کے مغربی کنارے میں ڈوب چکا تھا اور فضا شام کی دھند میں سیاہی مائل ہو رہی تھی کہ کیٹی کو دور روشنی نظر آئی۔ سمندر کی بلند موجیں اوپر نیچے ہو رہی تھیں جس کی وجہ سے کبھی یہ روشنی غائب ہو جاتی اور کبھی پھر سے ابھر آتی۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ وہ اس روشنی کی طرف ہی جا رہی ہے۔

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی کہ سمندر کی موجوں نے کیٹی کو ساحل پر لا کر پھینک دیا۔ کیٹی نے اٹھ کر سب سے پہلے اس روشنی کو دیکھا جو اسے دور سے دکھائی دی تھی۔ یہ روشنی ایک چراغ کی تھی جو دور اونچے گھنے درختوں کے درمیان سے آتی تھی۔ کیٹی کے کپڑے بھیگے ہوئے تھے۔ وہ ساحل کی گیلی ریت پر سے گزرتی چراغ کی روشنی کی طرف بڑھی۔ رات اندھیری تھی اور اس قدر گہری خاموشی چھائی تھی کہ کیٹی کو اپنے سانس لینے کی آواز تک سنائی دے رہی تھی۔

درختوں کے درمیان یہ چراغ ایک چبوترے کے طاق

by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں جل رہا تھا۔ کیٹی نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا۔ خلائی لڑکی ہونے کی وجہ سے اسے گہرے اندھیرے میں چیزیں نظر آجاتی تھیں مگر یہاں اتنی تاریکی تھی کہ کیٹی کو بھی ہر شے دھندلی دھندلی نظر آ رہی تھی۔ اس کے اُوپر اُونچے اُونچے درختوں کی شاخوں نے سائبان سا ڈال رکھا تھا۔ کیٹی کو درختوں کے نیچے جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی ڈھیریوں کی طرح کے گول گول چبوترے بنے ہوئے نظر آئے۔ ان میں سے صرف ایک ہی چبوترے کے طاق میں چراغ جل رہا تھا۔ کیٹی نے جھک کر دیکھا۔ یہ چراغ پیتل کا تھا اور اس میں تیل بھرا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ گول ڈھیریاں کیسی ہیں؟ کیٹی نے اپنے سامنے والے چبوترے کی گول ڈھیری پر آہستہ سے انگلی بجائی۔ اسے کھوکھلی سی آواز سنائی دی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس گول چبوترے کے نیچے خالی جگہ تھی۔ ہو سکتا ہے کوئی گڑھا ہو۔ ابھی کیٹی یہی کچھ سوچ رہی تھی کہ اسے دُور درختوں کے پیچھے روشنی نظر آئی جو اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔

کیٹی نے ایک لمحے کے لیے روشنی کی طرف غور سے دیکھا۔ اب اسے قدموں کی چاپ بھی سنائی دے رہی تھی۔ کچھ لوگ خشک پتوں پر چلتے آ رہے تھے۔ ایک آدمی کے ہاتھ میں مشعل تھی۔

کیٹی جلدی سے پیچھے ہٹی اور ایک درخت کے تنے کے عقب میں اُگی ہوئی جھاڑی میں چھپ کر بیٹھ گئی جو لوگ چلے آ رہے تھے انہوں نے سر سے پاؤں تک لمبے سیاہ لبادے پہن رکھے تھے۔ صرف ان کی آنکھیں ہی نظر آرہی تھیں۔ پہلے تو کیٹی کو وہ بھوت لگے۔ مگر ایک تو کیٹی بھوتوں پر یقین نہیں رکھتی تھی دوسرے ان کی چال ڈھال انسانوں کی طرح تھی۔ یہ چار آدمی تھے۔ وہ اسی چبوترے کے پاس آکر رُک گئے جس کے طاق میں چراغ روشن تھا۔ مشعل والے آدمی چبوترے کے سرہانے کی جانب کھڑا ہو گیا۔ ان میں سے ایک سیاہ پوش نے پوچھا:

"ہمیں کسی نے دیکھا تو نہیں شمعون؟"

شمعون اس آدمی کا نام تھا جس نے مشعل اُٹھا رکھی تھی۔ کیونکہ اس نے فوراً جواب دیا:

"نہیں میرے آقا۔"

ان کی آوازیں بڑی پُراسرار اور سرگوشیوں سے ملتی جلتی تھیں۔ کیٹی جھاڑی میں چھپی بڑے غور سے ان کو تک رہی تھی۔ ان سب کے جسم سیاہ لمبے لبادے میں چھپے ہوئے تھے اور آنکھوں کی جگہ نقاب میں دو سوراخ رکھ دیئے گئے تھے۔ جس شخص کو شمعون نے میرے آقا کہہ کر پکارا تھا اس نے

by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنا سر جھکا دیا اور جیسے کچھ منہ ہی منہ میں پڑھنا شروع کیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی سر جھکا کر چپ ہو گئے۔ کیٹی کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور اس جگہ آدھی رات کے بعد کیا کرنے آئے ہیں۔ کیٹی بڑی احتیاط کے ساتھ آہستہ آہستہ سانس لے رہی تھی کہ کہیں وہ اس کے سانس کی آواز بھی نہ سن لیں۔ ان لوگوں کے لیڈر نے اپنا سر اٹھایا۔ کچھ پڑھ کر پہلے اپنے جسم پر اور پھر چبوترے پر پھونک ماری۔ چاروں سیاہ پوش دو زانوں ہو کر چبوترے سے چند قدم ہٹ کر زمین پر بیٹھ گئے۔

سیاہ پوش لیڈر نے دھیمی آواز میں کہا:

"اے ہمارے ساتھی تیرے قبر سے باہر نکلنے کا وقت آ گیا ہے۔ تیرا چلّہ ہم نے پورا کر دیا ہے۔ اب باہر نکل کر ہمارے حکم کے مطابق عمل کر۔ کیونکہ تو اب میرا مطیع ہے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی چبوترے میں حرکت پیدا ہوئی۔ طاق میں رکھے ہوئے روشن چراغ کی لَو زور سے پھڑپھڑائی۔ پھر ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ چبوترے کی دیوار ایک طرف سے کھل گئی۔ قبر کے اندر سے ٹھنڈی بے جان اور گھٹی گھٹی سی آواز بلند ہوئی۔ یہ کسی مرد کی آواز تھی:

"کیا چاہتے ہو؟ کیا چاہتے ہو؟"

آواز بھاری، بوجھل، نیند میں ڈوبی ہوئی تھی اور لفظ رُک رُک کر ادا ہو رہے تھے۔ یہ کسی مردہ لاش کی آواز لگ رہی تھی جو کسی خاص عمل سے دوبارا زندہ ہو گیا ہو۔

سیاہ پوش لیڈر نے کہا:

"میں جو چاہتا ہوں تمہیں بتا دیا جائے گا۔ تم کو میرے شیطانی عمل سے دوبارا زندگی دی گئی ہے میں تمہیں شیطان کے نام پر حکم دیتا ہوں کہ قبر سے باہر نکل آ۔"

چبوترے کے نیچے سے ہلکی ہلکی غراہٹ کی آوازیں آنے لگیں۔ سیاہ پوش پرے پرے ہٹ گئے۔ طاق کا دیا ایک دم سے بجھ گیا۔ مگر مشعل کی روشنی جل رہی تھی۔ پھر چبوترے کی دیوار جہاں سے کھلی تھی وہاں سے دھوئیں کا ایک مرغولہ سا نکلا اور آہستہ آہستہ اوپر کو اُٹھتا رات کے اندھیرے میں جھکے ہوئے درختوں میں گم ہو گیا۔

اس کے ساتھ ہی قبر کی دیوار میں سے ایک کٹا پھٹا ہاتھ بلند ہوا۔ اس کا مٹی کے رنگ کا ہاتھ تھا جس کی جلد جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی۔ اس ہاتھ کی ایک انگلی پر کالا سیاہ زہریلا بچھو بیٹھا بار بار اپنا ڈنک چلا رہا تھا۔

d by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ پوش بولا:

"تم مجھے ان بچھوؤں سے نہیں ڈرا سکتے۔ میں شیطانی عمل پورا کر چکا ہوں۔ بچھو کا زہر مجھے کچھ نہیں کہے گا۔ شیطان کے حکم سے اپنی سینکڑوں برس پرانی قبر میں سے باہر آ جا اور میرا حکم بجا لا۔"

مُردے کا کٹا پھٹا ہاتھ آہستہ آہستہ قبر کے اندر چلا گیا۔ مشعل والے شمعون نے آہستہ سے کہا:

"میرے آقا! ہمیں شیطان کی مورتی سے مشورہ کرنا چاہیے ہو سکتا ہے ہمارے عمل میں کچھ کمی رہ گئی ہو۔"

سیاہ پوش لیڈر غرّایا:

"تم چپ رہو۔ میں شیطان کی طرف سے یہاں آیا ہوں۔ میرے عمل میں کوئی کمی نہیں رہی ہے مُردہ زندہ ہو چکا ہے۔ اب اسے باہر آنا ہی پڑے گا۔"

یہ کہہ کر سیاہ پوش لیڈر نے بلند آواز میں قدیم زبان میں کسی منتر کو تین بار پڑھ کر چبوترے والی قبر پر پھونک ماری۔ پھونک مارتے ہی قبر کے اندر سے مُردے کی چیخ بلند ہوئی۔ یہ چیخ اتنی ڈراؤنی تھی کہ کیٹی بھی ایک بار لرز اٹھی۔ رات کے ہیبت ناک سناٹے میں یہ چیخ کسی چڑیل

کی آواز کی طرح گونج کر رہ گئی۔ دُور ایک درخت پر بیٹھا ہوا اُلّو اپنی خوف زدہ آواز میں بول کر پھڑپھڑاتا ہوا اُڑ گیا۔

فضا پر موت ایسی خاموشی چھا گئی۔ قبر پر سناٹا طاری ہو گیا۔ سیاہ پوش نے غصیلی آواز میں سرگوشی کی۔

"میں شیطان کے نام پر باہر آنے کا حکم دیتا ہوں۔"

قبر میں ایک بار پھر گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور کیٹی نے دیکھا کہ قبر کی کھلی دیوار میں سے ایک خاک آلود راکھ ایسے رنگ کا بھیانک مردہ رینگتا ہوا باہر نکل کر قبر کے پاس بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا۔ مشعل کی روشنی میں وہ بے حد دہشتناک لگ رہا تھا۔ اس کے جسم کی جلد جگہ جگہ سے کٹی پھٹی تھی جیسے کسی نے اسے جگہ جگہ سے کاٹ دیا ہو۔ اس نے آدھے جسم پر پرانے کفن کا ٹکڑا باندھ رکھا تھا۔ اس کے الجھے ہوئے بالوں میں مٹی بھری تھی۔ اس کی آنکھیں سفید اور ڈراؤنی تھیں اس کو دیکھ کر دو سیاہ پوش سہم کر پیچھے ہٹ گئے۔

لیڈر سیاہ پوش اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ پھر اس نے بیٹھے بیٹھے ایک ہاتھ فضا میں بلند کر کے کہا:

"کولاش! میں جانتا ہوں تم نمرود بادشاہ کے جلاد کی لاش ہو۔ تم نے اَن گنت لوگوں کے سر قلم

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیے ہیں۔ شیطان کے نام پر میں نے تیرا چلّہ اس لیے کیا کہ مجھے تمہارے ایسی لاش کی ضرورت تھی۔"

مُردہ کو لاش کے ٹھنڈے سفید کٹے پھٹے ہونٹ ہلے تو ان پر سے مٹی نیچے گری۔ مُردہ کو لاش کی گھٹی گھٹی غراہٹ نما آواز آئی:

"میں تمہارے عمل میں قید ہوں۔ نہیں تو تمہاری گردن کچل دیتا۔ بول۔ تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟"

سیاہ پوش بولا:

"تمہیں میرے ساتھ ہماری خفیہ کمین گاہ میں چلنا ہو گا۔ مگر اس حالت میں کہ تم سوائے میرے اور کسی کو نظر نہیں آؤ گے۔"

مُردہ کولاش کے حلق سے ایک ناگوار سی آواز نکلی۔ جیسے کسی نے اس کا گلا دبا دیا ہو۔ مُردہ کولاش کے جسم میں لرزش پیدا ہوئی اور اس نے اپنے کٹے پھٹے ہاتھ کی ایک انگلی میں سے انگوٹھی اتار کر سیاہ پوش لیڈر کی طرف پھینکی۔ انگوٹھی کے اترتے ہی مُردہ کو لاش کی لاش ایک دم سے غائب ہو گئی۔ سیاہ پوش لیڈر نے جلدی سے انگوٹھی اٹھا کر اپنی انگلی میں پہن لی اور چہرہ اوپر اٹھا کر بولا:

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ میں یہی چاہتا تھا۔"

پھر اس نے اپنے سیاہ پوش ساتھیوں کو مخاطب کر کے پوچھا:

"کیا تم اس مُردے کی لاش کو دیکھ رہے ہو؟"

سب نے ایک زبان ہو کر کہا:

"بالکل نہیں آتا۔ ہمیں مُردہ کی لاش نظر نہیں آتی۔"

سیاہ پوش لیڈر نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے خوشی کا نعرہ بلند کیا:

"شیطان کی جے ہو۔ میں یہی چاہتا ہوں۔ شیطان کی آرزو ضرور پوری ہو گی۔ اس کا پہلا مرحلہ کامیابی سے پورا ہو گیا ہے۔"

پھر اُس نے مُردہ کی لاش کو حکم دیا:

"ہمارے ساتھ چلو۔ ہم تمہیں اپنی خفیہ کمین گاہ میں لے جا رہے ہیں۔ وہاں پہنچنے کے بعد بتایا جائے گا کہ تمہیں ہمارے حکم پر کیا کام کرنا ہو گا۔"

مُردہ لاش اب کیٹی کو بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ مگر اسے معلوم تھا کہ وہ وہاں پر موجود ہے۔ اور چونکہ وہ شیطانی عمل کی پابند ہے اس لیے اپنی مرضی کے خلاف سیاہ پوش شیطان کے ساتھ جاری ہے۔ چاروں سیاہ پوش ایک طرف کو روانہ ہو گئے۔ کیٹی بھی جھاڑی میں سے نکل کر ان کے تعاقب میں روانہ ہو گئی۔ مشعل کی روشنی میں کیٹی دیکھ رہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی کہ سیاہ پوش اس طرح چل رہے ہیں جیسے مُردہ لاش ان کے درمیان چل رہی ہو۔ وہ لاش کی وجہ سے آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔

کیٹی چند قدموں کا فاصلہ رکھ کر برابر ان کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی۔ درختوں میں سے نکل کر یہ سیاہ پوشوں کی ٹولی ریت کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں میں سے گزرنے لگی غیبی لاش سے خوف زدہ ہو کر جیسے آسمان کے ستارے بھی سہمے ہوئے سے تھے۔ ٹیلوں کے پار جا کر سیاہ پوش شیطان کے حکم سے مشعل بجھا دی گئی۔ اب یہ شیطانی ٹولی غیبی لاش کو ساتھ لیے اندھیرے میں آگے بڑھ رہی تھی۔

کیٹی اس لیے تعاقب کر رہی تھی کہ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ شیطان سیرت سیاہ پوش لیڈر اس لاش سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔ یہ ٹولی ریت کے ٹیلوں سے کچھ دُور ایک سیاہ کالے پہاڑ کے دامن میں بنے ہوئے معبد کے تاریک پتھریلے دروازے میں داخل ہو گئی۔ کیٹی ان کے ساتھ اندر نہیں جا سکتی تھی۔ کیونکہ وہ پکڑی جا سکتی تھی۔ کیٹی باہر ہی پتھروں کی ایک ڈھیری کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی۔ غیبی لاش کو لے کر شیطانی ٹولی معبد میں داخل ہو گئی تو اس کا بھاری بھرکم دروازہ چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ اپنے آپ بند ہو گیا۔ کیٹی

اُٹھ کر دروازے کے قریب آئی اور غور سے جائزہ لینے لگی۔ یہ معبد سیاہ پتھروں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا اور اس کے دروازے کے اوپر ایک تکونا پتھر نصب تھا۔ آدھا معبد پہاڑ سے باہر تھا باقی پہاڑ کے اندر دھنسا ہوا تھا۔ لگتا تھا کہ معبد کا باقی حصہ پہاڑ کو کھود کر بنایا گیا ہے۔ باہر گہری تاریکی تھی۔ کسی جگہ کوئی طاق یا دریچہ یا روشندان بھی نہیں تھا کہ کیٹی کچھ اندازہ لگا سکتی کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔

کیٹی وہاں سے اس وقت تک نہیں جانا چاہتی تھی جب تک کہ اس پر یہ راز نہ کھل جائے کہ یہ شیطانی ٹولی غیبی لاش سے کیا کام لینے والی ہے۔ ضرور یہ کوئی گھناؤنا اور غیر انسانی منصوبہ تھا جس پر سیاہ پوش شیطان عمل کرنے والا تھا۔ کیٹی نے اس منصوبے کے خلاف لڑنے اور انسانیت کو اس غیر انسانی منصوبے کے شر سے بچانے کا عہد کر لیا تھا۔ وہ شیطانی معبد کے دروازے سے ہٹ کر ریت کی ڈھیری کی اُوٹ میں آ کر بیٹھ گئی اور انتظار کرنے لگی کہ کب اندر سے کوئی باہر آتا ہے۔

آدھ گھنٹہ گزر گیا۔ معبد کا بھاری دروازہ ابھی تک بند تھا۔ مغرب کی جانب آسمان پر زرد چاند طلوع ہو گیا۔ مگر آخری تاریخوں کے اس زرد چاند کی روشنی بہت پھیکی اور دھندلی تھی۔ پھر بھی پھیکی چاندنی میں پہاڑ کا خاکہ سا اُبھر آیا۔ کیٹی خاموش اور ساکت

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹھی تھی۔ اچانک اسے دروازے کے چرچرانے کی آواز آئی۔ اس نے اپنی آنکھیں معبد پر جما دیں۔ معبد کا دروازہ آہستہ آہستہ کھل گیا۔ اندر مشعل کی روشنی میں کیٹی نے دیکھا کہ سیاہ پوش لیڈر آگے آگے چلا آ رہا ہے۔ اس کے پیچھے دو سیاہ پوش ہیں جن میں سے ایک نے مشعل ہاتھ میں اٹھا رکھی ہے۔ سیاہ پوش لیڈر دروازے پر آ کر رک گیا۔ اس نے ایک ہاتھ بلند کیا اور حکم دینے کے انداز میں بولا:

"مردہ کولاش! تم خوب جانتے ہو کہ بستی میں کنواری لڑکیاں کتنی ہیں اور ان کے گھر کہاں کہاں پر ہیں۔ اب جاؤ اور پہلی کنواری لڑکی کو غائب کر کے میرے معبد میں لے آؤ۔ یہ میرا حکم ہے اور تم میرے حکم کے پابند ہو۔ جاؤ۔ میں شیطان کے نام پر تمہیں حکم دیتا ہوں۔"

کیٹی ساکت بیٹھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ زرد چاند کی دھندلی روشنی میں اسے سیاہ لبادے میں سر سے پاؤں تک لپٹا ہوا سیاہ پوش لیڈر کوئی شیطان لگ رہا تھا۔ کیٹی کو مردہ کولاش کی کٹی پھٹی لاش نظر نہیں آ رہی تھی۔ مگر سیاہ پوش لیڈر اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے غیبی لاش کو حکم دینے کے بعد اپنی انگلی کی انگوٹھی کو چہرے کے قریب لا کر دیکھا

اور کہا:

"میں اس انگوٹھی کی وجہ سے دیکھ رہا ہوں۔ بستی میں تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ پہلی کنواری لڑکی کا گھر تمہیں معلوم ہے۔ اب جاؤ اور میرا حکم بجا لاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی ایک دھیمی دھیمی غراہٹ کی آواز بلند ہوئی۔ یہ آواز غیبی لاش کولاش کی تھی جو کیٹی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ سیاہ پوش لیڈر پیچھے ہٹ کر دروازے کے اندر ہو گیا۔ اس کے ساتھی سیاہ پوشوں نے دروازہ بند کر دیا۔ کیٹی اسی طرح ریت کی ڈھیری کے پیچھے ہی چھپی بیٹھی رہی۔ معبد کے باہر ریت پر چھوٹے چھوٹے سنگ ریزے اور کنکر بچھے تھے۔ کیٹی کو ان پر کسی کے بھاری قدموں کے چرچرانے کی آواز سنائی دی۔

غیبی لاش نے بستی کی طرف چلنا شروع کر دیا تھا۔ لاش کیٹی کو بالکل نظر نہیں آ رہی تھی مگر اس کے بھاری پاؤں کنکریوں اور سنگ ریزوں پر پڑتے تو چرچراہٹ کی ہلکی آواز پیدا ہوتی تھی۔ پھر یہ آواز دور ہوتی گئی۔ کیٹی چپکے سے اٹھی اور ریت کی ڈھیری سے باہر نکل

d by CamScanner

آئی۔ اس نے جھک کر زمین پر دیکھا۔ زرد پھیکی چاندنی میں ریت پر غیبی لاش کے پاؤں کے بڑے بڑے نشان پڑتے جا رہے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی اغوا ہوگئی

کیٹی لاش کے پاؤں کے نشانوں کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ اپنی طرف سے اس نے اتنا فاصلہ رکھا تھا کہ غیبی لاش کو کیٹی کے تعاقب کا احساس نہ ہو۔ کیٹی کو یہ بھی شبہ تھا کہ ہو سکتا ہے غیبی لاش میں اتنی طاقت ہو کہ وہ یہ معلوم کرے کہ کوئی انسان اس کا پیچھا کر رہا ہے اور اسے یہ بھی خیال تھا کہ ہو سکتا ہے غیبی لاش میں اتنی صلاحیت موجود نہ ہو۔ بہرحال کیٹی غیبی لاش کا پیچھا ضرور کرنا چاہتی تھی تا کہ بستی کی اس بے گناہ معصوم کنواری لڑکی کو شیطانی سیاہ پوش کے چنگل میں پھنسنے سے بچایا جا سکے۔

غیبی لاش کا پیچھا کرنا خاصا مشکل کام تھا۔ تھوڑی دیر بعد کیٹی کو زمین پر جھک کر غیبی لاش کے پاؤں کے نشان دیکھنے پڑتے تھے جس راستے پر یہ نشان پڑ رہے تھے وہ ریت کے ٹیلوں میں سے گذر کر بستی کی طرف جاتا تھا۔ کیٹی ایک خاص فاصلہ رکھ کر جھکی جھکی سی چل رہی تھی کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لاش پلٹ کر بھی دیکھے تو اسے کچھ پتہ نہ چل سکے۔ اپنی طرف سے کیٹی ہر طرح کی احتیاط برت رہی تھی۔ دو باتیں اس کے حق میں جاتی تھیں۔ ایک یہ کہ زمین ریتلی تھی جس پر غیبی لاش کے پاؤں کے نشان پڑ رہے تھے دوسری یہ بات کہ زرد پھیکی چاندنی پھیلی ہوئی تھی جس میں کیٹی ان نشانوں کو بڑی آسانی سے دیکھ سکتی تھی۔

کبھی ماریا کے بھی اس طرح سے زمین پر پاؤں کے نشان نہیں پڑے تھے اگرچہ ماریا غائب رہتی تھی۔ لیکن غیبی لاش کے پاؤں کے بھاری بوجھل نشان ریت پر دُور تک چلے جا رہے تھے۔ حالانکہ صحرا پھیکی پراسرار چاندنی میں دُور تک خالی تھا اور کوئی لاش دکھائی نہ دیتی تھی مگر اس لاش کے پاؤں کے نشان باقاعدہ پڑتے چلے جا رہے تھے۔ کیٹی ہر پندرہ بیس قدم چلنے کے بعد زمین پر بیٹھ جاتی تھی اور غیبی لاش کو موقع فراہم کرتی تھی کہ وہ کچھ اور آگے نکل جائے۔

اب کیٹی کو دُور کھجور کے درختوں کے جھنڈوں میں ایک بستی کے مکانوں کے سیاہ خاکے ابھرتے دکھائی دینے لگے تھے یہی وہ بستی تھی جہاں کی کنواری لڑکیوں پر آفت نازل ہونے والی تھی۔ پہلے کیٹی کو خیال آیا کہ وہ دوسری طرف سے

بھاگ کر بستی میں جائے اور ان لوگوں کو خبردار کر دے جن کے گھروں میں کنواری لڑکیاں رہتی تھیں۔ مگر پھر اس نے سوچا کہ ایسا کرنے سے سوائے اس کے کچھ نہیں ہوگا کہ غیبی لاش شاید واپس چلی جائے اور پھر کسی رات وہاں آ کر لڑکیوں کو اغوا کر کے لے جائے۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ غیبی لاش غصے میں آ کر آدمیوں کو بھی ہلاک کرنا شروع کر دے۔ اس لیے بڑی احتیاط اور سوجھ سمجھ کی ضرورت تھی اور یہی بہتر تھا کہ غیبی لاش کو کسی ایک کنواری لڑکی کو اغوا کرنے کا موقع دے دیا جائے۔ اور پھر کیٹی بستی کے لوگوں کو خبردار کر دے اور پھر بستی کے لوگوں کے ساتھ شیطانی معبد پر حملہ کر کے نہ صرف یہ کہ اغوا شدہ کنواری لڑکی کو چھڑایا جائے بلکہ شیطانی معبد کے سیاہ پوشوں کو بھی پکڑ کر قانون کے حوالے کر دیا جائے۔

مگر بستی میں داخل ہوتے ہی کیٹی کو ایک نئی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ بستی کی گلیاں اور بازار پکائی ہوئی سرخ اینٹوں سے بنے تھے۔ گلی اور بازار کے فرش پر یہی پختہ اینٹیں لگی تھیں اور یہاں آتے ہی غیبی لاش کے پاؤں کے نشان غائب ہو گئے تھے۔ کچھ ویسے بھی کیٹی نے لاش سے کافی دُور رہ کر چل رہی تھی۔ اس کے پاؤں کے نشان بستی کی

d by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکانوں تک تو بالکل ٹھیک جا رہے تھے مگر بستی کے پکّے فرش پر آتے ہی یہ نشان گم ہو گئے۔

کیٹی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کدھر جائے اور کس مکان کے پاس جا کر کھڑی ہو۔ بستی کے مکانوں پر اندھیرا اور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ گلیاں اور بازار سنسان پڑے تھے۔ کسی مکان میں روشنی نہیں ہو رہی تھی۔ صرف چوکیدار کی آواز کسی وقت بلند ہو جاتی تھی۔ اس بستی کے کسی مکان میں سے ایک کنواری دوشیزہ تھوڑی دیر بعد غائب ہو جانے والی تھی۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو سکتی تھی کہ دوشیزہ کہاں چلی گئی ہے اور اسے کون اغوا کر کے لے گیا ہے۔

زرد سنہری چاندنی میں گہری نیند سوئی ہوئی سنسان بستی اور زیادہ پراسرار اور آسیب زدہ لگ رہی تھی۔ کیٹی اس نیند میں ڈوبی سنسان گلیوں میں چلی جا رہی تھی کہ اسے چوکیدار کی آواز قریب سے سنائی دی۔ چوکیدار ساتھ والی گلی سے اسی طرف آ رہا تھا۔ کیٹی جلدی سے ایک مکان کی ڈیوڑھی کے چھجے کے نیچے چھپ گئی۔ وہ چوکیدار سے الجھ کر خوامخواہ غیبی لاش کو اپنے بارے میں خبردار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کیوں کہ جونہی گلی کے کونے میں نمودار ہوا اس نے چلّا کر کہا:

"کون گلی میں چل رہا ہے؟"

کیٹی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ یقیناً یہ غیبی لاش کے قدموں کی آواز تھی جسے چوکیدار نے سن کر اسے للکارا تھا۔ کیوں کہ غیبی لاش اسے دکھائی نہیں دے رہی تھی اور کیٹی اس وقت گلی میں بالکل نہیں چل رہی تھی کہ وہ یہ سوچتی کہ چوکیدار نے اسے للکارا ہے۔ کیٹی نے ڈیوڑھی کی دیوار کی اوٹ سے جھانک کر گلی کے کونے میں دیکھا۔ کونے میں لیمپ دیوار کے ساتھ روشن تھا۔ کیٹی نے لیمپ کی روشنی میں چوکیدار کو ہاتھ میں نیزہ پکڑے ادھر اُدھر تکتے پایا۔

چوکیدار نے ایک بار پھر آواز دی:

"کون چلا جا رہا ہے؟ آواز کیوں نہیں دیتے؟"

اس کے ساتھ ہی چوکیدار کی گردن آگے کو جھک گئی۔ جیسے کسی نے پیچھے سے اس کی گردن کو دبوچ لیا ہو۔ غیبی لاش نے اپنے کٹے پھٹے مگر انتہائی طاقتور پنجے میں چوکیدار کی گردن پر زور سے ہاتھ مارا تھا۔ چوکیدار کی آواز بھی نہ نکلی اور وہ آگے کو لڑکھڑا کر نیچے منہ کے بل گر پڑا۔ پھر اس کا نیزہ اپنے آپ کو اُوپر کو اٹھا اور بے ہوش چوکیدار کے سینے میں اتر گیا۔ چوکیدار کی چیخ بھی بلند نہ ہوئی اور وہ ختم ہو گیا۔ یہ کام سوائے غیبی لاش کے کسی دوسرے کا نہیں ہو

d by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکتا تھا۔ مُردہ کو لاش آخر کسی زمانے میں ظالم بادشاہ نمرود کا جلاد رہ چکا تھا اور اس وقت وہ ایک مُردہ لاش کی حیثیت سے شیطانی عمل کے زیر اثر چل پھر رہا تھا۔ اس سے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ غیبی لاش کوئی بھی ظلم کر سکتی تھی۔ کیٹی کو چوکیدار کی موت کا بڑا افسوس ہوا۔ غیبی لاش شاید چوکیدار کے للکارنے سے بھڑک اُٹھی تھی۔

کیٹی نے اپنا چہرہ پیچھے کر لیا۔ کیونکہ اسے دُور سے کسی کے قدموں کی چاپ قریب آتی سنائی دینے لگی تھی۔ غیبی لاش کے کٹے پھٹے پاؤں گلی کے پتھریلے فرش پر گھسٹ گھسٹ کر چلتے ہوئے آواز پیدا کر رہے تھے۔ ایک بے گناہ کو ہلاک کرنے کے بعد غیبی لاش کا غصّہ ابھی تک کم نہیں ہوا تھا اس کے حلق سے غراہٹ کی دھیمی دھیمی آواز بھی آ رہی تھی۔ غیبی لاش کے قدموں کی پُراسرار چاپ اور حلق سے نکلتی ڈرا دینے والی غراہٹ کی آواز کیٹی کے قریب سے ہو کر گلی میں سے گذر گئی۔ جب یہ آواز گلی کے کونے میں پہنچ کر سنائی دینا بند ہو گئی تو کیٹی مکان کی اندھیری ڈیوڑھی میں سے نکل کر گلی میں آ گئی اور اسی طرف تیز تیز چلنے لگی جدھر تھوڑی دیر پہلے غیبی لاش گئی تھی۔

گلی کے کونے میں جا کر کیٹی نے دیوار کے ساتھ لگ کر

دوسری گلی میں دیکھا۔ دوسری گلی سنسان پڑی تھی۔ کیٹی کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ غیبی لاش گلی میں ہی ہے یا نکل گئی ہے کہ کسی مکان میں داخل ہو گئی ہوئی ہے۔ ایک لمحے کے لیے وہ خالی گلی کی نکڑ پر دیوار سے لگی کھڑی رہی۔ پھر اچانک گلی کے ایک مکان میں سے کسی لڑکی کی چیخ بلند ہوئی:

"ماں! کوئی مجھے اٹھا رہا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی مکان میں شور مچ گیا۔ گھر کے لوگ، دوسرے گھروں کے لوگ بھی جاگ پڑے۔ لڑکی کی چیخ پھر سنائی نہ دی۔ عورتیں اور مرد مکانوں کے دروازے کھول کر گلی میں نکل آئے۔ ان کے ہاتھوں میں خنجر اور تلواریں تھیں۔ کیٹی بھی بھاگ کر ان کے قریب آ گئی۔ عورتیں گھبرائی ہوئی تھیں جس مکان سے کنواری دوشیزہ اغوا ہوئی تھی اس گھر کی خاتون خانہ یعنی لڑکی کی ماں نے رو رو کر آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔ لڑکی کا باپ نہیں تھا۔ ہمسائے اسے تسلّی دینے کی کوشش کر رہے تھے۔ بوڑھی عورت بار بار کہہ رہی تھی۔

"اسے جنّ بھوت اٹھا کر لے گئے ہیں۔ ہائے اب وہ کبھی واپس نہیں آئے گی۔ میری عتکا! میں تجھے کہاں تلاش کروں میری بیٹی! ہائے۔ میری قسمت پھوٹ گئی لوگو ــــ میں زندہ ہی مر گئی ہوں۔ میری اکلوتی بیٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ ہائے۔ ہائے۔"

اس عورت کے بین سنے نہیں جاتے تھے۔ ہمسائی عورتوں کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔ مرد دوڑے دوڑے گلی کے کونے تک گئے۔ کچھ منچلے بستی کے کنارے تک لٹھ گھماتے اور تلواریں لہراتے چلے گئے۔ مگر ناکام واپس آئے۔ بھلا وہ غیبی لاش سے لڑکی کو کیسے چھین کر لا سکتے تھے۔

عورتیں اور بوڑھے مردوں کا یہی خیال تھا کہ لڑکی پر آسیب کا سایہ تھا اور اسے کوئی جن اٹھا کر لے گیا ہے۔

کیٹی عورتوں میں ایک طرف چپ چاپ کھڑی یہ ساری باتیں سن رہی تھی۔ کنواری لڑکی عنتکا کی ماں کے بین اس کے دل پر بھی اثر کر رہے تھے۔ کیٹی سوچ رہی تھی کہ اگر وہ ان لوگوں کو بتا دے کہ ایک غیبی لاش لڑکی کو اٹھا کر کالے پہاڑ والے معبد میں لے گئی ہے تو اول تو کسی کو یقین نہیں آئے گا۔ اگر یقین آ بھی گیا تو ڈر کے مارے کوئی آسیب زدہ معبد کا رخ نہ کرے گا۔ اور بفرضِ محال کچھ دلیر نوجوان تلواریں لہراتے معبد کی طرف چلے بھی گئے تو غیبی لاش کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے۔ شیطان سیاہ

پوش ان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ کیٹی الجھن میں پڑ گئی کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ خود لڑکی کو غیبی لاش کے معبد سے واپس نہیں لا سکتی تھی۔ اگرچہ وہ خلائی لڑکی تھی اور خود سوائے آگ میں جلنے کے اور کسی طرح ہلاک نہیں ہو سکتی تھی اس کے باوجود اس پر شیطانی سیاہ پوش کا طلسم چل سکتا تھا اور غیبی لاش بھی اس پر حملہ کر کے اسے نقصان پہنچا سکتی تھی۔

اچانک اس کے دماغ میں ایک انوکھا خیال بجلی کی طرح چمک اٹھا۔ اسے معلوم تھا۔ کہ دوسری رات غیبی لاش دوسری کنواری لڑکی کو اغوا کرنے کے لیے اس بستی میں پھر آئے گی۔ تو کیوں نہ وہ خود اس لڑکی کی جگہ بستر پر لیٹ جائے۔ غیبی لاش نے کنواری لڑکی کو دیکھا تو نہیں ہے۔ وہ تو اس نشانی پر کنواری لڑکی کو اٹھانے آئے گی کہ بستی کے رواج کے مطابق کنواری لڑکیاں رات کو اپنے بال سر کے گرد ٹوپی کی طرح لپیٹ کر سوتی تھیں اس کا علم کیٹی کو ان عورتوں کی زبانی ہوا تھا جو وہاں کھڑی آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔

کیٹی بستی سے باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد جب دن کی روشنی پھیلی تو کیٹی دوبارا اسی گلی میں آ گئی جس گھر

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عورت نے اس کی طرف دیکھ کر کہا:

"وشالی بیٹی دودھ یہاں رکھو اور تم ذرا اوپر والے کمرے کی جا کر صفائی کرو۔ میں ابھی تمہیں بلوا لوں گی۔"

وشالی نے کیٹ کی طرف دیکھ کر پوچھا:

"اماں! یہ لڑکی کون ہے؟"

عورت بولی: "یہ مسافر لڑکی ہے۔ اسے بھوک لگی تھی۔ میں نے اسے دودھ پلانے کے لیے بلا لیا ہے۔ اس کا نام کیٹ ہے۔"

کیٹ نے غور سے وشالی کی طرف دیکھا۔ تو یہ وہ کنواری لڑکی تھی جو یقیناً غیبی لاش کا اگلا شکار بننے والی تھی۔

کیٹ نے مسکرا کر وشالی کو سلام کیا اور کہا:

"ہاں وشالی بہن! میرا نام کیٹ ہے اور میں۔"

عورت نے وشالی سے بات کاٹ کر کہا:

"بیٹی جا اوپر جا کر کمرے کی صفائی وغیرہ کر۔ میں کیٹ کو خود دودھ پلا دوں گی!"

وشالی نے مسکراتے ہوئے دودھ کا کٹورہ چوکی پر رکھ دیا اور خود اوپر والے کمرے کی طرف چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی وشالی کے باپ نے پوچھا:

"بیٹی! تم کون سی خاص بات ہم سے کہنے آئی ہو؟"

وشالی کی ماں کچھ فکرمند سی ہو گئی تھی۔ کہنے لگی:

"خیریت تو ہے نا بیٹی؟"

کیٹ نے کہا:

"سب خیریت ہے ماں جی۔"

"دیوتاؤں کا احسان ہے بیٹی۔"

یہ کہہ کر وشالی کی ماں نے مٹی کے گلاس میں دودھ بھر کر کیٹ کو دیا۔ کیٹ نے میٹھے دودھ کا ایک گھونٹ بھرا اور گلاس چوکی پر رکھ دیا اور بولی:

"ماں جی! آپ کی بیٹی وشالی ابھی کنواری ہے نا؟"

"ہاں بیٹی۔ مگر۔ مگر کیا بات ہے؟ تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

وشالی کی ماں نے گھبرا کر سوال کیا۔ وشالی کا باپ بھی کچھ پریشان سا ہو کر کیٹ کو تکنے لگا:

کیٹ نے کہنا شروع کیا:

"ماں جی! بات اصل میں یہ ہے کہ کل رات اس گلی کی ایک کنواری لڑکی عتیکا کو ایک جن بھوت اٹھا کر لے گیا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہی ہو گا۔"

وشالی کی ماں اور باپ دونوں کے چہرے اتر گئے۔

ماں نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مگر اس میں ہماری بیٹی کا تو کوئی قصور نہیں بیٹی وہ تو لوگ کہتے ہیں کہ اس کے سر پر کسی جن کا سایہ تھا اور وہ جن اسے اُٹھا کر لے گیا ہے۔"

کیٹی بولی: "میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنے آئی ہوں کہ وہی جن آج کی رات آپ کی لڑکی وشالی کو بھی اٹھانے آئے گا۔"

وشالی کی ماں اور باپ تو ایک دم چونک پڑے۔ باپ نے لڑکھڑاتی زبان میں کہا:

"یہ۔ یہ کیسے۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ میری بیٹی پر کبھی کسی جن کا سایہ نہیں تھا۔ پھر۔۔۔ پھر میری بیٹی؟"

وشالی کی ماں بیچ میں بول اُٹھی:

"تمہیں کیسے معلوم ہے کہ میری بیٹی کو جن اُٹھانے آئے گا؟ تم کون ہو؟"

کیٹی نے اپنا ہاتھ سینے پر رکھ دیا اور کہا:

"ماں جی! ایک بات کا پوری طرح یقین کر لیں کہ میں آپ بیٹی، آپ کی ہمدرد بن کر یہاں آئی ہوں اور جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ آج آدھی رات کے بعد ثابت بھی ہو جائے گا۔ یہ میں آپ کو ابھی نہیں بتا سکتی کہ جن کہاں سے آئے گا اور آپ کی بیٹی کو اٹھا کر کہاں لے جائے گا۔"

وشالی کے باپ نے کسی قدر غصے میں آ کر کہا:

"تو پھر تم ہمارے پاس کس لیے آئی ہو؟"

کیٹی نے بڑے تحمل سے کہا:

"بابا جان! میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ کی بیٹی وشالی کو جن کے چنگل میں نہ پھنسنے دوں۔ اس کی گرفت سے وشالی کو بچا لوں۔"

وشالی کی ماں اور باپ دونوں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ باپ بولا:

"یہ کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے۔ اس جن کے بارے میں تو بتایا گیا ہے کہ وہ نظر نہیں آتا اور جب اس نے لڑکی کو بستر پر سے اٹھایا تو لڑکی بھی غائب ہو گئی تھی۔ اگر تم واقعی سچ کہہ رہی ہو تو تم اس نظر نہ آنے والے جن سے ہماری بچی کو کیسے بچا سکو گی؟ نہیں نہیں۔ تم جھوٹ بول رہی ہو۔ کوئی جن میری بچی کو اٹھانے نہیں آئے گا۔ میں ان باتوں کو نہیں مانتا۔ اور پھر ہماری بچی کا قصور ہی کیا ہے۔"

ned by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماں نے بھی کہا:

"ہاں ہاں۔ آخر ہماری وشالی کا کیا قصور ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"میری بات غور سے سنیں۔ قصور یہ ہے کہ وشالی کنواری دوشیزہ ہے۔ یہ جن جو نظر نہیں آتا ایک شیطانی طاقت کے اشارے پر اس بستی کی ساتوں کی ساتوں کنواری لڑکیوں کو باری باری اغوا کرکے ایک خاص مقام پر لے جانے والا ہے۔ کل عتبکا اغوا ہوئی ہے۔ آج رات آپ کی بیٹی وشالی کی باری ہے۔"

ماں بے چاری تو رونے بیٹھ گئی۔ بات ہی ایسی تھی باپ ابھی تک غصّے میں تھا۔ جب کیٹی نے مزید دو تین باتیں کیں تو اس کا غصّہ تو دُور ہو گیا مگر اب وہ بھی بے حد غمگین اور پریشان ہو گیا۔ آخر کوئی باپ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیٹی کو کوئی جن اٹھا کر لے جائے۔ اس نے کیٹی سے رحم طلب لہجے میں کہا:

"بیٹی! تو میری بچی کو اس جن کے پنجے سے کیسے بچا سکتی ہے؟"

کیٹی نے بڑے سکون سے ایک گہرا سانس لیا اور بولی:

"آج رات آپ کی بیٹی وشالی اس گھر میں نہیں سوئے گی۔ اس کی جگہ اس کے بستر پر میں خود وشالی بن کر سوؤں گی۔"

وشالی کی ماں اور باپ دونوں یوں کیٹی کی طرف دیکھنے لگے جیسے کیٹی نے ابھی ابھی جو کچھ کہا تھا اسے اس پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"یہ — یہ تم کیا کہہ رہی ہو بیٹی؟"

ماں نے حیرانی سے کہا:

کیٹی بولی: "ماں جی! میں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ آج رات وشالی کی جگہ اس کے بستر پر میں لیٹوں گی۔"

باپ نے کہا:

"بیٹی! اگر تم سچ کہہ رہی ہو تو پھر اس طرح تو جن تمہیں اٹھا کر لے جائے گا۔"

کیٹی نے مسکرا کر کہا:

"یہی تو میں چاہتی ہوں۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

باپ نے تعجب سے پوچھا۔

کیٹی بولی: "میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جن اصل میں کون ہے اور وہ کنواری لڑکیوں کو اٹھا کر کہاں لے جاتا ہے۔ یوں میں اسی گلی سے اغوا کی گئی کنواری لڑکی عتیکا کا بھی معمّہ حل کرنا چاہتی ہوں۔ اسے بھی واپس لا کر اس کی ماں کے حوالے کرنا چاہتی ہوں۔"

وشالی کی ماں نے کہا:

"بیٹی! اس طرح تو تمہاری زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔"

کیٹی نے کہا:

"آپ میری زندگی کی فکر نہ کریں۔ کیونکہ یہ کام سوائے میرے دوسری کوئی عورت کر بھی نہیں سکتی اور پھر کسی دوسرے انسان کی جان بچانے کے لیے انسان کو اپنی زندگی خطرے میں ڈالنی ہی پڑتی ہے۔"

دونوں ماں باپ چپ ہو گئے۔

کیٹی نے کہا:

"آپ یہ بتائیں کہ کیا وشالی کو آپ صرف ایک دو دن کے لیے کسی رشتے دار کے ہاں پہنچا سکتے ہیں۔ یہ رشتے دار اس بستی سے دور ہونا چاہیے۔"

وشالی کی ماں نے کہا:

"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ میری ایک بہن یہاں سے ایک دن کے فاصلے پر رہتی ہے میں وشالی کو آج ہی اس کے ہاں بھجوائے دیتی ہوں۔"

کیٹی بولی: "بس یہ کام سب سے پہلے کریں۔ وشالی کو ابھی کچھ نہ بتائیں۔ میں اب جاتی ہوں۔ شام کو پھر آؤں گی۔"

کیٹی اٹھ کر چلی گئی۔ وہ بستی سے نکل کر سیدھی سیاہ پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئی۔ بستی سے نکلتے ہی ریت پر غیبی لاش کے قدموں کے نشان دیکھے۔ یہ نشان پہلے نشانوں سے زیادہ گہرے تھے۔ کیوں کہ غیبی لاش نے ایک لڑکی کو بھی اُٹھا رکھا تھا۔ کیٹی ان نشانوں کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ یہ سیدھے سیاہ پہاڑ کی طرف جا رہے تھے۔ کیٹی نے اس وقت پہاڑ کے معبد کی طرف جانا مناسب نہ سمجھا اور واپس بستی میں آ گئی۔ کچھ دیر تک تو وہ بستی کے بازاروں میں گھومتی رہی۔ جگہ جگہ لوگ بستی کی لڑکی کو جنّ کے اٹھا لے جانے پر چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ یہ انتہائی توہم پرست اور کمزور عقیدے کے لوگ تھے۔ ہر کوئی جنّ کے نام سے سہما ہوا تھا۔ کئی ایک تو کہہ رہے تھے کہ ہم نے اپنی بچیّوں کو دوسری جگہ پہنچانے کا بندوبست کر لیا ہے۔

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی ایک مندر میں آ گئی۔ یہاں کئی مرد اور عورتیں دیوی دیوتاؤں کی مورتیوں کے آگے بھجن گا رہی تھیں اور بستی کو جنّ کی مصیبت سے بچانے کے لیے دعائیں مانگ رہی تھیں۔ کیٹی کے پاس اور کوئی جگہ نہیں تھی جہاں وہ دن گذار سکے۔ چنانچہ وہ اس مندر میں داخل ہو کر ایک جگہ دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔

دوپہر کے وقت وہاں لوگوں میں روٹیاں اور دودھ تقسیم کیا گیا۔ کیٹی کو بھی مندر کے ایک پجاری نے دودھ کا کٹورہ اور روٹی پیش کی۔ یہ پجاری بڑی گہری نگاہوں سے کیٹی کو دیکھ رہا تھا۔ کیٹی کی آنکھیں بڑی خوبصورت تھیں اور ویسے بھی وہ خلائی لڑکی تھی اور دنیا کی لڑکیوں کے مقابلے میں زیادہ دلکش رکھتی تھی۔ کیٹی منہ پھٹ لڑکی بھی تھی۔ اس نے موٹے پجاری کی توند کو انگلی سے دباتے ہوئے پوچھا:

"کیوں پجاری جی! یہ پیٹ کتنے دنوں میں موٹا ہوا ہے؟"

پجاری کھی کھی کرکے ہنستا ہوا آگے نکل گیا۔

کیٹی شام تک مندر میں بیٹھی رہی۔ جب سورج غروب ہو گیا تو وہ مندر سے نکلی اور وشالی کے گھر کی طرف چل پڑی۔ وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ وشالی کو اس کے ماں باپ نے اپنے رشتے داروں کے ہاں بھجوا دیا تھا۔

ویسے دونوں بڑے پریشان تھے اور کیٹی کی تاکید کے مطابق انہوں نے اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کیا تھا۔ کیٹی کو دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی۔ وشالی کی ماں نے فوراً چوکی لا کر بچھا دی اور کیٹی کے سامنے دودھ اور بالائی رکھی۔

"بیٹی ہمیں دن بھر تمہارا انتظار رہا۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر ماں جی! میں تو کہہ گئی تھی کہ شام کو آؤں گی۔"

وشالی کا باپ کہنے لگا:

"بیٹی! پھر بھی ہمارے دل کو چین نہیں آ رہا تھا۔ وشالی کو تو ہم نے تمہارے جانے کے بعد ہی اپنے ایک رشتے دار کے ساتھ یہاں سے روانہ کر دیا تھا۔ اب ہمیں تمہاری فکر لگی ہوئی ہے کہیں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے بیٹی۔"

وشالی کی ماں بھی فکر مند ہو کر بولی:

"بیٹی! کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ جنّ میری بیٹی وشالی کو نہ پا کر شور مچا دے اور پھر اسے اغوا کرنے میرے رشتے داروں کے گھر پہنچ جائے؟"

اس خیال سے وشالی کا باپ بھی کافی پریشان تھا۔

by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے کہا:

"اس کی آپ فکر نہ کریں۔ یہ جو غیبی جن ہے۔ یہ بستی کی کنواری لڑکیوں کی شکلوں سے واقف نہیں ہے۔ وہ صرف رات کو بالوں کی ٹوپی بنا کر سونے کی نشانی پر کنواری لڑکیوں کے بستروں کی طرف آتا ہے۔ اور میرے ساتھ جو ہو گا اس کی بھی آپ فکر مت کریں۔ میں سب کچھ سنبھال لوں گی۔"

ماں نے کہا:

"بیٹی! اس جن سے ہمیں تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے وہ ہمیں تو جان سے نہیں مار ڈالے گا؟"

کیٹی نے کافی دیر تک انہیں سمجھایا۔ تب کہیں جا کر دونوں کی تسلی ہوئی اور انہوں نے کیٹی کے آگے کھانا رکھا۔ کیٹی نے تھوڑا سا کھانا کھایا۔ گرم پانی سے غسل کر کے دوسرے کپڑے پہنے اور وشالی کی ماں نے خاص طور پر کیٹی کے بال کنواری لڑکیوں کی طرح بنا کر اسے ٹوپی کی شکل میں کیٹی کے سر کے گرد باندھ دیا۔ پھر اسے خاص قسم کا عطر لگایا جو کہ غیر شادی شدہ لڑکیاں ہی وہاں لگایا کرتی تھیں۔

کیٹی اوپر سے بڑے خوش گوار موڈ میں باتیں کر رہی تھی مگر اندر سے اسے بھی خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ نہ جانے غیبی لاش اس کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ ظاہر ہے غیبی لاش کیٹی کو نہیں جانتی تھی اور اسے یقین تھا کہ غیبی لاش بستی کی کنواری لڑکیوں کو بھی شکل سے نہیں پہچانتی۔ اور وہ صرف بالوں کی بناوٹ کی نشانی پر ہی کنواری لڑکی کو اٹھانے آتی ہے۔ اس کا ذکر شیطانی سیاہ پوش لیڈر غیبی لاش سے اپنی گفتگو کے دوران کر بھی چکا تھا۔ اسی لیے کیٹی خود کو شکار بنانے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔ تاہم کیٹی کو ایک بات کا حوصلہ تھا کہ غیبی لاش اس کا گلا بھی دبانے کی کوشش کرے گی تب بھی وہ مر نہیں سکے گی۔ ہاں اگر اسے آگ میں ڈال دیا گیا تو وہ مر سکتی ہے۔ مگر کیٹی اتنی آسانی سے آگ میں گرنے والی شے نہیں تھی۔

وشالی گھر کی چھت پر اکیلی سوتی تھی۔ رات کو جب اندھیرا چھانے لگا اور بستی کے گھروں میں ایک ایک کر کے چراغ گل ہوتے گئے تو وشالی کی ماں نے اپنی بیٹی وشالی کا بستر چھت پر لگا دیا۔ کیٹی کو وشالی ہی کے کپڑے پہنا دیئے گئے تھے۔ اسی کی چادر کیٹی نے اوڑھ رکھی تھی۔

by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ چھت پر جا کر بستر پر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر تک وشالی کی ماں اس سے باتیں کرتی رہی۔ اور وہ اسے بار بار یہی کہہ رہی تھی کہ جنّ کو کہنا کہ ہمارے گھر پر کوئی آفت نازل نہ کرے۔ کیٹ الٹا وشالی کی ماں کی ڈھارس بندھا رہی تھی۔ حالانکہ وہ خود موت کے منہ میں جا رہی تھی۔

اس کے بعد وشالی کی ماں چلی گئی۔ کیٹ بستر پر لیٹ گئی۔ اس نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے بالوں کی ٹوپی سی بنی ہوئی تھی جس طرح کہ اس زمانے کی کنواری لڑکیاں رات کو سوتے وقت اپنے بال بنایا کرتی تھیں۔ کیٹ کا دل یہ سوچ کر کچھ بوجھل سا ہو رہا تھا کہ غیبی لاش جب اسے اُٹھا کر شیطانی لیڈر کی خفیہ کمین گاہ میں لے جائے گی تو وہاں اس کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ پھر اسے پہلی رات اغوا ہونے والی کنواری لڑکی غنسکا کا خیال آنے لگا کہ وہ کس حالت میں ہوگی۔ بہرحال کیٹ کو اپنی جان کی بازی لگا کر ہی بستی کی کنواری لڑکیوں کو شیطانی سیاہ پوش کے ناپاک عزائم سے بچانا تھا۔ وہ ستاروں کو دیکھنے لگی۔ اسے خیال آیا کہ ان ہی میں ایک سیارہ اس کا اپنا وطن ہے۔ کاش! وہ کبھی اپنے سیارے پر جا کر امن سکون سے آباد ہو سکتی۔ مگر اس کے سیارے کی مخلوق تو اس

کی جان کی دشمن بن چکی تھی۔ کیٹ کو اب عنبر کا خیال آنے لگا۔ نہ جانے اس کی گمشدگی کے بعد عنبر پر کیا گذری ہو گی۔ وہ کس عالم میں ہو گا؟ اسے کہاں کہاں تلاش کرتا ہو گا۔ پھر اسے ناگ ماریا اور تھیوسانگ کی یاد ستانے لگی۔ ان لوگوں سے بچھڑے ایک مدت گذر گئی تھی۔ ان میں سے کسی ایک دوست کی اسے کبھی خوشبو بھی نہیں آئی تھی۔ کیٹ نے دل میں عنبر ناگ ماریا کے لیے کی اور آنکھیں بند کر لیں۔

رات آہستہ آہستہ گذرتی جا رہی تھی۔ بستی پر خاموشی گہری ہو رہی تھی۔ بستی میں چوکیدار کی موت پر بھی لوگ بڑے پریشان تھے۔ دوسرا کوئی چوکیدار آج کی رات نہیں آیا تھا۔ کسی چوکیدار کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ وقت گذرتا جا رہا تھا۔ رات کا سناٹا ہولناک شکل اختیار کر رہا تھا۔ پھر موت ایسی ڈراؤنی خاموشی سے بستی کو اپنی سیاہ چادر میں لپیٹ لیا۔ کسی طرف سے معمولی سی آہٹ کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ رات کا سناٹا جیسے سن سُنا رہا تھا۔ کیٹ جاگ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ غیبی لاش کے آنے میں اب زیادہ دیر نہیں ہے۔ رات آدھی گذر چکی تھی

by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور غیبی لاش سیاہ پہاڑ والے معبد سے اس کی طرف روانہ ہو چکی ہو گی۔ نیچے گلی میں بھی ویرانی چپ چاپ چھائی ہوئی تھی۔ کیٹی کا دل اچانک زور سے دھڑک اٹھا اسے چھت پر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔

پانچ کنواریاں، پانچ تابوت

یہ بھاری چاپ غیبی لاش کی تھی۔

کیٹی نے چادر کا پلّو پہلے ہی سے اپنے چہرے سے ہٹا رکھا تھا۔ اس نے ذرا سی آنکھ کھول کر چھت پر دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا مگر قدموں کی بوجھل چاپ آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کیٹی کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ کیٹی کو محسوس ہو رہا تھا کہ خوف کے مارے اس کی چیخ نکل جائے گی۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے خوف پر قابو پایا۔ غیبی لاش کے قدموں کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی چاپ اس کی چارپائی کے قریب آ کر رُک کیٹی نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

اسے اپنے چہرے پر بے ترتیب اکھڑے ہوئے کھرکھراتے سانس کی ٹھنڈی لہر محسوس ہوئی۔ غیبی لاش اس کے اوپر جھکی ہوئی تھی۔ پھر جونہی غیبی لاش نے اپنا کٹا پھٹا ٹھنڈا یخ ہاتھ کیٹی کے ماتھے پر رکھا تو کیٹی کے حلق سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ غیبی لاش نے اسی وقت کیٹی کے منہ پر اپنا بھاری، ٹھنڈا، کھردرا ہاتھ رکھ دیا۔ کیٹی چپ ہو گئی۔ اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ غیبی لاش نے کیٹی کو ایک جھٹکے سے اُٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور چھت پر سے ہوتی دوسری طرف سے نیچے اتر کر ویران اندھیری گلی میں آ گئی۔ حیرانی کی بات کیٹی کے لیے یہ تھی کہ غیبی لاش کے کاندھے پر آنے سے وہ خود بھی اپنے آپ کو نہ دیکھ سکتی تھی۔ اگرچہ اسے گلی کا فرش، رات کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے مکان صاف دکھائی دے رہے تھے۔

غیبی لاش کی رفتار تیز تھی اور وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی بستی کے مکانوں سے نکل کر صحرا میں آ گئی۔ اس کا رُخ سیاہ پہاڑ والا شیطانی معبد تھا۔ لاش کا جسم ٹھنڈا تھا اور یہ ٹھنڈک کیٹی کو اپنے جسم میں بھی اتر کرتی محسوس ہو رہی تھی۔ غیبی لاش نے دیکھتے دیکھتے صحرا کا ویران علاقہ عبور کر لیا۔ سامنے سیاہ پہاڑ نظر آنے لگا۔ تاریک رات میں پہاڑ بے حد ڈراؤنا لگ رہا تھا۔ کیٹی دم سادھے اپنے آپ کو بے ہوش ظاہر کیے غیبی لاش کے کاندھے پر لٹک رہی تھی۔

معبد کا دروازہ بند تھا۔ جونہی غیبی لاش اس کے نزدیک پہنچی۔ دروازہ اپنے آپ ایک چرچراہٹ کے ساتھ کھل گیا۔ لاش کیٹی کو لے کر اندر داخل ہو گئی۔ دروازہ بند ہو گیا۔ اندھیرے میں کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک تاریک اور تنگ غار میں سے گزر رہی ہے۔ یہاں اسے غیبی لاش کے خرخراتے سانس کی آواز صاف سنائی دینے لگی تھی۔ آگے غار کے موڑ پر مشعل روشن تھی۔ یہاں پتھروں میں تکونا دروازہ بنا تھا۔ غیبی لاش اس کے اندر داخل ہو گئی۔ اب کیٹی کو شیطانی لیڈر کی بھاری رعب دار آواز سنائی دی۔

"کولاش! اس کنواری لڑکی کو تخت پر ڈال دو۔"

کیٹی کو کولاش نے ایک تخت پر ڈال دیا۔ کیٹی نے ذرا سی آنکھیں کھول کر دیکھا کہ وہ ایک نیچی چھت والا نیم روشن تہہ خانہ سا تھا جس میں کہیں بھی کوئی روشندان یا کھڑکی نہیں تھی۔ دیواریں پتھر کی تھیں۔ اور سیاہ دکھائی دے رہی تھیں۔ تخت پر لیٹتے ہی کیٹی کو اپنا جسم نظر آنے لگا تھا۔ غیبی لاش کیٹی کو بالکل نظر نہیں آ رہی تھی۔ سامنے تہہ خانے کے تکونے دروازے کے قریب دیوار کے ساتھ شیطانی سیاہ پوش لیڈر اپنے ساتھی کے پاس کھڑا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں غیبی لاش کی دی ہوئی انگوٹھی کا نگینہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشعل کی روشنی میں چمک رہا تھا۔

شیطانی سیاہ پوش بولا:

"مُردہ کو لاش! اس انگوٹھی کی مدد سے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے سوا تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ تم بستی کی دو کنواری لڑکیوں کو اغوا کر چکے ہو۔ ابھی تمہیں تین مزید لڑکیاں اغوا کر کے یہاں لانی ہیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔؟"

غیبی لاش کی خرخراہٹ نما آواز بلند ہوئی:

"معلوم ہے۔ میں تمہارے عمل کا پابند ہوں۔"

شیطانی لیڈر بولا:

"اب تم واپس اپنی قبر میں چلے جاؤ اور کل رات تیسری کنواری لڑکی کو اغوا کر کے یہاں لے آنا۔ میں تمہارا معبد کی سرنگ میں انتظار کروں گا۔"

کیٹی چپ چاپ تخت پر سیدھی بیٹھی تھی۔ وہ اپنے آپ کو بے ہوش ظاہر کئے ہوئے تھی۔ اس کو غیبی لاش کے بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی۔ شیطانی لیڈر دروازے کے پاس کھڑا تھا۔ چونکہ وہ غیبی لاش کو دیکھ رہا تھا۔ اس لیے اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر ایک طرف ہٹ گیا۔ غیبی لاش تہہ خانے سے نکل کر باہر سرنگ میں چلی گئی۔ پھر اس کے قدموں کی آواز غائب ہو گئی۔

شیطانی لیڈر اب کیٹی کے پاس آیا اور اسے جھک کر دیکھنے لگا۔ پھر اپنے ساتھی سے بولا:

"شمعون! یہ لڑکی پہلی لڑکی سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اسے خصوصی پوجا اور قربانی کے لیے رکھا جائیگا!"

سیاہ پوش شمعون نے کہا:

"آقا! کیا اسے اپنے دیوتا شیطان کی مورتی کے قدموں میں نہ لے جاؤں؟ دیوتا اسے دیکھ کر خوش ہو گا۔"

سیاہ پوش لیڈر بولا:

"نہیں ابھی نہیں۔ جس روز اس کا خون نکالا جائے گا اسی روز اپنے آقا شیطان کی مورتی کے پاس لے جائیں گے۔ ابھی اسے سرنگ کی آخری کوٹھڑی میں بند کر دو۔"

شمعون نے کہا:

"آقا! یہ ابھی تک بے ہوش ہے۔"

سیاہ پوش لیڈر بولا:

"صبح تک اسے ہوش آ جائے گا۔"

سیاہ پوش شمعون نے اسی وقت تالی بجائی۔ چار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ پوش اندر آ گئے۔ انہوں نے کیٹی کو اٹھایا اور سرنگ میں سے ہو کر کونے والی کوٹھڑی میں لے آئے۔ یہاں فرش پر پتھروں کا ایک چبوترہ بنا تھا۔ چبوترے پر قالین کا ایک ٹکڑا بچھا تھا۔ چبوترے کے سرہانے کی طرف ایک موم بتی روشن تھی۔ کیٹی تھوڑی سی آنکھ کھول کر یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

سیاہ پوش آدمیوں نے کیٹی کو اس چبوترے پر لٹا دیا شمعون پیچھے کھڑا تھا۔ اس نے حکم دیا:

"اس کو یہیں رہنے دو۔ چلو واپس۔"

تمام سیاہ پوش چپ چاپ سر جھکائے باہر نکل گئے۔ کوٹھڑی کا دروازہ بند کر کے باہر کھٹکا لگا دیا گیا۔ ان کے جاتے ہی کیٹی نے آنکھیں کھول دیں اور قالین پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کوٹھڑی بہت چھوٹی سی تھی۔ کسی جانب سے اندر تازہ ہوا آ رہی تھی مگر پتہ نہیں چل رہا تھا کہ یہ ہوا کہاں سے آ رہی ہے۔ کیٹی کو یہ بھی احساس تھا کہ ہو سکتا ہے کسی خفیہ جگہ سے کوئی سیاہ پوش اس کی حرکات کا جائزہ لے رہا ہو۔ اس لیے وہ یوں ظاہر کرنے لگی جیسے ایک اجنبی جگہ پر آ جانے سے سخت پریشان ہے۔

لیکن حقیقت میں وہ گہری نگاہوں سے ایک ایک چیز کا جائزہ لے رہی تھی۔ اس نے سیاہ پوش لیڈر کی زبان سے یہ بھی سن لیا تھا کہ اسے خاص طور پر شیطان کی مورتی کے حضور قربان کرنے کے لیے رکھا گیا تھا اور اس کا خون بھی نکالا جانے والا تھا۔ کیٹی کا خون سرخ نہیں تھا۔ چوں کہ وہ خلائی مخلوق تھی اور اس کے خون میں تانبے کے عنصر کی آمیزش زیادہ تھی۔ اس لیے اس کے خون کا رنگ نیلا تھا۔ مگر خون نکالنے کی گھڑی آنے سے پہلے ہی کیٹی اپنے مشن کو مکمل کر دینا چاہتی تھی۔ اس کا مشن اس شیطانی ٹولے کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنا اور دوسری کنواری لڑکی عتیکا کو حفاظت سے یہاں سے نکال کر واپس لے جانا تھا۔ اس مشن کو کامیاب بنانے کے لیے بڑی عقلمندی اور حکمتِ عملی کی ضرورت تھی۔ کیونکہ اس میں کنواری لڑکی عتیکا کی جان کا بھی خطرہ تھا۔ کیٹی کو ابھی تک یہ بھی علم نہیں ہو سکا تھا کہ عتیکا کس جگہ پر قید ہے۔ اور اس کمین گاہ میں شیطان کے کتنے خبیث چیلے رہتے ہیں۔

کیٹی کو سرنگ میں کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ جلدی سے تخت پر سیدھی لیٹ گئی۔ دروازے کا کھٹکا باہر سے اٹھایا گیا۔ پھر دروازہ کھلا اور ایک سیاہ پوش ہاتھ میں سیاہ پیالہ تھامے اندر داخل ہوا۔ موم بتی کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روشنی میں کیٹی نے دیکھا کہ سیاہ پوش کے نقاب کے سوراخوں میں اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ کیٹی نے یوں اپنا سر ادھر اُدھر ہلایا جیسے اسے ہوش آ رہا ہے۔

سیاہ پوش نے پیالہ چبوترے پر ایک طرف رکھا اور کیٹی کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اُٹھاتے ہوئے کہا:

"اٹھو، ہوش کرو۔ یہ مشروب پی لو۔"

کیٹی نے آنکھیں کھول دیں اور مصنوعی گھبراہٹ کے ساتھ کہا:

"تم لوگ مجھے کہاں لے آئے ہو؟ میرے ماں باپ کہاں ہیں؟"

پھر بناوٹی آنسو بہاتے ہوئے بولی:

"مجھے میرے گھر پہنچا دو۔ مجھے میرے ماں باپ کے پاس لے چلو۔"

سیاہ پوش نے کیٹی کی گردن پر اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے رکھ دیئے اور انہیں ذرا زور سے دباتے ہوئے کہا:

"خبردار اگر اب کبھی اپنے ماں باپ کا نام لیا۔ وہ تمہارے لیے مرگئے ہیں۔ اب تم اسی جگہ رہو گی۔"

کیٹی نے ہاتھ جوڑ دیئے:

"بھائی! دیوتا تمہارا بھلا کریں۔ مجھے میرے گھر چھوڑ آؤ۔ میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں۔"

سیاہ پوش نے کیٹی کی گردن کچھ اور دبائی۔ کیٹی پر اگرچہ اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ پھر بھی محض ظاہر کرنے کے لیے کیٹی نے گلے سے خرخراہٹ کی آواز نکال کر کہا:

"مجھے نہ مارو۔ مجھے نہ مارو۔ تم جو کہو گے میں وہی کروں گی۔"

سیاہ پوش درندے نے اپنے ہاتھ کیٹی کی گردن سے اٹھا لیے۔ اسے چبوترے پر بٹھایا اور مشروب کا پیالہ دیتے ہوئے کہا:

"اسے پی جاؤ۔ یہ تمہارے جسم کو طاقت دے گا۔"

کیٹی کے جسم میں پہلے ہی بہت طاقت تھی۔ پھر بھی اس نے مشروب کا پیالہ تھام کر مشروب پینا شروع کر دیا۔ مشروب تیز تھا۔ کیٹی کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔ مگر اس نے کسی نہ کسی طرح یہ مشروب پی لیا۔ سیاہ پوش اپنی جگہ پر کھڑا کیٹی کو مشروب پیتے دیکھ رہا تھا۔ پیالہ خالی کر کے کیٹی نے پوچھا:

"تم لوگ کون ہو بھائی! مجھے یہاں کس لیے پکڑ لائے ہو؟"

سیاہ پوش نے خالی پیالہ اٹھاتے ہوئے سختی سے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شیطانی لیڈر جھک کر کیٹی کی انگلی کو دیکھنے لگا۔ واقعی کیٹی کی انگلی پر جہاں خنجر کا زخم لگا تھا وہاں سے نیلے خون کے قطرے نکل کر کٹوری میں ٹپک رہے تھے۔

"یہ کیا معمّہ ہے؟ اس لڑکی کا خون سرخ کیوں نہیں ہے؟ شمعون۔ اس کے پاؤں میں سے خون نکالو۔"

شمعون نے پاؤں میں خنجر کا زخم لگایا تو وہاں سے بھی نیلا خون ٹپکنے لگا۔ اب تو شیطانی لیڈر سکتے میں آ گیا۔ اس نے شیطان کی مورتی کے آگے سجدہ کیا اور بولا:

"عظیم دیوتا! یہ کیا راز ہے۔ یہ لڑکی کون ہے؟ اس خون سرخ کیوں نہیں؟"

شیطان کی مورتی بھلا کیا جواب دے سکتی تھی۔ شیطانی لیڈر نے خود ہی چلّا کر کہا:

"میرے دیوتا! تم ٹھیک کہتے ہو۔ اس لڑکی کا خون خوف کے مارے نیلا پڑ گیا ہے۔"

وہ شمعون کی طرف دیکھ کر بولا:

"شمعون! اسے تابوت میں ڈال دو۔ دو روز بعد اس کا خون سرخ ہو جائے گا۔ اس وقت اس کے خون کا نذرانہ عظیم دیوتا کے حضور پیش کیا جائے گا۔"

شمعون نے کٹوری ایک طرف رکھی۔ کیٹی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور دیوار کے ساتھ جو پانچ تابوت لگے تھے ان میں سے ایک تابوت کا ڈھکنا کھول کر کیٹی کو اس کے اندر لٹا کر اوپر سے ڈھکنا بند کر دیا۔ کیٹی کو شیطانی لیڈر کی آواز آئی:

"دوسری کنواری لڑکی اپنے تابوت میں سو رہی ہے نا؟"

"ہاں میرے آقا۔ اسے رات کو دوبارا مشروب پلا دیا گیا تھا۔"

"شاباش! اب قبرستان کی طرف چلو۔ رات ہونے والی ہے۔ ہمیں لاش کو تیسری لڑکی اغوا کرنے کے لیے بستی کی طرف بھیجنا ہے۔"

یہ شیطانی لیڈر کی آواز تھی۔ کیٹی نے تابوت کے اندر لیٹتے ہی اپنی آنکھیں کھول دی تھیں۔ دونوں شیطانی سیاہ پوشوں کے قدموں کی چاپ مورتی کی کوٹھڑی سے باہر نکل کر سرنگ میں غائب ہو گئی۔ کچھ دیر کیٹی تابوت میں خاموش لیٹی رہی۔ نیلے خون کا معاملہ اپنے آپ ختم ہو گیا تھا۔ اگر شیطان کی مورتی میں جان ہوتی تو وہ اپنے چیلے کو ضرور بتا دیتی کہ کیٹی خلائی مخلوق ہے۔ مگر کبھی مورتیاں بھی بولا کرتی ہیں بھلا؟ یہ سب کچھ بُرا انسان ہی اپنے خبیث ارادوں کو پکارتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ انسان کو اپنے ذہن میں بُرے خیال کو کبھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھول کر بھی نہیں لانا چاہیئے۔ کیوں کہ ایک بار کوئی بُرا خیال انسان کے ذہن میں گھس آئے تو وہ وہیں اپنا گھر بنا لیتا ہے اور اس کو بھی بُرا بنا دیتا ہے۔ انسان کو ہمیشہ بُرے خیالات سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ جب کبھی کوئی بُرا خیال آئے اسے فوراً لاحول ولا قوۃ پڑھ کر ذہن سے بھگا دینا چاہیے
شیطان کی مورتی بھی اس شیطانی لیڈر کے بُرے ارادوں کا مجسمہ تھا۔ یہ خیال شیطانی لیڈر کے اپنے ارادوں نے اسے سمجھایا تھا کہ کیٹی کا خون خوف کے مارے نیلا پڑ گیا ہے۔ شیطان کی مورتی کیسے بول سکتی تھی؟ مورتیاں اور بُت کبھی نہیں بولا کرتے۔ اسی لیے اسلام نے بُت پرستی کو کُفر قرار دیا ہے۔

کیٹی کو ایک خوش خبری ضرور مل گئی تھی کہ اس سے پہلے اغوا ہونے والی کنواری لڑکی عتیقہ بھی اسی کوٹھڑی میں رکھے کسی تابوت میں بند تھی۔ اگرچہ وہ نیند والی دوا کے اثر میں تھی۔ کیٹی اس سے بات کرنا اور اسے تسلّی دینا چاہتی تھی۔ اس نے کان لگا کر سنا۔ باہر کسی کے قدموں یا کسی کے بولنے کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ کیٹی نے ہاتھ اوپر اٹھا کر تابوت کے ڈھکنے کو آہستہ سے اُوپر کی طرف دھکیلا۔ تابوت کا ڈھکنا ذرا سا چرچرایا اور پھر کھل گیا۔ کیٹی

تابوت سے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی قدرتی طور پر اس کی نگاہ قربان گاہ کی کوٹھڑی کے دروازے کی طرف گئی۔ دروازہ بند تھا۔ پھر بھی کیٹی اپنے اطمینان کے لیے دروازے کے پاس آئی۔ اس کی درزیں سے جھانک کر باہر سُرنگ میں دیکھا۔ سُرنگ کے کونے میں جو مشعل جل رہی تھی اس کی دھندلی روشنی میں سرنگ خالی پڑی دکھائی دے رہی تھی۔

کیٹی واپس مڑی تو اس کی نگاہ شیطان کی مورتی پر پڑی۔ مورتی کے چہرے پر سیاہ نقاب پڑا تھا۔ اس کے دونوں بازو باہر نکلے ہوئے تھے۔ یہ سیاہ پتھر کے بازو تھے۔ قدموں کے درمیان موم بتی روشن تھی۔ ایک ہاتھ میں چکّر تھا اور دوسرے ہاتھ میں خنجر۔ کیٹی نے اپنی انگلی کے زخم کو دیکھا۔ زخم اپنے آپ مل گیا تھا۔ کیٹی لپک کر تابوتوں کے پاس گئی۔ اس کے پاس وقت نہیں تھا۔ کسی بھی وقت کوئی اندر داخل ہو سکتا تھا۔ کیٹی نے اپنے تابوت کے ساتھ والے تابوت کو اُوپر سے آہستہ سے بجایا۔ اندر سے آواز کھوکھلی نہیں تھی۔

کیٹی نے تابوت کا ڈھکنا اُٹھا دیا۔ کیا دیکھتی ہے کہ تابوت میں ایک نوجوان گورے رنگ کی لڑکی بالکل سیدھی لیٹی گردن ایک طرف کیے سو رہی ہے۔ تابوت کے پہلو میں ہوا کے لیے چھوٹے چھوٹے سوراخ بنے تھے۔ یہ بستی کی پہلی اغوا ہونے والی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کنواری لڑکی عنبکا تھی۔ کیٹی نے عنبکا کو آہستہ سے ہلایا اور اس کے کانوں کے قریب منہ لے جا کر کہا:

"عنبکا! جاگو میں تمہاری بہن ہوں۔ جاگو عنبکا۔"

مگر عنبکا کو خواب آور دوائی پلائی گئی تھی۔ وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ کیٹی نے ایک پرانا نسخہ اس پر آزمایا۔ اس نے اپنا منہ عنبکا کے منہ پر رکھ کر زور سے اس کے پھیپھڑوں میں پھونک ماری۔ عنبکا کھانسی اور اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اپنے اوپر ایک اجنبی لڑکی کو جھکے ہوئے دیکھ کر سہمی ہوئی آواز میں بولی:

"مجھے مارنا مت۔ مجھے مارنا مت۔ میری ماں مر جائے گی"

کیٹی نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا اور بولی:

"عنبکا! میں تمہیں یہاں سے نکالنے آئی ہوں فکر مت کرو۔ بس اطمینان سے لیٹی رہو۔ میں یہاں سے فرار ہونے کی کوئی ترکیب سوچ رہی ہوں"۔

عنبکا پھٹی پھٹی نگاہوں سے کیٹی کو تک رہی تھی:

"تم۔ تم کون ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"یہ شیطان کے چیلے تمہاری طرح مجھے بھی یہاں اغوا کر کے لے آئے ہیں۔ مگر میں تمہاری طرح کمزور لڑکی نہیں ہوں۔ میں بہادر لڑکی ہوں۔ اس لیے یہاں سے بھاگنے کی ترکیب سوچ رہی ہوں"۔

عنبکا بولی: "تمہارا نام کیا ہے"؟

"میرا نام کیٹی ہے۔ تمہارا نام معلوم ہے۔ میں اس بستی کی نہیں ہوں۔ یہ لوگ مجھے دوسرے گاؤں سے اغوا کر کے لائے ہیں"۔

عنبکا نے آنسو بہاتے ہوئے کہا:

"یہ مجھے کیوں پکڑ لائے ہیں؟ میری ماں غم سے مر جائے گی۔ یہ مجھے قتل تو نہیں کریں گے"۔

کیٹی نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا:

"عنبکا! اگر تم نے یوں حوصلہ ہار دیا تو یہاں سے فرار نہ ہو سکو گی۔ میں تمہیں کہہ رہی ہوں کہ ہمت کرو۔ حوصلہ رکھو۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا"۔

سرنگ میں قدموں کی آواز آئی۔

کیٹی نے کہا:

"کوئی آ رہا ہے۔ میں اپنے تابوت میں جاتی ہوں اب تم یہی ظاہر کرنا کہ تم سو رہی ہو"۔

یہ کہہ کر کیٹی جلدی سے اپنے تابوت میں آ کر لیٹ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قدموں کی آواز موتی والی کوٹھڑی کے باہر آکر رُک گئی۔ پھر دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ قدموں کی آواز تابوت کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پھر کیتھی کو شیطانی لیڈر کی آواز سنائی دی:

"اسے تابوت سے نکالو۔"

تابوت کا ڈھکنا اُٹھا دیا گیا۔ شمعون نے کیتھی کو تابوت میں سے نکال کر ایک بار پھر اپنے کاندھے پر ڈالا اور شیطانی لیڈر کے ساتھ ساتھ چلتا کوٹھڑی سے باہر سرنگ میں آکر ایک طرف چلنے لگا۔ کیتھی کو کچھ خبر نہیں تھی کہ اسے یہ لوگ کہاں لیے جا رہے ہیں۔ سرنگ آگے جا کر ایک طرف کو گھوم گئی۔ یہاں تھوڑی سی ڈھلان آتی تھی۔ جہاں ڈھلان ختم ہوئی وہاں ایک لوہے کے جنگلے والا دروازہ لگا تھا۔ شیطانی لیڈر نے دروازہ کھول دیا۔ کیتھی کو وہاں دوسری کوٹھڑی میں لکڑی کے ایک تخت پر لا کر ڈال دیا گیا۔

شیطانی لیڈر نے اپنے ساتھی سے کہا:

"اگر کل صبح اس کے خون کا رنگ سرخ نہ ہوا تو ہم شیطان دیوتا کے آگے اس کی قربانی پیش نہیں کر سکیں گے۔ یہ لڑکی ہمارے لیے بے کار ہو گی۔ اسے ہم واپس اس کے گھر بھی نہیں پہنچا سکتے۔ اس لیے کل تک انتظار کرتے ہیں۔ اگر اس کے دل سے خوف دُور ہو گیا اور اس کے خون کا رنگ دوبارا سرخ ہو گیا تو اسے قربانی کے لیے واپس تابوت میں پہنچا دیں گے۔"

شمعون نے کہا:

"اور اگر اس کے خون کا رنگ نیلا ہی رہا تو؟"

شیطانی لیڈر بولا:

"تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ بیمار لڑکی ہے اسے قبرستان میں لے جا کر زندہ زمین کے اندر دفن کر دیں گے تاکہ ہمارا راز اس کے سینے میں اس کے ساتھ ہی دفن ہو جائے۔"

کیتھی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ کیتھی کو وہاں لٹا کر دونوں واپس چلے گئے۔ جاتے ہوئے وہ لوہے کے جنگلے والے دروازے کے باہر تالا لگانا نہیں بھولے تھے۔ کیتھی کے لیے نازک وقت آ گیا تھا۔ اگر وہ کل تک کسی منصوبے پر عمل نہیں کرتی تو پرسوں یہ لوگ اسے اُٹھا کر قبرستان میں دفن کر دیں گے۔ دفن ہو جانے سے کیتھی کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا تھا۔ مگر یہ بہت بڑا نقصان تھا کہ وہ اس شیطانی کمین گاہ سے باہر ہو جائے گی اور اسے اندر آنے کے لیے ایک بار پھر جدوجہد کرنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑے گی۔ اس کا ذہن تیزی سے سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ تعجب کی بات ہے کہ اس کے ذہن میں کوئی ترکیب نہیں آ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ آج رات غیبی لاش بستی کی تیسری کنواری لڑکی کو بھی اغوا کر کے لے آئے گی اور اسے تیسرے تابوت میں بند کر دیا جائے گا۔ یہ لوگ ان بدنصیب لڑکیوں کو ایسا تیز خواب آور مشروب پلا دیتے تھے کہ جس سے ان کے جسموں کی طاقت بھی بحال رہتی تھی اور انہیں گہری نیند بھی آ جاتی تھی۔ اگر کیٹی، عتیکا کے منہ پر منہ رکھ کر اس کے پھیپھڑوں میں ہوا نہ دیتی تو اسے ہوش نہیں آ سکتی تھی۔ کیٹی کو یقین تھا کہ عتیکا اب پھر دوائی کے زیر اثر سو گئی ہو گی۔

باہر سرنگ کے سیاہ پتھریلے فرش پر کونے میں جلنے والی مشعل کی دھیمی دھیمی روشنی آ رہی تھی۔ کیٹی کچھ دیر لیٹی رہی پھر تخت پر اُٹھ بیٹھی اور لوہے کے جنگلے کے باہر دیکھتے ہوئے غور کرنے لگی کہ اسے کون سی ترکیب پر عمل کرتے ہوئے ان لڑکیوں کو یہاں سے باہر لے جانا چاہیے۔ کیٹی کو ابھی تک یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ یہاں جو شیطانی چیلے رہتے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے۔ اور ان کے یہاں خفیہ راستہ کون سا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ خبردار ہو جانے پر کسی خفیہ راستے سے فرار بھی ہو سکتے تھے۔ اور کیٹی نہیں چاہتی تھی کہ یہ فرار ہو جائیں کیونکہ یہ پھر کسی دوسرے ملک میں جا کر معصوم لڑکیوں کے خون سے ہولی کھیل سکتے تھے۔

کیٹی دیر تک اُدھیڑ بن میں مصروف رہی۔ جانے رات کا کیا بجا ہو گا کہ کوئی جنگلے کی طرف آیا۔ کیٹی جلدی سے تخت پر سیدھی لیٹ گئی۔ اندھیرے میں وہ آدھی آنکھ کھولے دیکھ رہی تھی۔ دو سیاہ پوش اندر آئے۔ ایک کے ہاتھ میں سیاہ چادر تھی۔

دوسرے نے کہا:

"اسے لڑکی کے اوپر ڈال دو اور شمعون نے حکم دیا ہے کہ اسے نیند کی دوائی کا ایک پیالہ لا کر پلایا جائے۔"

سیاہ پوش نے کیٹی کے جسم پر سیاہ چادر ڈال دی دونوں باہر نکل گئے۔ کیٹی ابھی چادر منہ پر سے اُٹھا کر جھانکنے کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ اسے بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔ کسی نے اس کے چہرے پر سے کپڑا ہٹا دیا۔ وہاں اندھیرا تھا۔ کیٹی نے تھوڑی سی آنکھیں کھول کر دیکھا کہ کوئی سیاہ پوش شیطانی چیلا ہاتھ میں خواب آور مشروب کا پیالہ لیے کھڑا ہے سیاہ پوش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لبادہ اتار دیا۔ اس کے کالے دستانے بھی اُتار لیے۔ نیچے سے وہ ایک انتہائی بدشکل سیاہ فام حبشی نکل آیا تھا۔ کیٹی نے اسے گھسیٹ کر چبوترے پر اپنی جگہ لٹا کر اس کے دستانے پہن کر اس کا کالا لبادہ اوڑھ کر سر پر نقاب بھی ڈال لیا۔ پھر سیاہ پوش شیطان کی گردن کی ایک خاص رگ کو انگلی سے اتنا دبایا کہ انگلی گردن میں دھنس گئی۔ بے ہوش سیاہ پوش نے گہرا سانس کھینچا اور گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ کیٹی کو یقین تھا کہ اب وہ کم از کم دو دن سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا۔

اس کام سے فارغ ہو کر کیٹی نے مشروب کا خالی پیالہ اٹھا لیا اور دروازے کی طرف بڑھی۔ وہ سر سے پاؤں تک سیاہ پوش شیطان بن گئی تھی۔ لوہے کے دروازے کو باہر سے بند کر کے کیٹی نے تالا لگایا۔ اس کی چابی دیوار میں ایک طرف بنی ہوئی جگہ میں رکھی اور سرنگ میں دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ اس کے پاس وہ رات اور دوسرا دن تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ کل شام تک اس کی کوٹھڑی میں کوئی نہیں آئے گا اور اس کے بارے میں شیطان لیڈر پوچھے گا بھی نہیں۔

سرنگ دور تک خالی تھی۔

کیٹی شیطان کی مورتی والی کوٹھڑی کے قریب سے گزری تو اسے تابوت کا خیال آ گیا۔ وہ اس خیال سے اندر چلی گئی کہ دیکھے تیسری لڑکی اغوا ہو کر آ گئی ہے کہ نہیں؟ اندر دوسرے تابوت میں عنبکا پھر سے بے ہوش ہو چکی تھی۔ اس پر خواب آور دوائی کا دوبارا اثر ہو گیا تھا۔ تیسرا تابوت ساتھ ہی پڑا تھا۔ کیٹی نے اس کا ڈھکنا کھولا تو چونک اٹھی۔ اس تابوت میں ایک خوبصورت دبلی پتلی سانولی سی لڑکی بے ہوش پڑی تھی۔ بدبخت شیطانی لیڈر نے غیبی لاش کے ذریعے تیسری لڑکی کو بھی اغوا کر کے تابوت میں بند کر دیا تھا۔ سرنگ میں کسی کے چلنے کی آواز آئی۔ کوئی کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔

کیٹی تیزی سے دروازے کی طرف گھومی۔ ایک سیاہ پوش کمرے میں داخل ہو کر بولا:

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ یہ دوائی پلا دی اسے؟"

کیٹی نے آدمی کی آواز بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

"ہاں پلا دی ہے۔"

"تمہاری آواز کو کیا ہو گیا ہے؟" سیاہ پوش نے سوال کیا۔

کیٹی نے کھانستے ہوئے کہا:

"میں۔ وہ گلا خراب۔ وہ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی کی آواز زنانہ ہو رہی تھی۔ سیاہ پوش نے لپک کر کیٹی کی کلائی پکڑ کر جھنجھوڑا:

"کون ہو تم؟"

اس سے پہلے کہ وہ شور مچا کر دوسرے شیطانوں کو وہاں بلاتا۔ کیٹی نے اس کی گردن پر ٹھوڑی کے عین نیچے ایک ایسا زور دار الٹا ہاتھ مارا کہ اس کی کنٹھ کی ہڈی اس کی گردن میں دھنستی ہوئی پیچھے کی طرف سے نکل گئی۔ اس کے زندہ رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ دھڑام سے فرش پر پیچھے کو گرا۔ کیٹی اسے تیزی سے گھسیٹ کر پانچویں خالی تابوت کے پاس لے گئی۔ تابوت کا ڈھکنا کھولا۔ سیاہ پوش کی لاش کو اس کے اندر رکھا اور تابوت کا ڈھکنا بند کر کے کوٹھڑی سے باہر نکل آئی۔ آگے سرنگ کی معمولی سی چڑھائی تھی۔ اس کے بعد پھر سرنگ ہموار ہو گئی تھی۔ کیٹی کو معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا نکلے گی۔ مگر وہ اس ارادے سے چلی جا رہی تھی کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

آگے جا کر سرنگ کے دو راستے ہو گئے۔ ایک داہنی جانب کو جا رہا تھا اور دوسری بائیں جانب وہ زینہ تھا جس کو چڑھ کر شیطانی معبد کا بڑا دروازہ آ جاتا تھا۔ کیٹی ابھی

باہر نکلنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ سرنگ کی داہنی جانب آگے بڑھی۔ چند قدم چلنے کے بعد اسے ایک تہہ خانے کے اوپر بنے ہوئے تکونے سوراخ میں روشنی باہر آتی نظر آئی۔ قریب پہنچی تو اندر سے دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ دروازہ بند تھا۔ کیٹی نے کان لگا کر سنا۔ یہ شیطانی لیڈر کی آواز تھی۔ وہ کہہ رہا تھا:

"اب ہمیں ایک دوسری عورت کی لاش کی ضرورت ہے۔ اسی قبرستان میں جہاں کولاش کی قبر ہے اس سے دس قبریں چھوڑ کر دو سو برس پرانی ایک کنیز کی لاش بھی دفن ہے۔ تم اس لاش کی قبر پہ جا کر یہ راکھ جو میں تمہیں دے رہا ہوں چھڑک کر سات بار سامری شیطان، شیطان سامری پڑھ کر پھونکو۔ عورت کی لاش قبر سے باہر آ کر تم سے ہمکلام ہو گی۔ وہ تمہاری مطیع ہو چکی ہو گی۔ تم اسے ساتھ لے کر یہاں آ جاؤ۔ اس کے بعد میرا کام شروع ہو گا۔"

دوسرے سیاہ پوش نے پوچھا:

"میرے آقا! آپ کا حکم سر آنکھوں پر مگر میں نے آپ ہی کی زبانی سن رکھا ہے کہ ایسی لاش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کسی کو نظر نہیں آیا کرتی۔ پھر میں اس عورت کی لاش کو کیسے دیکھوں گا۔ کیونکہ وہ قبر سے نکلنے کے بعد دنیا کی فضا میں آتے ہی غائب ہو جائے گی۔"

یہ شمعون کی آواز تھی۔

شیطانی لیڈر نے کہا:

"میں تمہیں غیبی لاش کی انگوٹھی دیتا ہوں اسے اپنی انگلی میں پہن لو۔ پھر تم لاش کو دیکھ سکو گے۔ تمہیں یہ کام ہوشیاری سے کرنا ہو گا۔ آخر کل تم ہی نے میری گدّی سنبھالنی ہے۔"

شمعون کی آواز آئی:

"آپ بے فکر رہیں میرے آقا۔ عورت کی لاش ابھی آپ کی خدمت میں حاضر کرتا ہوں۔"

ایک خیال اچانک کیٹی کے ذہن میں چمکا۔ وہ تیزی سے پیچھے ہٹی اور پھر لمبے لمبے قدم اُٹھاتی زینے پر آگئی۔ زینہ چڑھ کر اوپر والی سرنگ میں آئی۔ سامنے معبد کا دروازہ تھا جو بند تھا۔ کیٹی دروازے کو توڑنا نہیں چاہتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ شمعون ابھی اِدھر آ رہا ہے اور وہ دروازہ کھول کر باہر جائے گا۔ چنانچہ کیٹی ایک طرف

ہٹ کر اندھیرے میں چھپ گئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد اسے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ شمعون سیاہ لبادے میں چلا آ رہا تھا۔ کیٹی دیوار کے ساتھ اندھیرے میں سانس روکے کھڑی تھی۔ شمعون نے بند دروازے کی ایک جانب دیوار میں ہاتھ ڈال کر کسی زنجیر کو زور سے نیچے کھینچا۔ دروازہ ہلکی سی آواز کے ساتھ اپنے آپ کھل گیا۔

کیٹی کا خیال تھا کہ دروازے کے کھلتے ہی باہر سے دن کی روشنی کا سیلاب اندر آ جائے گا۔ مگر باہر تو رات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ شمعون تیزی سے باہر نکل گیا۔ معبد کا دروازہ آہستہ آہستہ بند ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد کیٹی نے دیوار میں ٹٹول کر زنجیر ڈھونڈ نکالی اور اسے زور سے نیچے کھینچ دیا۔ دروازہ ہلکی سی آواز کے ساتھ دوبارا کھل گیا۔ کیٹی چھلانگ لگا کر دروازے سے باہر نکل آئی اور اندھیرے میں اس نے قبرستان کی طرف چلنا شروع کیا۔

وہ تیز تیز چل رہی تھی۔ سنگ ریزوں کے میدان میں سے گذرنے کے بعد سامنے ریتلا میدان شروع ہو گیا۔ اس کے پار پرانا قبرستان تھا۔ ریتلے میدان میں آتے ہی کیٹی نے دُور شمعون کو جاتے دیکھا۔ وہ قبرستان کی طرف جا رہا تھا۔ کیٹی کے قدموں کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ کیونکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ضرورت ہی نہیں تھی اور اگر وہ غلطی سے حملہ کر بیٹھتی تو اس نیک انسان کے فرشتے اس کی ضرور مدد کرتے اور کیٹی کو شکست اٹھانی پڑتی۔ مگر شمعون شیطان کا چیلا اور خود بھی گناہوں میں گرا ہوا شخص تھا اس لیے اس کے اندر حوصلہ اور ہمت ختم ہو چکی تھی اور نیکی کے فرشتے بھی اس کا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ چنانچہ وہ بڑی آسانی سے کیٹی کا شکار ہو گیا۔

کیٹی نے اس کے جسم پر سے سیاہ لبادہ اُتار پھینکا شمعون بھی نیچے سے سیاہ کالا بھجنگ آدمی نکلا۔ کیٹی نے سب سے پہلے اس کی انگلی سے غیبی لاش کی دی ہوئی انگوٹھی اتار کر اپنی انگلی میں پہنی۔ پھر اس کی جیبوں کو ٹٹول کر ایک سیاہ رنگ کی گول ڈبیا نکالی۔ اس کو کھولا تو اس میں زرد رنگ کا وہ سفوف تھا جس کو عورت کی قبر پر چھڑک کر تین بار شیطان سامری، سامری شیطان پڑھ کر پھونک مارتی تھی۔ گویا یہ مُردہ لاشوں کو اپنے قبضے میں کرنے کا عمل تھا۔ کیٹی کو اس عمل کی سخت ضرورت تھی۔ اسی لیے وہ شمعون کا پیچھا کرتی یہاں آئی تھی۔

کیٹی شمعون کی لاش کو ڈیوڑھی میں سے گھسیٹ کر باہر لے گئی۔ ریتلی زمین میں ایک جگہ گڑھا بنا ہوا تھا۔ لاش کو اس

میں پھینک کر کیٹی نے اُوپر ریت ڈال دی اور واپس قبرستان میں اس قبر کے پاس آ گئی جس میں غیبی رہتی تھی۔ کیٹی نے اس قبر کو بھی دیکھا جس کے اندر دو سو برس پرانی کسی کنیز کی لاش تھی۔ مگر کیٹی اس کنیز کی لاش کو زندہ کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اسے زرد سفوف کی ضرورت غیبی لاش کو اپنے قبضے میں کرنے کے لیے تھی۔

جانے کیوں آج رات شیطانی لیڈر نے غیبی لاش کی بجائے ایک نئی عورت کی لاش لانے کے لیے شمعون کو بھیجا تھا۔ کیٹی کو یقین تھا کہ غیبی لاش اپنی قبر ہی میں ہو گی۔ کیٹی نے وہ انگوٹھی بھی پہن رکھی تھی جس کی وجہ سے وہ غیبی لاش کو دیکھ سکتی تھی۔ رات گذرتی جا رہی تھی۔

کیٹی نے ڈبیا میں سے زرد سفوف نکال کر قبر کی چاروں طرف چھڑک دیا اور پھر شیطان لیڈر کا شمعون کو بتایا ہوا منتر سات بار پڑھ کر قبر پر پھونکا۔ اس کے بعد کیٹی قبر کی اس طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی جہاں سے قبر کھلا کرتی تھی۔ قبرستان میں موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ آسمان سیاہ تھا اور ستارے بھی خوف کے مارے منہ چھپائے ہوئے تھے۔

کیٹی کی آنکھیں قبر پر جمی ہوئی تھیں۔ اسے قبر کے اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے خرخراہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ کیٹی نے مزید سات بار منتر پڑھ کر پھونکا تو قبر کے اندر سے دیوار کے سوراخ میں سے غیبی لاش کا کٹا پھٹا راکھ ایسے رنگ کا ہاتھ نمودار ہوا۔

"تم کیا چاہتی ہو؟"

یہ غیبی لاش کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز تھی۔

کیٹی نے کہا:

"تم میرے غلام ہو کولاش! میں نے عمل پڑھ کر تمہیں اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ اب تم اپنے شیطان لیڈر کے حکم پر نہیں بلکہ میرے حکم پر عمل کرو گے۔"

غیبی لاش کی آواز قبر کے اندر سے آئی:

"تم مر جاؤ گی۔ تم مر جاؤ گی۔"

کیٹی نے ڈانٹتے ہوئے غصے سے کہا:

"تم میرے مطیع ہو۔ میں اگر چاہوں تو منتر پھونک کر تمہیں دوزخ کی آگ کے سب سے نچلے گڑھے میں پھینک دوں ــــ بولو۔ کیا تم وہاں جانے کو تیار ہو؟"

غیبی لاش کا ہاتھ فوراً اندر چلا گیا۔ پھر قبر کی دیوار شق ہو گئی اور اس کے اندر سے وہی ہیبتناک جیسے اور کٹے پھٹے جسم والی جلاد کولاش کی لاش باہر نکل آئی۔ وہ اپنی سفید آنکھوں سے کیٹی کو مسلسل تک رہی تھی۔

کیٹی نے انگوٹھی دکھاتے ہوئے کہا:

"یہ انگوٹھی اب میرے پاس ہے اور میں تمہیں دیکھ سکتی ہوں۔"

غیبی لاش چپ چاپ قبرستان کے اندھیرے میں کھڑی رہی۔ اس کی سفید آنکھیں کیٹی پر جمی ہوئی تھیں۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ لاش آہستہ آہستہ آگے پیچھے کو ہل رہی ہے۔

پھر لاش کی کھڑکھڑاتی آواز آئی:

"تم کیا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"شیطان کے معبد میں وہ دو معصوم کنواری لڑکیاں تابوتوں میں بند ہیں جنہیں تم اغوا کر کے لائے تھے۔ کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟"

غیبی لاش کے چہرے پر کوئی تاثر نہ پیدا ہوا۔ لاش چپ رہی۔ کیٹی سمجھ گئی کہ غیبی لاش نے اسے کھلے بالوں اور سیاہ لبادے کے ساتھ نہیں پہچانا۔ حالانکہ کیٹی نے نقاب کا اوپر والا حصہ الٹ رکھا تھا۔ مگر لاش کی یادداشت شاید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایسی ہی ہوتی ہو۔ لاش نے کیٹی کے سوال کا جواب دینے کی بجائے سوال کر دیا:

"تم کیا چاہتی ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"یاد رکھو کولاش! تمہیں وہی کرنا ہو گا جو میں تمہیں حکم دوں گی۔"

غیبی لاش کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی:

"میں اب تمہارے منتر کے اثر میں ہوں جو تم کہو گی میں وہی کروں گا۔"

کیٹی نے کہا:

"تو پھر سنو۔ جن تین لڑکیوں کو تم بستی سے اغوا کر کے لائے تھے ان میں سے ایک لڑکی فرار ہو چکی ہے۔ باقی دو لڑکیاں شیطان کے معبد ہی میں بند ہیں۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ شیطانی معبد میں جا کر ان دونوں کنواری لڑکیوں کو اُٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ میں قبرستان کے پیچھے جو ریت کا ٹیلا ہے وہاں تمہارا انتظار کروں گی۔ یاد رکھو، کنواری لڑکیاں زندہ حالت میں یہاں پہنچنی چاہئیں۔"

غیبی لاش نے منہ سے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ اپنا رُخ

شیطانی معبد کی طرف کر کے آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا۔

کیٹی کچھ دُور تک غیبی لاش کو تکتی رہی۔ پھر وہ قبرستان سے نکل کر پچھواڑے ریت کے اُونچے ٹیلے کی اوٹ میں آ کر بیٹھ گئی۔ اسے معلوم تھا کہ غیبی لاش ناکام واپس نہیں آئے گی۔ جب غیبی لاش کیٹی کو نظر آنا بند ہو گئی تو اس کو خیال آیا کہ اسے شیطانی معبد کے قریب رہنا چاہیے ہو سکتا ہے وہاں حالات زیادہ خراب ہو جائیں اور غیبی لاش کو اس کی مدد کی ضرورت پڑ جائے۔ یہ سوچ کر کیٹی ٹیلے کی اُوٹ سے نکل کر قبرستان کی ڈیوڑھی سے گذرتی ریتلے میدان کو عبور کر کے شیطانی معبد والے سیاہ پہاڑ کے سامنے ایک چٹان کے پاس اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گئی۔

شیطانی معبد پر گہرا سناٹا طاری تھا۔

غیبی لاش اندر داخل ہو چکی تھی۔ شیطانی لیڈر اپنی طرف سے اپنے ساتھی شمعون سیاہ پوش کو قبرستان کی طرف بھیج کر مطمئن ہو گیا تھا اور دو کنواری لڑکیوں کی قربانی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھی سیاہ پوش کو تہہ خانے ایک دالان میں جمع کر کے ہدایت دی کہ شیطان دیوتا کی مورتی کے سامنے انسانی قربانی کے لیے خاص قسم کے اوزار صاف اور تیز کیے جائیں۔ پھر اس نے بلند آواز میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خاص شیطانی اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے۔

اس وقت غیبی لاش کیٹی کے حکم کے مطابق شیطانی مورتی والے کمرے میں داخل ہو چکی تھی۔ جونہی اس نے کمرے کے دروازے کو ہاتھ مار کر توڑا اس کی آواز سے شیطانی سیاہ پوش لیڈر چونک اٹھا:

"یہ کسی نے دروازہ توڑا ہے۔ تم بھی ٹھہرو میں پتہ کرتا ہوں جا کر۔"

شیطانی لیڈر نے خنجر ہاتھ میں لیا اور شیطان کی مورتی والی کمرے کی طرف دوڑا۔ سرنگ میں مشعل کی روشنی میں اس نے دیکھا کہ کمرے کا دروازہ ٹوٹا پڑا ہے۔ وہ لپک کر آگے آیا تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ کمرے کی دیوار کے ساتھ لگے دونوں تابوت کھلے ہوئے ہیں۔ چونکہ اس کے پاس انگوٹھی نہیں تھی اس لیے غیبی لاش اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ شیطانی لیڈر نے چلّا کر اپنے ساتھیوں کو آواز دی:

"جلدی یہاں آؤ۔ لڑکیاں غائب ہیں!"

غیبی لاش دونوں بے ہوش لڑکیوں کو اپنے کاندھوں پر ڈالے اس وقت شیطان لیڈر کے قریب ہی کھڑی تھی۔ مگر وہ کیٹی کے حکم کی پابند تھی۔ غیبی لاش قریب سے گزری تو شیطانی سیاہ پوش کو اس کے خرخراتے سانس کی خاص آواز سنائی دی۔ اس نے چیخ کر کہا:

"یہ غیبی لاش کے سانس کی آواز ہے۔ فوراً معبد کے دروازے پر آگ جلا دو۔ اسے کسی نے اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔"

ایک سیاہ پوش بولا:

"آقا! شاید شمعون نے بغاوت کر دی ہے اور لاش پر منتر پھونک کر اسے مطیع کر لیا ہے۔"

شیطان لیڈر چلّایا:

"بکواس بند کرو۔ جلدی سے معبد کے باہر دروازے پر آگ روشن کر دو۔"

آگ ایک ایسی چیز تھی جس سے غیبی لاش ڈرتی تھی اور جو اسے نقصان پہنچا سکتی تھی۔ مگر غیبی لاش اس وقت ہر قسم کے خطرے سے بے نیاز سرنگ میں سے گزرتی جا رہی تھی۔ شیطانی سیاہ پوش لیڈر کو چونکہ غیبی لاش نظر نہیں آ رہی تھی اس لیے اسے لڑکیوں کو تلاش کرنے میں بھی سخت دشواری ہو رہی تھی۔ کیونکہ غیبی لاش کے کاندھوں پر آتے ہی دونوں بے ہوش لڑکیاں بھی غائب ہو گئی تھیں۔

کیٹی چٹان کے پیچھے چوکس بیٹھی معبد کے دروازے کی طرف تک رہی تھی کہ اچانک معبد کا دروازہ کھلا اور چار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ پوش لکڑوں کے گٹھے اُٹھائے باہر آئے۔ انہوں نے دروازے کے آگے لکڑیاں ڈال کر انہیں آگ لگا دی۔ کیٹی کا ماتھا ٹھنکا۔ فوراً سمجھ گئی کہ یہ غیبی لاش کو بھسم کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ وہ لپک کر چٹان سے باہر نکلی اور معبد کے دروازے کی طرف دوڑی۔ آگ جلنے سے روشنی ہو گئی تھی۔ کیٹی نے اپنے منہ پر سیاہ نقاب الٹ دیا تھا اور اب وہ بھی ان سیاہ پوشوں کی ساتھی لگ رہی تھی۔ اس نے آگ کے پاس جاتے ہی آواز کو بھاری بنا کر کہا:

"غیبی لاش دوسری طرف سے نکل گئی ہے۔ آگ دوسری طرف جلاؤ۔ جلدی کرو۔"

سیاہ پوش یہی سمجھے کہ کیٹی بھی ان میں سے ایک ہے۔ کیوں کہ اس کا لباس بھی ان ہی کی طرح تھا۔ انہوں نے جلتی ہوئی لکڑیوں کو مشالوں کی طرح اٹھایا اور معبد کے عقبی دروازے کی طرف دوڑے۔ کیٹی فوراً کھلے دروازے میں سے سرنگ میں گھس گئی۔ اُس نے دُور سے غیبی لاش کو دیکھا کہ دونوں لڑکیاں اس کے کاندھوں پر لٹک رہی تھیں اور وہ آہستہ آہستہ لمبے لمبے قدم اٹھاتے دروازے کی طرف چلی آ رہی تھی۔

دروازے کے سامنے اب آگ نہیں جل رہی تھی۔

کیٹی نے لاش کے قریب جاکر کہا:

"کولاش! ان لڑکیوں کو لے کر قبرستان کے پچھواڑے والے ریت کے ٹیلے میں پہنچو۔"

غیبی لاش نے کوئی جواب نہ دیا۔ اچانک کیٹی نے شیطان لیڈر کو دیکھا کہ ہاتھ میں خنجر لیے گھبرایا ہوا سرنگ سے چلا رہا ہے۔ وہ چلّا رہا تھا:

"کم بختو! تم لوگوں نے باہر آگ کیوں نہیں جلائی؟ کہاں مر گئے ہو تم؟"

پھر اس نے غیبی لاش کو آوازیں دینی اور منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنے شروع کر دیئے لیکن چونکہ وہ لاش کو دیکھ نہیں سکتا تھا اس لیے منتر لاش کے جسم پر نہیں پھونکے جا رہے تھے اور لاش پر اس کے منتروں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ شیطانی لیڈر نے ایک سیاہ پوش کو دروازے کی طرف کھڑے دیکھا تو چلایا:

"بدبخت! تم نے آگ کیوں نہیں جلائی؟"

یہ سیاہ پوش کیٹی تھی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ غیبی لاش اب معبد کے دروازے سے باہر جا چکی تھی۔ شیطانی لیڈر نے کوئی منتر پڑھ کر زور سے زمین پر خنجر مارا۔ خنجر دروازے کے بالکل سامنے گرا اور گرتے ہی زمین میں سے آگ کا شعلہ

بلند ہو کر لہرانے لگا۔

غیبی لاش آگ کی وجہ سے لڑکھڑائی اور ڈر کر ایک طرف کو جھک گئی۔ یہ بڑا خطرناک لمحہ تھا۔ کیٹی چھلانگ لگا کر آگ کے پاس آ گئی۔ خود کیٹی کو بھی آگ سے بے حد خوف تھا۔ کیونکہ یہی ایک چیز تھی جو اسے بھی ہلاک کر سکتی تھی۔ کیٹی زمین پر سے ریت اٹھا کر آگ پر پھینکنے لگی۔

شیطانی لیڈر نے جب اپنی ہی ٹولی کے ایک سیاہ پوش کو آگ بجھاتے دیکھا تو غضبناک ہو کر گرجا۔

"کون ہو تم بدبخت۔ بولو۔ آگ کیوں بجھاتے ہو۔ میں تمہیں بھی جلا کر راکھ کر دوں گا"

یہ کہہ کر شیطان لیڈر نے کسی منتر کو پڑھنا شروع کیا ہی تھا کہ کیٹی نے وہیں سے اچھل کر اس کے اوپر چھلانگ لگا دی۔ یہ کسی معمولی عورت کی چھلانگ نہیں تھی۔ یہ خلائی عورت کیٹی کی چھلانگ تھی۔ وہ شیطانی لیڈر پر اس طرح گری کہ اس کی گردن کیٹی کے پنجوں میں تھی۔ کیٹی نے ایک سیکنڈ کی بھی مہلت نہ دی۔ ایک سیکنڈ کی مہلت بھی کیٹی کے جسم کو طلسمی آگ کی لپیٹ میں جلا کر راکھ کر سکتی تھی۔ شیطانی لیڈر کا گلا بند ہو گیا اب وہ کوئی شیطانی منتر نہیں پڑھ سکتا تھا۔ کیٹی نے اسے زمین پر گرا لیا تھا اور اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی گردن کو دو چار جھٹکے دے کر اسے ہمیشہ کے لیے جہنم میں پہنچا دیا۔ بُرے انسان کو اس کے بُرے کاموں کا بدلہ مل گیا تھا۔ کیٹی نے دیکھا کہ زمین پر جو آگ کا شعلہ چکرا رہا تھا وہ شیطانی لیڈر کے مرتے ہی اس کی لاش کی طرف بڑھا۔ شیطانی لیڈر کے جسم کو آگ لگ گئی۔ غیبی لاش ابھی تک آگ کے خوف کی وجہ سے زمین پر جھکی ہوئی تھی۔ شیطانی لیڈر کے جسم پر آگ لگی تو وہ ایک دم سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر جیسے کسی طلسم کے زیرِ اثر دونوں جلتے ہوئے بازو سامنے پھیلا کر معبد کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے اندر داخل ہونے کے فوراً بعد دروازہ زور دار آواز سے بند ہو گیا۔ کیٹی بھاگ کر غیبی لاش کے پاس گئی۔ دونوں بے ہوش کنواری لڑکیاں اس کے کاندھوں سے پھسل کر ریت پر پڑی تھیں۔

کیٹی نے غیبی لاش کو حکم دیا:

"فوراً واپس اپنی قبر میں چلے جاؤ۔"

غیبی لاش آہستہ سے اُٹھی اور قبرستان کی طرف چلنے لگی۔

کیٹی نے دونوں لڑکیوں کے منہ پر منہ رکھ کر زور سے ان کے پھیپھڑوں میں تازہ ہوا کا زور دار جھونکا پہنچایا تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ کیٹی نے اپنا سیاہ نقاب اب اتار کر پھینک

دیا تھا۔

کیٹی نے عتکا سے کہا:

"میں تمہیں موت کے منہ سے نکال لانے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔"

پھر اس نے دوسری کنواری لڑکی کو بھی تسلی دی اور شیطانی معبد سے نکل آنے کی مبارکباد پیش کی اور کہا:

"اب آپ دونوں اپنے اپنے گھروں میں واپس جا سکتی ہیں۔"

عتکا نے کہا:

"وہ سیاہ پوش ہمیں پھر سے پکڑ لیں گے۔"

اس وقت تک شیطانی معبد کے اندر سے شعلے نکلنے لگے تھے۔ اس کا جلتا ہوا دروازہ ٹوٹ کر باہر کو گر پڑا تھا اور آگ کے لمبے لمبے شعلے پہاڑ کی چوٹی کی طرف بلند ہو رہے تھے۔

کیٹی نے عتکا اور دوسری کنواری لڑکی سے کہا:

"جن لوگوں نے تم دونوں کو اغوا کیا تھا وہ اس آگ میں جل کر راکھ ہو چکے ہیں۔ بہرحال اگر تم بھی چاہتی ہو تو میں تمہیں خود تمہاری بستی میں چھوڑ آتی ہوں۔"

یہ کہہ کر کیٹی نے انہیں ساتھ لیا اور بستی کی طرف چلنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگی۔ تاریک کی رات میں بستی پر سکوت چھایا ہوا تھا۔ کیٹی نے اپنی حفاظت میں دونوں لڑکیوں کو ان کے گھروں میں پہنچا دیا۔ اپنی بیٹیوں کو خیر و عافیت سے دیکھ ان کے ماں باپ تو مارے خوشی کے کیٹی کے پاؤں پر گر پڑے۔ کیٹی نے انہیں اطمینان دلایا کہ اب ان کی بچیوں کو کوئی خفیہ طاقت اغوا نہیں کر سکے گی۔ یہ کہہ کر کیٹی اندھیری رات ہی میں واپس قبرستان کی طرف روانہ ہو گئی۔

شیطانی معبد کے اندر آگ لگی ہوئی تھی اور دھماکوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آ رہی تھیں۔ یقیناً سارے کے سارے شیطان کے چیلے اس آگ میں بھسم ہو چکے تھے۔ کیٹی قبرستان میں آ کر غیبی لاش کی قبر کے پاس رک گئی۔ قبر کی دیوار بند ہو چکی تھی جس کا مطلب تھا کہ غیبی لاش اپنی قبر میں دوبارہ داخل ہو گئی تھی۔

لاش کا انتقام

کیٹی قبرستان میں آ گئی۔

وہ یہ تسلّی کرنا چاہتی تھی کہ غیبی لاش اپنی قبر میں جا چکی ہے کہ نہیں۔ تاکہ وہ پھر باہر آ کر بستی میں کسی کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ رات اب ڈھلنا شروع ہو گئی تھی مگر قبرستان میں ابھی تک اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کیٹی غیبی لاش کی قبر کے پاس آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ قبر کی دیوار بند ہو چکی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ لاش قبر کے اندر ہے اور اب وہ کبھی باہر نہیں آئے گی۔ کیونکہ منتر پھونک کر اس کو باہر نکالنے والا شیطانی لیڈر ختم ہو چکا تھا۔

کیٹی نے اپنی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی کو دیکھا۔ اب اسے اس کی ضرورت نہیں تھی۔ پہلے وہ انگوٹھی اتار کر وہیں پھینکنے لگی۔ پھر خیال آیا کہ یادگار کے طور پر اسے اپنے پاس ہی رکھنا چاہیے۔ یہ فیصلہ کر کے کیٹی قبروں میں چلتی واپس ڈیوڑھی میں آ گئی۔ وہ ڈیوڑھی سے نکل کر باہر آئی ہی تھی کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسے اپنے سامنے غیبی لاش بالکل سیدھی کھڑی نظر آئی۔ لاش کے چہرے پر عجیب ڈراؤنی خاموشی تھی اور وہ کیٹی کی طرف اپنے سفید دیدوں سے گھور رہی تھی۔ کیٹی حیران ہو کر رہ گئی کہ یہ لاش قبر سے کس طرح اور کس لیے نکل آئی ہے۔ اس نے لاش کی طرف دیکھ کر پوچھا:

"تم قبر سے کیوں نکلی ہو؟ تمہیں میں نے اپنی قبر میں رہنے کے لیے کہا تھا۔"

غیبی لاش کے کٹے پھٹے ہونٹوں میں جنبش پیدا ہوئی اور کھڑکھڑاتی ہوئی آواز میں اس نے کہا:

"مجھے میری انگوٹھی واپس کر دو۔"

کیٹی نے کہا:

"کیا پھر تم ہمیشہ کے لیے اپنی قبر میں چلے جاؤ گے؟"

لاش نے آہستہ سے سر ہلایا اور کہا:

"ہاں۔ مجھے میری انگوٹھی چاہیے۔"

کیٹی نے انگوٹھی اتار کر لاش کی طرف پھینکی۔ انگوٹھی کے اترتے ہی لاش اس کی نگاہوں سے غائب ہو گئی۔ کیٹی نے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد سوال کیا:

"کو لاش! کیا تم اپنی قبر میں جا چکے ہو؟"

کیٹی کو ایک غضبلی آواز سنائی دی۔ یہ لاش کی آواز تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر کسی نے کیٹی کو گردن سے پکڑ کر زمین سے چار فٹ اُوپر اُٹھا لیا۔

کیٹی نے چلّا کر کہا:

"کو لاش! مجھے نیچے اتار دو۔ میں منتر پڑھ کر تمہیں بھسم کر دوں گی۔"

مگر غیبی لاش نے کیٹی کو نہ چھوڑا۔ وہ اسے اسی طرح دبوچے قبروں کی طرف چلنے لگی۔ کیٹی نے اپنے جسم کا پورا زور لگا کر لاش کے پنجے سے نکلنے کی بھرپور کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ غیبی لاش کی طاقت کے آگے کیٹی کی طاقت کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ اب کیٹی کی آواز بھی جیسے کمزور پڑ رہی تھی۔ غیبی لاش اسے اسی طرح ایک ہاتھ سے اُٹھائے اپنی قبر کے پاس آ گئی۔ کیٹی نے دیکھا کہ قبر اوپر سے کھل گئی ہے۔ کیٹی زور سے تڑپی۔ مگر غیبی لاش کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ وہ اس سے آزاد نہ ہو سکی۔

غیبی لاش غرّا رہی تھی۔ کیٹی کا سانس گھٹنے لگا تھا۔ لاش اسے لے کر قبر میں اُتر گئی۔ قبر میں اندھیرا تھا۔ کیٹی نے اندھیرے میں دیکھا کہ قبر کی لحد کے پہلو میں ایک سُرنگ بنی ہوئی تھی۔ لاش اسے لے کر سُرنگ میں داخل ہو گئی۔ کیٹی

کے جسم کی طاقت اب جواب دے گئی تھی۔ شاید یہ لاش کے اس پنجے کا اثر تھا جس کی گرفت میں کیٹی کی گردن تھی۔ سُرنگ میں گھپ اندھیرا تھا۔ کیٹی کو بہت دھندلا دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔ غیبی لاش سُرنگ میں آگے ہی آگے بڑھ رہی تھی۔ کیٹی حیران تھی کہ قبروں کے نیچے یہ سُرنگ کس نے بنائی ہے۔ پھر اس پر بے ہوشی چھانے لگی اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ کافی دیر بعد اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ابھی تک غیبی لاش کے شکنجے میں تھی اور لاش سُرنگ میں داخل چل رہی تھی۔ کیٹی کو پانی کا ہلکا ہلکا شور سنائی دے رہا تھا۔ اس نے لاش کو رُک جانے کے لیے آواز دینی چاہی مگر اس کی آواز جیسے حلق میں بند ہو کر رہ گئی تھی۔

پانی کا شور بڑھتا جا رہا تھا۔ اب لاش نے کیٹی کو اپنے کاندھے پر ڈال لیا تھا۔ کیٹی کا جسم جیسے بے سدھ اور بے حس ہونے لگا تھا اور وہ اپنے ہاتھ پاؤں نہیں ہلا سکتی تھی۔

غیبی لاش کے منہ سے ابھی تک غراہٹ کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ سُرنگ آگے جا کر کشادہ ہو گئی۔ اور ایک جانب پانی کا چھوٹا سا نالہ بہہ رہا تھا۔

غیبی لاش نے کیٹی کو کاندھے پر سے اُتار کر دوبارہ اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پنجے میں جکڑ کر اُوپر اُٹھایا۔ پھر دوسرے ہاتھ میں اپنی انگوٹھی کو پکڑ کر کیٹی کی آنکھوں کے قریب لا کر لاش نے غرّا کر کہا:

"تُو اب ہمیشہ کے لیے پانی ہی میں رہے گی"۔

یہ کہہ کر غیبی لاش نے انگوٹھی کو کیٹی کے ماتھے پر زور سے رگڑ دیا۔ کیٹی کو اپنے ماتھے پر انگوٹھی کی خراشیں پڑتی محسوس ہوئیں اور پھر جیسے اس کا جسم بھاری ہو کر غیبی لاش کے ہاتھ سے نیچے پانی میں گر گیا۔ کیٹی نے پانی میں گرتے ہی اپنے آپ کو پانی سے باہر نکالنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے چاہے مگر وہ اپنے بازوؤں اور ٹانگوں کو بالکل نہ ہلا سکی۔ اس نے اپنی گردن اُٹھا کر پانی سے باہر نکالنے کی کوشش کی تو اس کی گردن نے بھی ہلنے سے انکار کر دیا۔

کیا میں زندہ لاش بن گئی ہوں؟

یہ سوچ کر کیٹی کے جسم میں خوف کی ایک سنسناہٹ دوڑ گئی۔ اس دوران نالے کا تیز پانی اسے بہا کر سُرنگ میں آگے لے گیا تھا۔ کیٹی کا پورا جسم سُن ہو چکا تھا۔ وہ پانی کے اندر ڈوبی ہوئی تھی اور نالے کی تیز لہریں اسے سُرنگ میں بہائے لیے جا رہی تھیں۔ سُرنگ میں گھُپ اندھیرا تھا۔ پانی بھی تاریک تھا۔ کیٹی کی آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ دیکھ سکتی تھی۔ سوچ سکتی تھی مگر نہ آنکھیں جھپک سکتی تھی۔ نہ بول سکتی تھی اور نہ اپنے

جسم کو ہلا سکتی تھی۔

کیٹی سچ مچ ایک زندہ لاش میں تبدیل ہو گئی تھی۔

غیبی لاش نے اس سے یہ کس کا بدلہ لیا تھا۔ اس نے سوچا۔ خدا جانے غیبی لاش کو کیٹی سے کس بات کا غصّہ تھا کہ اس نے اپنی طلسمی انگوٹھی کے اثر سے ایک بے جان لاش میں تبدیل کر کے پانی میں پھینک دیا تھا۔ کیٹی کے کانوں میں ابھی تک غیبی لاش کے غرّاتے ہوئے الفاظ گونج رہے تھے۔

"تُو اب ہمیشہ کے لیے پانی میں رہے گی"۔

جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا۔ کیٹی کے پاس اب غیبی لاش کے طلسم کا کوئی توڑ نہیں تھا۔ وہ پانی میں ایک زندہ لاش بن کر بہتی چلی جانے پر مجبور تھی۔ کیٹی نے اپنے آپ کو پانی کی تیز لہروں کے حوالے کر دیا۔ پانی تیزی سے آگے ہی آگے بڑھ رہا تھا۔ پانی کی لہریں کیٹی کے ہونٹوں اور ناک سے ٹکرا کر پیچھے کو گزر رہی تھیں۔ کیٹی کی ناک میں پانی بالکل نہیں جا رہا تھا۔ پانی جب اس کے ہونٹوں سے لگتا تو اسے اس کا کھارا ذائقہ محسوس ہوتا تھا مگر یہ پانی اس کے ادھ کھلے منہ میں بھی داخل نہیں ہو رہا تھا۔

کیٹی کی کھُلی آنکھوں پر جیسے ایک شفاف سی نیلی جھلّی اپنے آپ آگئی تھی جس کی وجہ سے کیٹی کی آنکھوں میں پانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں پڑ رہا تھا۔ کیٹی اپنی آنکھیں جھپک نہیں سکتی تھی۔ مگر وہ پانی میں بالکل سیدھی لیٹی پانی کے اندر سے اوپر سرنگ کی چھت کو تک رہی تھی۔ سرنگ میں اب ہلکی ہلکی روشنی آنے لگی تھی۔ سرنگ آگے جا کر ختم ہونے والی تھی۔ یہ نالہ ضرور کسی دریا میں جا کر گرے گا۔ کیٹی نے سوچا۔

نالے کے پانی کا بہاؤ اب بہت تیز ہو گیا تھا اور کیٹی کا بے حس جسم کسی تنکے کی طرح تیز رفتاری سے بہتا چلا جا رہا تھا۔ اسے ایسی آواز سنائی دینے لگی جیسے کوئی آبشار ہو۔ اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ سرنگ میں روشنی ہو گئی۔ یہ دن کی روشنی تھی۔ پانی کے شور سے کیٹی سمجھ گئی کہ آبشار قریب ہے۔

اور پھر نالے نے کیٹی کے مردہ جسم کو اچھال کر نیچے گرا دیا۔ کیٹی قلابازیاں کھاتی پانی کی بہت بڑی چادر میں لڑھکتی ہوئی دھڑام سے نیچے دریا میں جا گری۔ دریا میں گرتے ہی وہ اس کی تہہ میں اترتی چلی گئی۔ آبشار کا زور اسے نیچے ہی نیچے اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر اسی پانی کے دھارے نے کیٹی کو اوپر دریا کی سطح پر اچھال دیا۔ اب کیٹی دریا کی سطح سے دو فٹ نیچے رہ کر پانی کے اندر ہی اندر آگے بڑھنے لگی۔ یہاں دریا کے پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا۔ آسمان صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ کیٹی کو اتنا معلوم تھا کہ یہ ملک ہندوستان کا کوئی دریا ہے اور یہ مغرب کی طرف سمندر میں جا کر گرے گا۔ مگر کیٹی کو اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ خود دریا میں گری تھی تو خود تیر سکتی تھی مگر اب وہ تیرنا تو کیا اپنی انگلی تک نہیں ہلا سکتی تھی۔

سارا دن اور ساری رات دریا میں بہنے کے بعد دریا نے کیٹی کی زندہ لاش کو سمندر میں پھینک دیا۔ یہ ملک ہندوستان کی مغربی گھاٹ کا سمندر تھا۔ اتفاق کی بات یہ تھی کہ عنبر بھی اسی ساحل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کیونکہ اسے اسی ساحل کی ایک بندرگاہ کالی کٹ سے سمندری جہاز میں سوار ہو کر ماریا اور ناگ کی تلاش میں ملک افریقہ کے شمالی علاقہ کی طرف جانا تھا اور دوسری طرف آدھی چڑیل راونی بھی نقلی ماریا کے روپ میں تھیوساگ اور ناگ کو اپنے ساتھ لیے قافلے میں سفر کرتی اسی ساحل کی طرف چلی آ رہی تھی۔ اس کی منزل کورومنڈل کی چٹانوں میں واقع شیش ناگ کا خفیہ ٹھکانہ تھا۔ جبکہ ماریا شمالی افریقہ کی قرطاجنہ شہر کے قریب والی بستی کے باہر چٹان والی غار کے نیچے ایک تہہ خانے میں ہنڈیا میں دھوئیں کی شکل میں قید تھی اور آدھی چڑیل راونی کا بیٹا زنگاری سانپ اس کی پہرے داری کر رہا تھا۔

کیٹی ان تمام حالات سے بے خبر تھی۔ اسے خود اپنی کوئی خبر نہیں تھی کہ سمندر میں گرنے کے بعد کس علاقے کے قریب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے گذر رہی ہے۔ سمندر میں گرتے کے بعد کیٹی کو بھری ہوئی موجیں اُٹھا کر دیکھتے ہی دیکھتے ساحل سے سینکڑوں میل دُور لے گئیں۔ دن گذر گیا۔ پھر رات بھی گذر گئی۔ پھر سورج کی روشنی سمندر پر پھیلی تو کیٹی کو ماسوائے آسمان کے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی آنکھیں اِدھر اُدھر نہیں ہلا سکتی تھی۔ ایک بار کسی اونچی مُوج نے اسے اُٹھا کر ایک طرف ٹیڑھا کیا تو کیٹی نے دیکھا کہ وہ کھلے سمندر میں بہہ رہی ہے۔ دوسری بار جب سمندری مُوجوں نے ایک طرف جھکا کر نیچے پھینکا تو اس کی نظر دُور ایک بادبانی جہاز پر پڑی جس کے بادبان ہوا میں پھُولے ہوئے تھے اور وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ یہ بادبانی جہاز فونیقی کے جہاز رانوں کا تھا جو بحیرۂ عرب میں ویل مچھلیاں پکڑ کر قرطاجنہ کی بندرگاہ پر جا کر بیچ دیتے تھے۔ اس جہاز کو سمندر میں نکلے آج چھٹا روز تھا اور ابھی تک انہیں ایک بھی ویل مچھلی نہیں ملی تھی۔ جہاز کا کپتان ایک فونیقی جہاز ران تھا۔

اب وہ مایوس ہو کر واپس شمالی افریقہ کی بندرگاہ قرطاجنہ کی سمت جا رہا تھا کہ جہاز کے مستول کے اوپر مچان میں بیٹھے نگران ملاح نے چلّا کر کہا:

"ویل مچھلی۔ سفید ویل مچھلی!"

اس آواز کے ساتھ ہی جہاز پر ملاح اِدھر اُدھر سے نکل کر کشتیوں کی طرف دوڑ پڑے۔ لوہے کے چکروں پہ تیز لمبے نیزوں کو پٹیا جانے لگا۔ کپتان نے عرشے پر آ کر پرانی وضع کی دُوربین سے دیکھا کہ شمال مغرب کی جانب سے ایک سفید ویل مچھلی تھوڑی تھوڑی دیر بعد سمندروں کی لہروں کے ساتھ اُوپر نیچے ہو رہی تھی۔ اس نے چیخ کر کہا:

"جہاز کا رخ شمال مغرب کی طرف کر دو۔"

یہ سفید ویل مچھلی کیٹی کی زندہ لاش سے کوئی ایک کلو میٹر کے فاصلے پر گذر گئی تھی۔ اس کے گذرنے سے سمندری مُوجوں میں زبردست طوفان آ گیا تھا۔ کیٹی سمجھ گئی کہ کوئی ویل اس کے قریب سے گذری ہے۔ اس کے بعد جب بادبانی جہاز کے ملاح کشتیوں میں سوار ہو کر لمبے لمبے نیزے لیے ویل مچھلی کی سمت بڑھے تو وہ نصف دائرے میں ایک چکّر کاٹ کر دوبارہ اس طرف بڑھی جدھر کیٹی سمندری لہروں پر تیرتی جا رہی تھی۔

ملاحوں نے پوری طاقت سے ویل مچھلی پر نیزے پھینکے تو وہ بوکھلا کر اور کچھ غصّے کے عالم میں پورے جبڑوں کو کھول کر حملہ آور ہوئی۔ ایک کشتی سے اس کا جبڑا ٹکرایا تو کشتی فضا میں کئی فٹ بلند ہو کر سمندر میں گری تو اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پرخچے اُڑ گئے۔ ویل مچھلی اپنے ہی زور میں آگے نکل گئی۔ اس کا غار ایسا منہ کھلا تھا جس میں سمندری پانی آبشار کی طرح داخل ہو رہا تھا۔ اس آبشار کی زد میں کیٹی بھی آ گئی۔ سمندر کا پانی ایک تیز دھارے کی طرح ویل مچھلی کے منہ میں چلا جا رہا تھا۔ اس دھارے کی زد میں کیٹی بھی بہتی آ رہی تھی۔ اور دیکھتے دیکھتے سینکڑوں چھوٹی بڑی مچھلیوں کے ساتھ وہ بھی ویل مچھلی کے پہاڑ ایسے منہ کے اندر سے پھسل کر اس کے کنوئیں سے بھی بڑے پیٹ میں چلی گئی۔ ویل مچھلی کے معدے میں گھپ اندھیرا تھا۔ کئی مچھلیاں تڑپ تڑپ کر، اچھل اچھل کر کیٹی کے بے حس جسم کے اوپر سے ادھر ادھر پھڑک رہی تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ویل مچھلی نے اپنے کوہان کے سوراخ میں سے سمندر کا فالتو پانی باہر پھینک دیا تھا۔ اب اس کے معدے میں صرف اتنا ہی پانی تھا جتنا خوراک کو ہضم کرنے کے لیے ضروری تھا۔ چنانچہ ویل مچھلی نے اپنا منہ بند کر لیا تھا اور اس کے معدے میں سے غذا کو گھلا دینے والا تیزابی مادہ خارج ہونے لگا تھا۔ اس تیزابی مادے کا اثر کیٹی پر تو بالکل نہیں ہو رہا تھا مگر دوسری سینکڑوں مچھلیاں تڑپ تڑپ آدھ موئی ہو رہی تھیں۔

دوسری طرف ملاح برابر اس ویل مچھلی کو پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ فونیقی کپتان کو ایک عرصے کے بعد یہ مچھلی ہاتھ لگی تھی وہ اسے کسی صورت میں ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کی وہ بھاری قیمت وصول کر سکتا تھا۔ اس نے ملاحوں سے کہا کہ وہ انہیں دُگنا معاوضہ دے گا۔ ملاحوں نے جان لڑا دی۔ وہ بڑھ بڑھ کر ویل مچھلی پر نیزے پھینکنے لگے۔ ویل کا سارا جسم نیزوں سے چھلنی ہو گیا اور جگہ جگہ سے خون فواروں کی طرح اچھلنے لگا۔ آخر ویل بے دم ہو کر نیم بے ہوش ہو گئی۔ ملاحوں نے اس کے جسم پر چھلانگیں لگا دیں اور اسے کھینچتے ہوئے جہاز کی طرف لے آئے۔ جہاز میں سے رسے کے ساتھ بندھا ہوا نیزہ پھینکا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد سفید مچھلی بادبانی جہاز کے عرشے پر مردہ پڑی تھی اور ملاح اس کے ارد گرد خوشی سے رقص کر رہے تھے۔ فونیقی کپتان کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ اس نے حکم دیا کہ جہاز کا رُخ قرطاجنہ کی طرف موڑ دیا جائے۔

کیٹی ابھی تک ویل مچھلی کے معدے میں موجود تھی۔ بادبانی جہاز چار دن کے سفر کے بعد شمالی افریقہ کی بندرگاہ قرطاجنہ کے ساحل پر جا لگا۔ ویل مچھلی کے ایک سوداگر عاقور نے کپتان کو بھاری رقم دے کر سفید ویل مچھلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خرید لی اور اس کی چربی نکالنے کے لیے اسے قصاب خانے میں بھیج دیا۔ قصاب خانہ ایک بہت کشادہ دالان تھا جہاں پانی کے بڑے بڑے مٹکے اور خالی ٹب پڑے تھے۔ چھ آدمی ننگر لنگوٹ کس کر چھرے ہاتھوں میں لیے تیار تھے۔

پھر وہ ویل مچھلی پر چڑھ دوڑے اور دیکھتے دیکھتے انھوں نے اس کی موٹی چربی والی کھال کاٹ کر رکھ دی۔ ملازم چربی کے بڑے بڑے ڈلوں کو کڑاہوں میں ڈال رہے تھے۔ کڑاہوں کے نیچے الاؤ روشن کر دیے گئے تھے تاکہ چربی تیل بن جائے۔

قصاب سب سے آخر میں ویل مچھلی کے پیٹ کو چاک کرنے کے لیے بڑھے تاکہ اس کی انتڑیوں کو نکالا جائے۔ ویل کی انتڑیوں سے اس زمانے میں جہازوں میں استعمال ہونے والے رسّے تیار کیے جاتے تھے۔ جونہی ویل کا پھولا ہوا پیٹ چاک کیا گیا تو اندر سے گدلے پانی کی ایک آبشار سی باہر بہہ نکلی۔ اس آبشار میں ایک انسانی لاش کو دیکھ کر سب لوگ سہم کر جہاں کھڑے تھے وہیں کے وہیں کھڑے رہ گئے۔

فوراً سوداگر حاتور آگے بڑھا۔ اس نے جھک کر دیکھا۔ یہ کیٹی کی زندہ لاش تھی۔ زندہ ان معنوں میں کہ لاش کا

کچھ نہیں بگڑا تھا۔

حاتور نے تعجب سے کہا:

"یہ کیسی لاش ہے کہ چار دن تک ویل مچھلی کے پیٹ میں رہنے پر بھی خراب نہیں ہوئی۔"

ایک بوڑھے قصاب نے کیٹی کی نیلی آنکھوں کو غور سے دیکھا اور کہا:

"حاتور! یہ کسی دیوی کا زندہ بُت ہے۔"

فوراً سب ملّاح اور قصاب سجدے میں گر گئے۔ اس زمانے میں لوگ بڑے کمزور عقیدوں کے ہوا کرتے تھے اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ ذرا سی بات پر وہ سجدے کرنا شروع کر دیتے تھے اور آسمانی آفتوں سے ہر وقت سہمے رہتے تھے۔ یہ بات حاتور کے لیے بھی حیران کن تھی ویل مچھلی چار روز تک جہاز پر لدی رہی۔ ظاہر ہے یہ لاش اس وقت ویل کے پیٹ میں تھی۔ مگر لاش ذرا بھی نہیں خراب ہوئی تھی۔ اس کا جسم اسی طرح چمک رہا تھا۔ آنکھوں میں بھی بھرپور چمک تھی۔ یہ لاش بالکل زندہ لگ رہی تھی۔

بوڑھے قصاب نے حاتور سے کہا:

"حاتور! تم خوش قسمت ہو۔ تجھے اروتا دیوی مل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئی ہے اس دیوی کی نیلی آنکھوں میں سمندر کا رنگ ہے۔ صرف دیوی ہی یوں زندہ رہ سکتی ہے۔ یہ لاش نہیں بلکہ ایک زندہ دیوی ہے جو سمندر کی نیند سو رہی ہے۔"

کیٹی یہ سب کچھ سن رہی تھی اور کچھ کچھ دیکھ بھی رہی تھی جو کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے آ جاتا تھا اسے وہ دیکھ لیتی تھی۔

سوداگر حاتورُ نے فوراً اپنا سر جھکا دیا اور بولا:

"دیوی اردنا! میں تجھے مندر میں رکھوں گا جہاں سب لوگ تیری پوجا کریں گے۔"

سوداگر حاتورُ نے بڑے احترام سے کیٹی کے ساکت جسم کو غسل دیا۔ اسے خوشبوئیں لگائیں اور گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر اسے قرطاجنہ کی بندرگاہ کے قریب والے مندر میں لے جا کر چبوترے پر چاندی کا تخت بچھا کر سیدھا لٹا دیا۔ اس کے ارد گرد موم بتیاں روشن کر دی گئیں۔ عود و لوبان سلگ اُٹھے اور پجاری دیوی اردنا کے بھجن گانے لگے۔ بہت جلد سارے قرطاجنہ شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ حاتورُ کے مندر میں دیوی اردنا خود سمندر سے نکل کر آئی ہے۔ لوگ دُور دُور سے دیوی اردنا کے درشن کرنے آتے اور اس کے پاؤں کے پاس

عنبر دل میں پکا عہد کر کے ہندوستان کی مغربی بندرگاہ کالی کٹ پہنچا تھا۔ اسے ناگ ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کی یاد تھوڑی دیر کے لیے بھول گئی تھی کیونکہ یہ ایک ایسی گناہ گار روح کو دوزخ کے عذاب سے نجات دلانے کا سوال تھا جو خدا جانے سینکڑوں برسوں سے عذاب جھیل رہی تھی۔ اور عنبر کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس وقت عنبر کے سوائے کملاوتی کی بھٹکتی رُوح کی کوئی دوسرا مدد بھی نہیں کر سکتا۔

ایک طرف کیٹی قرطاجنہ کے اردنا مندر میں زندہ لاش بن کر پڑی تھی جس کی وہاں کے لوگ اردنا دیوی سمجھ کر پُوجا کر رہے تھے۔ دوسری طرف ناگ اور تھیوسانگ ایک قافلے میں شامل ہو کر آدھی چڑیل اور نقلی ماریا کے ہمراہ خشکی کے راستے ہندوستان کے مغربی ساحل کی بندرگاہ کورومنڈل کی طرف چلے آ رہے تھے۔ آدھی چڑیل رادنی جو کہ نقلی ماریا کے بھیس میں ناگ کو یہ کہہ کر کہ عنبر اور کیٹی کورومنڈل کے علاقے میں ہوں گے کورومنڈل لیے جا رہی تھی جہاں نقلی ماریا ناگ دیوتا کو کسی طرح جھانسہ دے کر چٹانوں کے نیچے غار میں شیش ناگ کے حضور پیش کر کے اپنے اگلے جنم کو کامیاب بنانے کا وعدہ لینا چاہتی تھی۔ جب کہ شیش ناگ، پرانی دشمنی کی وجہ سے ناگ دیوتا کو قتل کر کے خود اس کی جگہ دنیا بھر کے سانپوں کا دیوتا بن جانے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ ناگ کو کچھ معلوم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں تھا کہ اس کے ساتھ جو ماریا سفر کر رہی ہے وہ اصلی ماریا نہیں ہے بلکہ نقلی ماریا اور چڑیل راونی ہے۔ ھینوسانگ بھی اس بھیانک حقیقت سے بے خبر تھا۔ ان لوگوں کا قافلہ ابھی ملک ہندوستان سے دُور تھا۔

اب ہم عنبر کے ساتھ کچھ عرصہ رہیں گے۔ عنبر ہندوستان کی بندرگاہ کالی کٹ سے ایک بادبانی جہاز میں سوار ہو کر بندرگاہ بصرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ بصرے سے اس نے ایک قافلہ پکڑا اور سُوریہ کی جانب چل پڑا۔ سُوریہ ملک شام کے جنوب میں دمشق سے ایک سو کوس کے فاصلے پر میڈیا والوں کا سب سے بڑا شہر تھا۔ اس کی گلیاں چھتی ہوئی تھیں۔ بازار کشادہ تھے اور شہر کے اِرد گرد ایک اونچی فصیل تھی۔ بادشاہ مشکاولی کا محل قلعے کے اندر تھا۔ اسی قلعے کے اندر ایک میدان میں اُن کے سب سے بڑے دیوتا مولوخ کا مندر بھی تھا۔

مولوخ کے مندر کے گرد پتھروں کی بہت اونچی پختہ دیوار بنی ہوئی تھی۔ اس دیوار کے گرداگرد سو فٹ چوڑی ایک کھائی تھی جو پانی سے لبالب بھری رہتی تھی۔ مولوخ کے مندر کو ایک لکڑی کا پل جاتا تھا جو کھائی یعنی خندق کے اُوپر مندر کے دروازے تک بنا ہوا تھا۔ اس پانی سے بھری ہوئی کھائی کے کنارے سو سو فٹ کے فاصلے پر چوکیاں

سکے رکھ کر ماتھا ٹیک کر دعا مانگتے اور واپس چلے جاتے۔ جانور کو ایک ہی دن میں اتنی آمدنی ہو گئی کہ وہ ایک مہینے میں اتنی کمائی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے دکان اپنے نوکروں کے حوالے کی اور خود پجاری بن کر ارونا دیوی کے مندر میں بیٹھ گیا۔

دوسری طرف عنبر بھی جنگلوں، دریاؤں اور صحراؤں کا سفر کرتا آخر ایک روز ہندوستان کے مغربی ساحل کی بندرگاہ کالی کٹ پر پہنچ گیا۔ جیسا کہ آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں عنبر راج کماری کملاوتی کی بھٹکتی رُوح کی نجات کے لیے ملک سُوریہ کے سب سے بڑے بُت مولوخ کو تباہ کرنے جا رہا تھا۔ کملاوتی کے گناہوں کو بخشوانے کا یہی ایک ذریعہ تھا کہ اس بُت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کیا جائے جس کے قدموں میں جلتی ہوئی آگ میں ہر شام دو انسانوں کو ملک سُوریہ کے بادشاہ مشکاولی کے حکم پر زندہ ڈال دیا جاتا ہے اور یہ لوگ آس پاس کے غریب قبیلے والوں کے ہاں سے بادشاہ کے حکم پر پکڑ کر لائے جاتے ہیں۔ راج کماری کملاوتی کی عذاب میں مبتلا رُوح نے عنبر کو بتایا تھا کہ یوں ہزاروں بے گناہ لوگوں کو تڑپ کر جانے والے بت مولوخ کی تباہی کے ساتھ یہ ظلم کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ خلقِ خدا کو سکون ملے گا اور پھر بھگوان کملاوتی کے

گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اس کی رُوح دریا کے یخ پانیوں میں گلتے رہنے کی بجائے ہمیشہ کے لیے جنت میں چلی جائے گی۔ کملاوتی کی رُوح نے عنبر کو یہ بھی بتایا تھا کہ مولوخ کا بُت اس ملک کا سب سے بڑا بُت ہے اور بادشاہ کی فوج ہر وقت اس کی حفاظت پر موجود ہوتی ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ مولوخ بُت پر حملہ کرنے والے کے خلاف ہندوؤں کے وہ دیوتا بھی مقابلے پر اتر آئیں گے جو مولوخ بُت کو ہمیشہ لوگوں کے سروں پر تھوپے رکھنا چاہتے ہیں تاکہ لوگ ان کو ہر وقت یاد رکھیں اور ان کے لیے قربانیاں دیتے ہیں۔ عنبر کملاوتی کی رُوح سے یہ وعدہ کر کے چلا تھا کہ وہ خدا کے فضل و کرم سے مولوخ کے سب سے بڑے بت کو پاش پاش کر کے رہے گا۔ کملاوتی کی رُوح نے سرد آہ بھر کر کہا تھا۔

"عنبر! جب تم نے اس بُت کو تباہ کر دیا اور لوگوں کو اس کے ظلم و ستم سے نجات دلا دی تو میں جہاں بھی ہوں گی تمہارا شکریہ ادا کرنے ضرور آؤں گی۔"

یہ کہہ کر کملاوتی نے محل کی بالکونی سے نیچے طوفانی دریا میں چھلانگ لگا دی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بنی تھیں جن میں ہر وقت فوجی سپاہی تیر کمان لیے پہرے پر موجود رہتے تھے۔ مندر کی پتھریلی دیوار کے اوپر بھی تیر کمان اور تلواروں سے مسلح سپاہی گشت لگاتے رہتے تھے۔ مولوخ کا بہت اُونچا اور دیوہیکل بُت مندر کے درمیان میں بنا ہوا تھا۔ اس کے پاؤں اتنے بڑے تھے کہ اس کے ایک انگوٹھے پر سات آدمی بڑے آرام سے سو سکتے تھے۔ مولوخ کے بُت کے پاؤں کے درمیان ایک بہت بڑا گڑھا بنا تھا جس میں ہر وقت بھیانک آگ جلتی رہتی تھی۔ اس آگ میں روزانہ لاکھوں من لکڑیاں ڈالی جاتی تھیں۔ ہر روز شام کو بادشاہ مشکاولی اپنے درباریوں اور وزیروں کے ساتھ مندر میں آتا اور اس کے سامنے آس پاس کے خانہ بدوش قبیلوں سے پکڑ کر لائے ہوئے دو انسانوں کو مولوخ کی ڈھلانی زبان پر رسوں سے باندھ کر بٹھا دیا جاتا تھا پھر بادشاہ کے اشارے سے رسے کاٹ دیئے جاتے اور بدقسمت انسان چیختے چلاتے مولوخ بت کی زبان سے پھسل کر اس کے قدموں میں جلتی آگ کے جہنم میں گر کر ہمیشہ کے لیے جل کر راکھ بن جاتے۔

یہ انسانیت سوز قربانی سینکڑوں سالوں سے ہو رہی تھی اور کملاوتی کے اشارے پر عنبر اس غیر انسانی قربانی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے انسانیت کو اس ظلم اور بربریت سے نجات دلانے آیا تھا۔

سُوریہ شہر میں عنبر حسب معمول جڑی بوٹیوں کے تاجر کی حیثیت سے ایک سرائے میں اُترا پہلے ہی روز اس نے شہر سے باہر صحرا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ویرانے میں جا کر کچھ جڑی بوٹیاں اکٹھی کیں اور انہیں لا کر شہر کے ایک حکیم کے پاس فروخت کیا۔ عنبر کو سُور یہ شہر میں آئے چار پانچ روز گزر گئے تھے۔ اس دوران وہ مولوخ کے مندر میں بھی ایک شام گیا اور اپنی آنکھوں کے سامنے دو بدنصیب انسانوں کو مولوخ کی آگ کی بھینٹ چڑھتے دیکھا۔ ان انسانوں کی چیخوں سے عنبر کا دل ہل گیا مگر لوگ اتنے سنگ دل تھے کہ خوشی سے نعرے لگا رہے تھے۔

عنبر نے دیکھا کہ مولوخ کے بُت کی شکل اتنی بھیانک تھی کہ وہ کوئی بھوت لگتا تھا۔ اس کے دانت باہر نکلے ہوئے تھے اور لمبی زبان ایک گھسیٹنی کی طرح نیچے کو ڈھلکی ہوئی تھی جس پر سے پھسل کر بدقسمت انسان نیچے آگ میں گر جاتا تھا۔ عنبر نے مندر کی اونچی پختہ دیوار اور اس کے اردگرد پھیلی ہوئی پانی سے بھری کھائی اور جگہ جگہ بنی ہوئی فوجی چوکیوں کو بھی غور سے دیکھا۔ اس کے بعد قلعے کی اپنی دیوار آ جاتی تھی۔

عنبر کو بہت جلد احساس ہو گیا کہ کملاوتی کی رُوح نے سچ کہا تھا۔ مولوخ کے بُت کو تباہ کرنا اور اسے تباہ کر کے وہاں سے فرار ہونا کوئی آسان بات نہیں تھی۔ اگر عنبر فرار نہ بھی ہو تب بھی مولوخ کا بُت اتنا بڑا تھا کہ اسے سو آدمی مل کر بھی تباہ نہیں کر سکتے تھے، لیکن عنبر اس بُت کو پاش پاش کرنے کا عہد کر چکا تھا۔ عنبر کو اس حقیقت کا بھی علم تھا کہ اتنے بڑے اور مشہور بُت کے اردگرد طلسم بھی کیا گیا ہو گا۔ اس زمانے میں خبیث قسم کے جادو اور ٹونے کا بہت رواج تھا۔ مولوخ کے کتنے ہی پروہت اور کاہن تھے جو سرخ لمبے لمبے لبادوں میں ملبوس ہاتھوں میں چاندی کے عصا لیے ہر وقت مولوخ کے آگے اونچے چبوترے پر بیٹھے بھجن گاتے رہتے تھے۔ ایک ٹولی اٹھتی تھی تو دوسری ٹولی آ جاتی تھی۔ ہر وقت مندر میں عود و لوبان کی دھونی پھیلی رہتی تھی۔ عنبر کو یہ بھی معلوم ہوا کہ جن بدقسمت آدمیوں کو دُور دراز کے دیہات اور صحرا و جنگل سے قربانی کے لیے پکڑ کر لایا جاتا ہے انہیں مندر کے ایک تہہ خانے میں قید رکھا جاتا ہے اور تہہ خانے میں ہر وقت چار چھ بدقسمت قیدی موجود رہتے ہیں جنہیں باری باری منحوس دیوتا مولوخ پر قربان کیا جاتا ہے۔

یہ ساری معلومات حاصل ہو جانے پر بھی عنبر ابھی تک یہ طے نہیں کر سکا تھا کہ وہ مولوخ کے انسانیت سوز بت کو کس طرح تباہ کرے۔ اسی طرح پندرہ بیس روز گزر گئے۔ عنبر اب ایک چھوٹا سا مکان کرائے پر لے کر رہنے لگا تھا۔ یہ مکان اس نے خاص طور پر مولوخ مندر کے قریب ہی ایک محلے میں لیا تھا۔ جس کی دوسری منزل کے کمرے میں کھڑکی کے پاس بیٹھ کر عنبر مندر کی بلند دیوار اور پانی سے بھری ہوئی کھائی کو تکتا اور سوچا رہتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ عنبر کا کوئی دوست یعنی ناگ ماریا اور بھیتو سانگ یا کیٹی بھی وہاں
اس کے پاس نہیں تھی کہ جن سے وہ مشورہ ہی لے سکتا۔ اسے
سب کچھ اکیلے ہی کرنا تھا۔ بہت دن عنبر غور کرتا رہا۔

آخر اس کی سمجھ میں ایک ترکیب آگئی۔ اس نے اپنی اس
ترکیب پر عمل کرتے ہوئے روزانہ صبح کے وقت مولوخ کے مندر
جانا شروع کر دیا۔ اس نے وہاں کے پجاریوں اور پروہتوں پر یہ
ظاہر کیا کہ وہ دیوتا مولوخ کا بہت زیادہ پرستار ہے۔ عنبر صبح
پوجا کے وقت جا کر مندر میں موجود پجاریوں اور پروہتوں میں تحفے
بھی تقسیم کرتا۔ دیوتا کے چرنوں میں پھول اور چاندی کے سکے بھی نذر کرتا
جو پروہت اپنی جیب میں ڈال لیتے تھے۔ اس طرح عنبر کو یہ فائدہ
ہوا کہ مندر کے پروہتوں میں وہ پسند کیا جانے لگا اور کسی کو اس کی
نقل و حرکت پر شک و شبہ نہیں ہوتا تھا۔

عنبر نے دیوتا کا چھوٹا پجاری بن کر اس منحوس بُت کا قریب سے
جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا کہ یہ چھ منزلہ دیو پیکر بدشکل بُت سنگ مرمر
اور سرخ پتھر سے بنایا گیا تھا اور اس کے اندر ایک کوٹھڑی بھی
تھی جس میں ایک خفیہ زینہ جاتا تھا۔ عنبر ابھی تک اس راز کو حل
نہیں کر سکا تھا کہ بُت کے اندر جو خفیہ کوٹھڑی بنی ہے اس میں کیا
رکھا جاتا ہے۔ اس کوٹھڑی کے بارے میں عنبر کو ایک بوڑھی دیوداسی
نے بتایا تھا جو بیمار پڑی تو عنبر نے اسے ٹھیک کر دیا تھا۔ عنبر نے باتوں

ہی باتوں میں بوڑھی دیوداسی سے مزید کچھ کریدنے کی کوشش کی مگر
بوڑھی دیوداسی خوف کے مارے سہم گئی اور بولی:

"میں نہیں بتا سکتی۔ مجھے نہیں معلوم۔ مجھ پر دیوتا مولوخ
کا قہر نازل ہو گا۔"

عنبر نے عہد کر لیا کہ وہ کچھ روز گذرنے پر اس بوڑھی دیوداسی سے
سب کچھ پوچھ کر رہے گا۔ مگر بدقسمتی سے وہ دیوداسی مر گئی اور وہاں کی
رسم کے مطابق اسے دیوتا مولوخ کی باہر نکلی ہوئی لمبی پھسلواں ڈھلان
پر بٹھا کر آگ کے تنور میں پھینک دیا گیا۔ ہر پندرہ یوم کے بعد منحوس
دیوتا اپنی ڈراؤنی آواز میں لوگوں سے خطاب بھی کرتا تھا۔ وہ اپنی بیل
ایسی غادل غادل کرتی آواز میں شام کے وقت انسانی قربانی
کے بعد بادشاہ مشکافلی کی موجودگی میں لوگوں سے کہتا کہ اپنے بادشاہ
کی اطاعت کرو گے تو میں تم کو لڑکے دوں گا۔ اناج دوں گا۔ کھیتیاں
ہری بھری کر دوں گا۔ عنبر کے سامنے دوبارہ یہ آواز بلند ہوئی تھی۔ عنبر
نے غور سے سن کر یہی اندازہ لگایا کہ یہ بُت کی آواز نہیں ہو سکتی۔

تو پھر یہ کس کی آواز تھی؟

عنبر بھڑکتے شعلوں میں

عنبر نے مندر کے ایک موٹے پروہت کنچالا سے دوستی کر لی تھی۔

اس پروہت کو کھانے کا بڑا شوق تھا۔ عنبر ہر روز صبح پوجا کرنے آتا۔ تو کنچالا پروہت کے لیے طرح طرح کی مٹھائیاں لے کر آتا۔ عنبر نے اس دوستی کی آڑ میں مندر کے بارے میں کچھ معلومات بھی حاصل کر لی تھیں۔ مگر یہ معلومات اس کے منصوبے میں زیادہ کام نہیں آتی تھیں۔ ایک روز عنبر حسب معمول کنچالا کے لیے صبح کے وقت مٹھائیاں لے کر مولوچ کے مندر میں آیا تو وہ لڈو پیڑے ہڑپ کرتے ہوئے بولا:

"عنبر! آج پانچویں پورے چاند کی رات ہے۔ آج شام سورج غروب ہونے کے بعد دو خوبصورت لڑکیوں کو دیوتا پر قربان کیا جائے گا۔ تم شام کو ضرور آنا۔"

تو کانپ اٹھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اس کے ہوتے ہوئے دو لڑکیوں کو منحوس دیوتا کی آگ میں ڈالا جا رہا تھا۔ عنبر نے عیاری سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کام لیتے ہوئے کنچالا سے کہا:

"یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں شام کو ضرور آؤں گا۔ مگر کنچالا یہ خوبصورت لڑکیاں کیا ہمارے مندر کی دیوداسیاں ہیں؟"

کنچالا نے ایک لڈو نگلتے ہوئے کہا:

"ارے نہیں بھائی۔ یہ لڑکیاں تو ہمارے آدمی یہاں سے دور ایک صحرائی گاؤں سے پکڑ کر لائے ہیں۔ بڑی حسین ہیں اور دونوں بہنیں ہیں۔ ایک ماہ کی کھوج کے بعد یہ خوبصورت لڑکیاں تلاش کی گئی ہیں۔"

عنبر نے جان بوجھ کر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"لیکن کنچالا بھائی ان لڑکیوں کو تو کڑی حفاظت میں رکھنا چاہیے۔ اگر فرار ہو گئیں تو بہت برا شگون ہو گا۔"

کنچالا ہنس پڑا۔ پھر عنبر کی طرف تھوڑا سا جھک کر بولا:

"انہیں جس تہہ خانے میں رکھا گیا ہے وہاں کوئی چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔ یہ تہہ خانہ خاص طور پر اسی مقصد کے لیے بنایا گیا ہے۔ اس کے اندر صرف چھت سے راستہ جاتا ہے اور رسے کی ایک سیڑھی کے ذریعے لڑکیوں کو اندر ڈالا اور نکالا جاتا ہے۔"

عنبر نے احتیاط کے ساتھ اسے بہت کریدا مگر کنچالا نے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے آگے کوئی بات نہ کی۔ اور لڈو پیڑے کھا کر موٹی توند پر ہاتھ پھیرتا وہاں سے چلا گیا۔ عنبر کے سامنے اب سب سے اہم کام یہ تھا کہ کسی طرح ان دونوں بہنوں کو ظالم دیوتا پر قربان ہونے سے بچائے وہ یہ گوارا ہی نہیں کر سکتا تھا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے دو بے گناہ معصوم لڑکیوں کو آگ میں زندہ ڈال دیا جائے۔ عنبر کے دل میں ان دونوں بہنوں کے لیے ہمدردی کے زبردست جذبات بیدار ہو چکے تھے۔

اسے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ اس کی سگی بہنیں ہیں اور عنبر اپنی سگی بہنوں کے ساتھ یہ ظلم ہوتے کیسے دیکھ سکتا تھا؟ اس کے پاس سوچنے کا زیادہ وقت نہیں تھا۔ اسے سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ان لڑکیوں کے خفیہ ٹھکانے کا پتہ چلانا تھا۔ انہیں وہاں سے نکالنا تھا اور پھر مندر کی چار دیواری سے فرار کروانا تھا اور صورت حال یہ تھی کہ ابھی تک عنبر کو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ لڑکیاں کس خفیہ تہہ خانے میں رکھی گئی ہیں۔

عنبر نے اتنا اندازہ لگا لیا تھا کہ اگر اس تہہ خانے میں چھت سے راستہ جاتا ہے تو ضرور یہ مندر کی دوسری یا تیسری منزل ہی پر ہو سکتا ہے۔ عنبر نے تحفے تحائف دے کر مندر کے تقریباً سبھی پجاریوں کو اپنا واقف بنا لیا تھا اور وہ مندر میں آسانی سے اِدھر اُدھر پھرتا رہتا تھا۔ عنبر مندر کی دوسری منزل پر آ گیا۔ یہاں کچھ پجاری کھڑکی کے پاس چوکیوں پر بیٹھے شام والی قربانی کے لیے چندن گھول کر گلال تیار کر رہے تھے۔

عنبر نے ہاتھ جوڑ کر انہیں سلام کیا دیوتا کی تعریف میں دو چار باتیں کر کے تیسری منزل پر آ گیا۔ یہاں تین دیوداسیاں پھولوں کے گجرے تھالیوں میں رکھے ایک طرف جا رہی تھیں۔

عنبر ہاتھ جوڑ کر انہیں بھی نمسکار کیا اور کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر نیچے مندر کے دالان کی طرف تکنے لگا۔ جہاں بادشاہ کے بیٹھنے کے لیے طلائی شامیانہ لگایا جا رہا تھا۔ جب دیوداسیاں چلی گئیں تو عنبر بھی اسی طرف کو چلا۔ آگے ایک اونچے اونچے ستونوں والی تتلی راہ داری تھی۔ دیوداسیاں اسی طرف گئی تھیں۔ عنبر کو شبہ تھا کہ یہ دیوداسیاں قربان کی جانے والی لڑکیوں کے لیے گجرے لے کر گئی ہیں۔ راہ داری آگے جا کر ایک طرف گھوم گئی۔ دور سے وہی دیوداسیاں خالی تھالیاں ہاتھوں میں لٹکائے چلی آ رہی تھیں۔ عنبر جلدی سے ایک ستون کے پیچھے چھپ گیا یہاں زیادہ روشنی نہیں تھی۔

دیوداسیاں باتیں کرتی عنبر کے قریب سے گزر گئیں۔ ایک دیوداسی اُداس لہجے میں کہہ رہی تھی:-

"بڑی خوبصورت لڑکیاں ہیں بے چاری۔"

عنبر کا اندازہ درست نکلا تھا۔ یہ دیوداسیاں ابھی لڑکیوں کو پھولوں کے گجرے دے کر آئی تھیں۔ جب دیوداسیاں نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں۔ تو عنبر ستونوں کے ساتھ لگ کر آگے کو چلا۔ آگے روشنی اور بھی کم ہو گئی تھی۔ اب اسے لڑکیوں کے بہت دھیمی آواز میں رونے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور سسکیاں بھرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ عنبر ٹھٹھک گیا۔ وہ خفیہ تہہ خانے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ پیچھے راہ داری دُور تک خالی تھی۔ وہ ذرا آگے گیا تو بائیں جانب اسے ایک انسانی سایہ دروازے کے آگے ٹہلتا نظر آیا۔

عنبر تیزی سے پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے؟ اس کے پاس کوئی خاص سکیم تیار کرنے کا وقت نہیں تھا۔ اگر وہ ہمت سے کام نہیں لیتا تو لڑکیاں بچ نہیں سکتی تھیں۔

ان کی ہولے ہولے رونے کی آواز اب مزید مدھم پڑ گئی تھی۔ شاید بے چاری رات ہی سے رو رہی تھیں۔ عنبر نے فیصلہ کیا کہ اسے اسی وقت حملہ کر دینا چاہیے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اس نے ایک بار پھر راہ داری میں دونوں طرف دیکھا۔ وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ دروازے کے پاس پہرہ دینے والا سپاہی اب ایک اونچی چوکی پر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے اس ملک کے فوجیوں کا لباس پہن رکھا تھا اور اس کی کمر کے ساتھ تلوار لٹک رہی تھی۔

عنبر چیتے کی طرح جھک کر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا پہرے دار کی طرف بڑھنے لگا۔ سپاہی کے قریب پہنچا ہی تھا کہ آہٹ پا کر سپاہی نے پلٹ کر دیکھا۔ پھر ایک بجلی سی کوند گئی اور دوسرے لمحے سپاہی عنبر کے قدموں میں مُردہ پڑا تھا۔ اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔

عنبر سپاہی کی لاش کو دروازہ کھول کر اندر لے گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی

کوٹھڑی تھی جس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ عنبر نے سپاہی کی لاش ایک طرف ڈالی اور کوٹھڑی کے درمیان میں آکر دیکھا کہ فرش پر درمیان میں ایک گول سوراخ تھا جس کے پاس ہی رسّے کی ایک سیڑھی پڑی تھی، سوراخ کے اندر سے لڑکیوں کے کسی وقت سسکیاں بھرنے کی دردناک آواز آ جاتی تھی۔

عنبر نے سوراخ میں سے نیچے جھانک کر دیکھا۔ نیچے سوائے اندھیرے کے اسے کچھ نظر نہ آیا۔

عنبر نے اس ملک کی زبان میں آہستہ سے کہا:

"میری بہنوں! میں رسّی لٹکا رہا ہوں۔ اس کی مدد سے باہر آ جاؤ۔"

نیچے سے آتی سسکیوں کی آواز ایک دم رُک گئی۔ اور گہری خاموشی چھا گئی۔ ایسے لگ رہا تھا کہ نیچے لڑکیوں نے جو کچھ سنا تھا انہیں اس پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

عنبر نے دوبارہ منہ نیچے کر کے کہا:

"دیر نہ کرو۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو۔ میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔ جلدی سے اوپر آ جاؤ۔"

اور عنبر نے رسّی کی سیڑھی نیچے لٹکا دی۔ دونوں بہنیں سیڑھی کی مدد سے چھت کے سوراخ میں سے باہر آ گئیں۔ وہ سہمی ہوئی تھیں اور ان کے رنگ فق تھے۔ آنکھیں خوف سے کھُلی تھیں۔ یہ سب

ned by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچھ اس نیم روشنی میں عنبر نے بخوبی دیکھ لیا۔ عنبر نے ان کے سروں پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"میرا نام عنبر ہے۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو۔ میں تمہیں یہاں سے نکال لے جانے کا زبردست خطرہ مول لے چکا ہوں۔ ایک بار میرے ساتھ فرار ہونے کی کوشش کرو۔ شاید تمہاری جان بچ جائے۔"

لڑکیوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ خوف کے مارے ان کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ ان کے جسم دہشت سے کپکپا رہے تھے۔

عنبر نے آہستہ سے کہا:

"اس کوٹھڑی کے کونے میں خاموشی سے بیٹھ جاؤ اور جب تک میں واپس نہ آ جاؤں۔ ہرگز ہرگز یہاں سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرنا۔"

اب دونوں لڑکیوں نے کوٹھڑی میں پڑی ہوئی سپاہی کی لاش بھی دیکھ لی تھی اور وہ زیادہ خوف زدہ ہو گئی تھیں۔ وہ ایک دوسری کے ساتھ لگ کر کونے میں بیٹھ گئیں۔ عنبر نے سپاہی پہریدار کی لاش کو اٹھا کر سوراخ میں سے نیچے تہہ خانے میں پھینک دیا اور رسّی کی سیڑھی کو وہیں لپیٹ کر رکھ دیا۔ پھر دوبارہ لڑکیوں کو خاموش بیٹھے رہنے کی ہدایت کی اور باہر راہداری میں نکل کر دروازہ بند کر دیا۔

جذبات میں آ کر اس نے جیسے بوتل کے جنّ کو بوتل سے باہر نکال دیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس جنّ کو کہاں لے جائے؟ کسی بھی وقت پول کھل سکتا تھا۔ اس نے جھانک کر نیچے دالان میں دیکھا۔ شامیانہ لگایا جا رہا تھا۔ مزدور کام کر رہے تھے۔ ذرا پیچھے ہٹ کر ایک بیل گاڑی کھڑی تھی جس پر کپڑوں کی بڑی بڑی گٹھڑیاں لدی تھیں۔ کچھ پجاری کوٹھڑیوں میں سے مزید پرانی چادریں اور پردے لا کر بیل گاڑی میں رکھ رہے تھے۔ گاڑی بان ایک طرف فرش پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

اچانک عنبر کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ وہ لپک کر نیچے گیا۔ اس نے دیکھا کہ پجاری پرانے کپڑوں کی آخری گٹھڑیاں اٹھا کر بیل گاڑی میں رکھ رہے تھے۔ پھر وہ اُدھر چلے گئے جدھر شامیانہ لگایا جا رہا تھا جس کوٹھڑی سے یہ پجاری پرانے کپڑے نکال کر لائے تھے وہ کھلی تھی۔ اس کے اندر اب کچھ نہیں تھا۔

عنبر بھاگ کر دوسری منزل میں آ گیا۔ یہاں اس نے راہداری میں ایک کوٹھڑی کا دروازہ کھولا۔ اندر دیواروں پر پردے گرے ہوئے تھے۔ عنبر نے برق رفتاری سے ایک ہی جھٹکے سے دو بڑے بڑے پردے گرا دیئے اور انہیں لے کر اس کوٹھڑی میں آ گیا جہاں دونوں بہنیں سہمی ہوئی بیٹھی تھیں۔

عنبر نے ان دونوں کو جلدی جلدی وہ منصوبہ بتایا جس پر وہ عمل کرنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والا تھا۔ پھر ایک لڑکی کو پرانے بڑے پردے میں لپیٹا اور کاندھے پر اٹھا کر راہ داری میں سے گذرتا نیچے والی منزل میں آگیا۔ وہ گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ایک پجاری نے گذرتے ہوئے پوچھا:

"یہ کہاں سے لائے ہو؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"حضور! کنجی لالا جی نے اوپر سے بھی پرانے پردے لاکر بیل گاڑی میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔"

پجاری کنجی لالا کا نام سن کر چپ ہوگیا اور آگے نکل گیا۔ عنبر نے پردے میں لپٹی ہوئی لڑکی کو بیل گاڑی میں پرانے کپڑوں کے انبار میں رکھ دیا اور آہستہ سے کہا:

"خبردار کوئی حرکت مت کرنا۔ میں تمہاری دوسری بہن کو لینے جارہا ہوں۔"

عنبر تیز تیز قدموں سے چلتا دوسری منزل میں آگیا۔ دوسرے پردے میں دوسری لڑکی کو اچھی طرح سے لپیٹ کر اپنے کاندھے پر گٹھڑی کی طرح ڈالا اور نیچے دالان میں لے آیا۔ دو دیوداسیاں اس کے قریب سے گذر گئیں۔ دالان میں سب کی توجہ اس طلائی شاہی شامیانے کی طرف لگی تھی جو بادشاہ کے لیے لگایا جارہا تھا۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عنبر نے دوسری لڑکی کی گٹھڑی بھی بیل گاڑی میں دوسری گٹھڑیوں کے ساتھ رکھ دی۔

پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس ستون کے قریب جا کر بیٹھ گیا جہاں پہلے ہی سے بیل گاڑی والا بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

عنبر نے آہستہ سے اسے ہلایا اور کہا:

"بھائی! بیل گاڑی کب باہر لے جارہے ہو؟"

گاڑی بان جلدی سے ہوشیار ہوگیا اور ادھر ادھر دیکھ کر بولا:

"کیا پرانے کپڑے گاڑی میں رکھ دیئے پجاریوں نے؟"

عنبر نے کہا:

"کب سے رکھ دیئے ہیں۔ بھائی! میرے پاؤں میں درد ہے۔ چلا نہیں جاتا۔ کیا مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر باہر لے چلو گے؟"

گاڑی بان نے بیل گاڑی کی ہودی پر بیٹھتے ہوئے کہا:

"بیٹھ جاؤ ان گٹھڑیوں میں بھائی۔"

عنبر جلدی سے بیل گاڑی میں پرانے کپڑوں کے انبار میں ایک طرف سکڑ کر بیٹھ گیا۔ گاڑی بان نے بیلوں کو دروازے کی طرف ہنکایا۔ بیل گاڑی چوں چوں کرتی مندر کے ڈیوڑھی میں سے گذرنے لگی۔ ڈیوڑھی کے پہرے داروں نے عنبر اور گاڑی بان کو دیکھا۔ وہ عنبر کی شکل سے واقف تھے۔

عنبر نے بڑی عاجزی سے مسکراتے ہوئے کہا:

"میرے پاؤں میں موچ آگئی ہے۔ اس لیے گاڑی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹھ گیا ہوں۔"

پہرے داروں نے کوئی خیال نہ کیا اور گاڑی بان کو مندر سے نکلنے کی اجازت دے دی۔ دونوں بہنیں کپڑوں کے انبار میں دبکی بیٹھی تھیں۔ ان کے دل بُری طرح سے دھڑک رہے تھے مگر موت کے خوف نے ان کے ہونٹوں پر خاموشی کی مہر لگا دی تھی۔ بیل گاڑی چرچراتی ہوئی اس پُل پر سے گذر گئی جو پانی سے لبالب بھری ہوئی کھائی کے اُوپر بنا تھا۔ بیل گاڑی اب ایک چھوٹے سے میدان میں سے گذرتی شہر کے عقبی دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ گاڑی بان عنبر سے باتیں کرنے لگا۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ اب اس کام میں کوئی فائدہ نہیں رہا۔ مندر کے پجاری اسے پورے پیسے نہیں دیتے۔ عنبر اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا رہا۔ باتوں ہی باتوں میں عنبر نے اس سے پوچھا کہ وہ ان گندے پرانے کپڑوں کو کہاں لے جاتا ہے۔ گاڑی بان نے بتایا کہ وہ خود دھوبی نہیں ہے۔ ان کپڑوں کو وہ شہر سے باہر گھاٹ کنارے کوٹھڑی میں لے جا کر ڈال دیتا ہے جہاں دھوبی انہیں دھوتے ہیں۔

بیل گاڑی شہر کے عقبی دروازے کے قریب پہنچی تو عنبر کا دل زور سے دھڑکا۔ دونوں بہنیں کپڑوں کے انبار میں دبکی بیٹھی تھیں اور ذرا سی بھی حرکت نہیں کر رہی تھیں۔ شہر کے اس دروازے سے بیل گاڑیاں اور بڑے رتھ گذرتے تھے۔ یہاں بھی سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ مگر دھوبی کی بیل گاڑی پر کسی نے توجہ نہ دی۔

بیل گاڑی شہر کے دروازے سے نکل کر باہر کھلے کھیت میں آ گئی تو عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا۔ گاڑی کھیت کے کنارے کنارے گھاٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

گاڑی بان نے عنبر سے پوچھا:

"بھائی! تم کہاں جاؤ گے؟"

عنبر نے جلدی سے کہا:

"میں ــــ میں وہ ــــ بس تم مجھے گھاٹ کے پاس اتار دینا۔ وہاں سے میرا مکان نزدیک ہی ہے۔ تمہارا شکریہ بھائی۔"

بیل گاڑی گھاٹ کے قریب پہنچنے والی تھی۔ عنبر نے دُور سے گھاٹ پر پڑے بڑے بڑے پتھر اور پانی کا تالاب دیکھ لیا اور بولا:

"بھائی اگر تم مجھے اجازت دو تو میں یہاں اتر جاؤں؟"

گاڑی بان بولا:

"ارے بھائی اس میں اجازت کی کیا بات ہے۔ اُتر جاؤ۔"

عنبر نے گاڑی بان کا شکریہ ادا کیا اور نیچے اتر گیا۔ وہ اترتے کے ساتھ ہی ایک طرف ہو کر جھاڑی کی اوٹ میں بیٹھ گیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں دونوں بہنیں گھبرا کر گٹھڑیوں میں سے باہر نہ نکل آئیں۔ وہ انہیں ویسے بیٹھی رہنے کے بارے میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔ عنبر برابر گاڑی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ گاڑی بان نے گھاٹ پر لے جا کر گاڑی کھڑی کر دی۔ اب عنبر اٹھ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھاڑیوں درختوں کی اوٹ لیتا گھاٹ کی طرف بڑھا۔ وہ جانتا تھا کہ جونہی گاڑی بان نے کپڑے اٹھائے نیچے سے دونوں لڑکیاں نکل آئیں گی اور وہ شور مچا دے گا۔

عنبر گھاٹ کے پتھروں کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ گاڑی بان نے پرانے کپڑوں کی پہلی گٹھڑی سر پر رکھی اور تالاب کنارے بنی ہوئی کوٹھڑی میں گھس گیا۔ عنبر بھاگ کر کوٹھڑی کے دروازے کے باہر دیوار کے ساتھ لگ کر بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا۔ جونہی گاڑی بان باہر نکلا اس نے پیچھے سے اس کی کھوپڑی پر ایک ہلکا سا ہاتھ مارا۔ گاڑی بان بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ عنبر اسے بے ہوش ہی کرنا چاہتا تھا۔ عنبر نے اسے گھسیٹ کر کوٹھڑی میں ڈالا اور تیزی سے گاڑی کی طرف دوڑا۔ کپڑوں کے انبار کو ہٹایا تو اندر دونوں خوبصورت بہنیں سہمی بیٹھی تھیں۔

عنبر نے کہا:

"تم کو مندر سے تو نکال کر لے آیا ہوں۔ اب یہ بتاؤ کہ تم کہاں جانا چاہتی ہو؟"

ایک لڑکی جو بڑی بہن لگتی تھی بولی:

"بھائی! تم نے ہماری جان بچا کر بڑا احسان کیا ہے مگر ہمیں خطرہ ہے کہ بادشاہ کے سپاہی ہمارے ساتھ تمہیں بھی پکڑ لیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"تم ان باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ کوئی ایسی جگہ تمہارے خیال میں ہے جہاں تم دوبارہ بادشاہ کے سپاہیوں کے قابو میں نہ آ سکو۔"

بڑی بہن نے کہا:

"اگر ہم گاؤں میں اپنے گھر گئیں تو سپاہی وہاں سے ہمیں پھر گرفتار کر کے لے آئیں گے۔ اس لیے تم ہمیں کہیں سے دو گھوڑے لا دو۔ ہم جنوب کی طرف ملک میڈبا کی طرف نکل جائیں گی۔ وہاں ہمارا ایک ماموں رہتا ہے۔ اس کے پاس ہم محفوظ ہوں گی۔"

عنبر نے انہیں کوٹھڑی ہی میں رہنے کو کہا اور خود قریبی گاؤں کی طرف چل دیا۔ گاؤں کے باہر ایک کنوئیں کے پاس کچھ گھوڑے کھیت میں چر رہے تھے۔ عنبر نے دو گھوڑوں کی باگیں پکڑیں اور لے کر گھاٹ پر آ گیا۔ دونوں بہنیں گھوڑوں پر سوار ہو گئیں۔ عنبر نے انہیں برق رفتاری سے وہاں سے نکل جانے کی تاکید کی۔ دونوں بہنوں نے عنبر کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔ ابھی تک خوف کے مارے ان کے رنگ زرد تھے۔ عنبر پیچھے ہٹ گیا۔ انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور جنوب کی طرف میدان میں گھوڑے سرپٹ دوڑنے لگے۔ جب تک لڑکیوں کے گھوڑے اس کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہوئے عنبر وہیں کھڑا رہا۔ جب وہ اس کی نظروں سے دور ہو گئیں تو عنبر واپس شہر کی طرف چل پڑا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان لڑکیوں کو تو عنبر نے بچا لیا تھا مگر اسے معلوم تھا کہ مندر میں جب ان کے فرار کا علم ہوا تو وہاں افراتفری مچ جائے گی اور بڑے پروہت کے حکم سے فوراً ہی دو نئی لڑکیوں کو قربانی کے لیے پکڑ کر لایا جائے گا۔ عنبر کس کس کو بچاتا پھرے گا۔ وہ اسی ادھیڑبن میں لگا شہر کے دروازے میں سے گذر کر اپنے مکان کی طرف جا رہا تھا کہ مندر کی طرف سے اسے گھوڑ سواروں کا دستہ باہر نکل کر شہر کی طرف آتا نظر آیا۔

وہ سمجھ گیا کہ لڑکیوں کے فرار کا بھانڈا پھوٹ گیا ہے۔ عنبر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے مکان میں آ کر چپ چاپ بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے کہ جس سے مزید کوئی لڑکی منحوس دیوتا پر قربان نہ ہو۔ تھوڑی ہی دیر بعد گھوڑوں کی آواز اس کے مکان کے باہر آ کر رک گئی۔ پھر کسی نے پاؤں مار کر مکان کا دروازہ کھول دیا۔ عنبر نے دیکھا کہ سامنے بادشاہ کے مسلح سپاہی موجود تھے۔ عنبر نے بالکل آن جان بنتے ہوئے پوچھا:

"میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

سپاہیوں کے سالار نے حکم دیا:

"اسے گرفتار کر کے بادشاہ کے حضور لے چلو۔"

عنبر نے بھولپنے سے پوچھا:

"جناب مجھے کس جرم میں گرفتار کیا جا رہا ہے؟"

سپاہیوں کے سالار نے کہا:

"یہ تمہیں بادشاہ کے حضور پہنچ کر معلوم ہو گا۔"

عنبر نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ وہ آگے سے کوئی مزاحمت کرنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ بادشاہ اور مندر کے پروہت لڑکیوں کی قربانی کے بارے میں اب کیا پروگرام تیار کرنے والے ہیں۔ سپاہیوں نے عنبر کے بازو پشت پر رسی سے باندھے۔ اسے گھوڑے پر بٹھایا اور سیدھے شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے۔

شاہی محل میں یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ شام کو قربان کی جانے والی دونوں حسین لڑکیاں فرار ہو گئی ہیں۔ عنبر کو جب بادشاہ مشکادلی کے سامنے کمرہ خاص میں پیش کیا گیا تو وہاں کنچالا پروہت کے علاوہ وہ دو پجاری اور دو دیوداسیاں بھی موجود تھیں جنہوں نے عنبر کو مندر کی دوسری منزل کی راہ داری میں مشتبہ حالت میں پھرتے دیکھا تھا۔

بادشاہ نے اپنی بارعب آنکھیں عنبر کی آنکھوں میں ڈالتے ہوئے پوچھا:

"بتاؤ تم ہمارے ایک سپاہی کو ہلاک کرنے کے بعد لڑکیوں کو نکال کر کہاں چھوڑ آئے ہو؟"

عنبر نے بڑی عاجزی سے کہا:

"بادشاہ سلامت! مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں بھلا لڑکیوں کو کیسے نکال سکتا ہوں۔ میں تو خود دیوتا سومرخ کا گرویدہ ہوں اور لڑکیوں کی قربانی کو بڑی عقیدت سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھنے کا خواہشمند تھا۔"

پروہت کنچالا نے گرج دار آواز میں کہا:

"عنبر! تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تمہارے سوا راہ داری میں کوئی نہیں گیا۔ تم وہاں کیا کرنے گئے تھے؟"

عنبر بولا: "مہاراج میں تو اوپر والی منزل سے شاملانے کا نظارہ کرنے گیا تھا!"

بادشاہ نے غضب ناک ہو کر کہا:

"تم بکواس کرتے ہو۔"

پھر اس نے دونوں دیوداسیوں اور پجاریوں سے پوچھا:

"کیا یہی وہ نوجوان تھا جس کو تم نے راہ داری میں جاتے دیکھا تھا؟"

دونوں نے عنبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہاں بادشاہ سلامت یہی وہ شخص تھا جو خفیہ تہہ خانے والی کوٹھڑی کی طرف جا رہا تھا۔

بادشاہ نے کنچالا پروہت کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

"شاہی پروہت! ہم حکم دیتے ہیں کہ آج شام سورج غروب ہو جانے کے بعد اس شخص عنبر کو دیوتا مولوخ پر قربان کیا جائے۔ لڑکیوں کی قربانی ہم اگلی پورن ماشی کی رات کو دیں گے۔ اس کے لیے حسین لڑکیوں کی تلاش ابھی سے شروع کر دی جائے اور مفرور لڑکیوں کی کھوج

کے لیے بھی دستے روانہ کر دیئے جائیں۔"

"جو حکم بادشاہ سلامت" کنچالا پروہت نے جھک کر کہا

پھر پروہت نے قہر بھری نگاہ عنبر پر ڈالی۔

بادشاہ نے عنبر کی طرف اشارہ کیا اور سپاہیوں کو حکم دیا:

"اسے گرفتار کر کے کڑی نگرانی میں رکھا جائے۔ آج شام ہم اسے دیوتا پر قربان کر دیں گے اور یہ رسم ہم خود اپنی موجودگی میں ادا ہوتے دیکھیں گے۔ دیوتا ہمارے اس اقدام سے ضرور خوش ہو گا۔"

"ضرور خوش ہو گا بادشاہ سلامت۔"

کنچالا پروہت نے بادشاہ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا اور ادب سے سر جھکا دیا۔ سپاہیوں نے عنبر کو زنجیروں میں جکڑ دیا اور شاہی قلعے کے تاریک تہہ خانے میں لے جا کر ڈال دیا۔ عنبر نے اطمینان کا سانس لیا۔ دونوں بہنیں مفرور ہو چکی تھیں اور دوسری کسی لڑکی کو ابھی قربان نہیں کیا جا رہا تھا۔ وہ یہی چاہتا تھا۔ اب وہ دیوتا مولوخ کو تباہ کرنے کے بارے میں اطمینان سے کوئی منصوبہ تیار کر سکتا تھا۔

عنبر جس قدر سوچتا آخر اسی نتیجے پر پہنچتا کہ مکروہ بت مولوخ کا تباہ کیا جانا بہت ضروری ہے۔ صرف اسی صورت میں لوگوں کے دلوں سے اس بت کی جھوٹی پوجا کا خیال ہٹایا جا سکتا ہے کہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ اس بت کی طاقت کچھ نہیں ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سورج غروب ہونے سے پہلے عنبر کے قید خانے میں کوئی نہ آیا جب شام ہوئی تو کچھ پجاریوں نے آکر عنبر کے سر پر پھولوں کے تین ہار باندھ کر کچھ اشلوک پڑھ کر پھونکیں ماریں اور مقدس پانی چھڑک کر چلے گئے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو سپاہیوں کا دستہ آ گیا۔ انہوں نے زنجیروں میں جکڑے ہوئے عنبر کو نکال کر ایک گھوڑا گاڑی پر بٹھایا اور مندر کی طرف لے چلے۔ راستے میں لوگ گاڑی کے ساتھ ہو لیے۔ ان لوگوں کو معلوم تھا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے دیوتا مولوخ پر قربان کی جانے والی دو لڑکیوں کو بھگا دیا ہے۔ لوگ عنبر پر آوازے کس رہے تھے۔ اسے بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ کئی ایک نے اس پر پتھر بھی پھینکے۔

عنبر خاموش تھا۔ اس کا مقصد ان لوگوں کے خلاف کارروائی کرنا نہیں تھا بلکہ ان کے دلوں سے جھوٹے بُت کا خیال نکال باہر پھینکنا تھا۔ عنبر کو مندر میں لے جایا گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ اونچے لمبے دیو پیکر بد شکل مولوخ کے بُت کے سامنے کچھ فاصلے پر شاہی شامیانہ لگا تھا اور اس کے نیچے تخت پر بادشاہ مشکا ولی اور کرسیوں پر امراء اور دربار کے وزراء براجمان تھے۔ بُت کے پاؤں کے آگے گہرے گڑھے میں جہنم کی آگ روشن تھی۔ شعلوں کی زرد زبانیں اوپر کو لپک رہی تھیں۔ یہ آگ اتنی زبردست تھی کہ گڑھے کے آس پاس بیس بیس قدم تک کوئی انسان نہیں پھٹک سکتا تھا۔ پجاری بُت کے پہلو میں دونوں جانب نصف دائرے کی شکل میں چوکیوں پر بیٹھے منتر پڑھ پڑھ کر آگ

میں مقدس پانی چھڑک رہے تھے۔ دیوداسیاں ایک طرف دالان میں ستونوں کے پاس کھڑی ہاتھ باندھے دیوتا مولوخ کے بھجن گا رہی تھیں۔

عنبر کے آتے ہی لوگوں اور پجاریوں نے نعرے بلند کیے۔ دیوتا کی آگ کے شعلے بھی عنبر کو جھپٹنے کے لیے کچھ اور تیز ہو گئے۔ عنبر خاموش تھا۔ اسے بُت کے پیچھے لایا گیا۔ یہاں بُت کے ساتھ لکڑی کی ایک مچان بندھی تھی۔ عنبر کو اس مچان پر بٹھا دیا گیا۔ دو سپاہی اور دو پجاری اس کے ساتھ ہی مچان پر بیٹھ گئے۔ مچان رسّے سے آہستہ آہستہ اُوپر کھینچی جانے لگی۔ جب یہ مچان بالکل اوپر بُت کی زبان کے پاس پہنچی تو رک گئی۔ اب عنبر کی زنجیریں کھول دی گئیں۔ اس کی کمر میں رسّی باندھ کر اس رسّی کو بت کی زبان کے اوپر اس کے باہر نکلے ہوئے دانت پر سے گزار کر نیچے لٹکا دیا گیا۔ نیچے دو غلاموں نے اس رسّی کو پکڑ لیا۔

عنبر اس رسّی کے سہارے بت کی پھسلواں زبان پر اٹکا ہوا تھا۔ اس نے نیچے دیکھا۔ نیچے آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ گڑھے کے اندر جل رہا تھا۔ اونچے اونچے شعلوں کی زبانیں اوپر اٹھ اٹھ کر جیسے عنبر کو اپنی طرف بلا رہی تھیں۔ نہ شعلوں کو خبر تھی اور نہ ہی وہاں کے پجاریوں، لوگوں، دیوداسیوں اور بادشاہ اور امراء وزراء کو معلوم تھا کہ وہ کس آدمی کو آگ میں ڈال رہے ہیں۔ عنبر آگ کو دیکھ کر ذرا بھی متاثر نہ ہوا۔ اس کا دل بالکل پرسکون رہا۔ اس نے بادشاہ کی طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھا اور بلند آواز میں کہا:

"اے بادشاہ! میں عنبر ہوں۔ تم مجھے خوب پہچانتے ہو میں اس شہر کا معمولی تاجر ہوں۔ سب لوگ یہی سمجھتے ہیں۔ مگر سن لو۔ میں تمہارے دیوتا مولوخ سے بھی بڑھ چڑھ کر ہوں۔ میں تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ ابھی سے اس منحوس بُت پر انسانی جانوں کی قربانی بند کردو۔ یہ بُت اپنے منہ پر بیٹھی ہوئی مکھی بھی نہیں اُڑا سکتا۔ پھر یہ تمہاری مصیبتیں کس طرح دُور کر سکتا ہے۔ انسانوں کو ہلاک کر کے خداوند کریم کے غضب کو مت للکارو۔ آج ہی سے توبہ کرو۔ اس بُت کو توڑ ڈالو اور صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ اور اسی سے سب کچھ مانگو۔"

یہ جملے سن کر پجاریوں کے منہ غصّے سے لال ہوگئے۔ بادشاہ اور درباری بھی نفرت اور کھا جانے والی نظروں سے عنبر کو تکنے لگے۔ بادشاہ نے غصّے سے کانپتے ہوئے بازو بلند کر کے حکم دیا:

"اس گستاخ کو دیوتا کی آگ میں ڈال دو۔"

بادشاہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ غلاموں نے رسّی چھوڑ دی۔ عنبر اسی رسّی کے ساتھ مولوخ کی ڈھلانی زبان پر لٹکا ہوا تھا جونہی رسّی چھٹی، عنبر بدشکل مولوخ بُت کی پیچھے کو پھسلتی ہوئی زبان پر سے گھسٹتا فضا میں دو قلابازیاں کھاتا آگ کے جہنم میں غائب ہوگیا۔ پجاریوں نے دیوتا کے حق میں فلک شگاف نعرے بلند کیے۔ لوگ بھجن گانے لگے۔ دیوداسیاں رقص کرنے لگیں۔ بادشاہ کو درباریوں اور اُمراء نے مبارک باد دی کہ دیوتا کے مجرم کو سزا مل گئی۔ اب دیوتا مولوخ خوش ہوگیا ہے۔

بادشاہ نے تخت پر بیٹھے بیٹھے اعلان کیا کہ اگلی پورے چاند کی رات کو چار حسین لڑکیوں کو مولوخ کے حضور قربان کیا جائے گا۔ پجاریوں اور لوگوں نے خوش ہو کر تالیاں بجائیں اور بادشاہ مشکا ولی زندہ باد کے نعرے بلند کرنے لگے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کی دشمن ماریا

عنبر آگ میں نیچے ہی نیچے گرتا چلا گیا۔

وہ سب سے پہلے بڑے بڑے درختوں کے تنوں کے سرخ کوئلوں پر گرا۔ پھر ان سرخ انگاروں کے ساتھ نیچے سرخ آگ کی تہہ میں اتر گیا جو کئی فٹ اونچی تھی۔ عنبر کے چاروں طرف آگ کے سرخ شعلے آبشار کی طرح اوپر کو اٹھ رہے تھے۔ یہ الٹی آبشار تھی۔ اس کے اردگرد آگ کی سرخ چادر پھیلی ہوئی تھی جس میں سے پگھلتے لاوے ایسی سسکاریں نکل رہی تھیں۔

عنبر کو اس آتش بے پناہ میں بھی کچھ نہ ہوا تھا۔ اس لیے کہ ابھی اس کی قسمت میں مرنا نہیں لکھا تھا، ورنہ آگ کی اس تہہ تک پہنچتے پہنچتے اس کی ہڈی کا ایک ذرہ بھی بھاپ بن کر اڑ گیا ہوتا۔ عنبر نے اپنے جسم کو دیکھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں، کپڑے، یہاں تک کہ سر کے بال اور پلکیں تک سلامت تھیں۔ اس کے کانوں میں آگ کا زبردست شور جیسے آندھی بن کر گونج رہا تھا۔

عنبر نے آگ کی تہہ میں گڑھے کا ایک چکر لگایا۔ دیواروں کے

پتھر بھی سرخ ہو رہے تھے۔ عنبر نے دیکھا کہ آگ کی تہہ میں ایک طرف سرخ دیوار میں گول سرنگ کا منہ بنا ہوا ہے۔ یہ راستہ زیادہ کشادہ نہیں تھا، عنبر اس سرنگ کے سوراخ میں داخل ہو گیا۔ یہاں اسے لیٹ کر چلنا پڑا۔ وہ رینگتا ہوا سرنگ میں کچھ آگے گیا تو آگے جا کر سرنگ کی چڑھائی آگئی۔ وہ چڑھائی پر رینگتا چلا گیا۔ اس کے آگے سیڑھیاں تھیں۔ یہاں آگ بالکل نہیں تھی مگر گڑھے میں سے آگ کی زبردست تپش آ رہی تھی۔ عنبر اوپر سیڑھیاں چڑھتا گیا۔

یہ سیڑھیاں زمین کے اندر ہی اندر دو تین چکر کاٹ کر وہ دیوتا مولوخ کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ دیوتا مولوخ کے پاؤں کے اندر اس کی بنیادوں میں کھڑا ہے۔ یہاں دیوتا کی دونوں اونچی لمبی ٹانگوں کے درمیان بڑے بڑے سیاہ پتھروں کی بنیادیں بنی ہوئی تھیں۔ دیوتا مولوخ ان بنیادوں پر کھڑا تھا۔ اگر ان بنیادوں کے پتھروں کو اکھاڑ دیا جائے تو بت دھڑام سے نیچے گر سکتا تھا۔ عنبر نے دیکھا کہ ایک چکردار زینہ بت کی ایک ٹانگ کے اندر ہی اندر سے اوپر جا رہا ہے۔ عنبر اس پر چڑھنے لگا۔ یہ زینہ ایک کوٹھڑی کے بند دروازے پر پہنچ گیا۔ یہ وہی کوٹھڑی تھی جس کے بارے میں بوڑھی دیوداسی نے عنبر کو بتایا تھا کہ وہاں کیا ہے؟ آج تک کسی کو معلوم نہیں۔ عنبر دروازے کے پاس آیا ہی تھا کہ اسے اندر سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی گھڑے میں منہ ڈال کر بول رہا ہو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ عنبر نے سُنا۔ یہ بُت مولوخ کی آواز تھی۔
بُت مولوخ کہہ رہا تھا:

"میں نے اپنے مجرم کی قربانی قبول کی مگر اے بادشاہ مشکا دلی۔
اس مندر پر دولت خرچ کر، پجاریوں کو سونے کے سکّے عطا کر۔
یہ میرے پجاری ہیں اور اگلے پورے چاند کی رات کو دو لڑکیوں
کو مجھ پر قربان کر۔"

عنبر کو باہر سے لوگوں کے نعرے لگانے کی آوازیں سنائی دیں۔
عنبر نے دروازے پر لات مار کر دروازہ کھول دیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ کوٹھڑی میں دیوتا مولوخ کی ایک آنکھ کے روشن دان میں سے روشنی آ رہی ہے اور ایک موٹا پجاری دیوتا کے منہ کے پاس اندر کی طرف ہو کر گڑھے میں منہ ڈال کر بیٹھا مولوخ کی آواز میں بول رہا ہے۔

موٹے پجاری نے اپنے سامنے عنبر کو دیکھا تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ اس نے ابھی ابھی اس شخص کو دیوتا کی زبان سے پھسل کر قیامت کی آگ میں گرتے دیکھا تھا۔ پھر یہ کیسے زندہ بچ کر یہاں آ گیا؟
موٹے پجاری کا جسم خوف سے کانپنے لگا۔ عنبر نے آگے بڑھ کر اس کے موٹے پیٹ پر زور سے ہاتھ مارا۔ پجاری چھوٹے سے ہاتھی کے بچے کی طرح کوٹھڑیوں میں لڑھکنیاں کھاتا سامنے والی دیوار کے ساتھ ٹکرایا اور بے ہوش ہو گیا۔

عنبر نے گڑھے میں اپنا منہ ڈال کر بلند آواز میں کہا:

"اے بادشاہ! سُنو! ابھی ابھی میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ابھی
مجھ پر کسی لڑکی کو قربان نہ کیا جائے۔ میں تمہارا دیوتا مولوخ
بول رہا ہوں۔ جب تک میں دوسرا حکم نہ دوں کسی انسان
کو مجھ پر قربان نہ کرنا۔ کیوں کہ میں آکاش پر دوسرے دیوتاؤں
سے ملاقات کرنے جا رہا ہوں۔"

اتنا کہہ کر عنبر نے بُت کے کھلے منہ کے پیچھے ایک دانت کی درز میں سے نیچے دیکھا۔ یہ بُت چھ منزلہ بلند تھا۔ عنبر نے دیکھا کہ بادشاہ، وزراء، درباری اور پجاری بُت کے اس اعلان پر حیران پریشان کھڑے ایک دوسرے کو تک رہے ہیں کہ ابھی تو مولوخ نے کچھ اور کہا تھا، ابھی دوسرا اعلان کر دیا۔

عنبر نے دوسری بار گڑھے میں منہ ڈال کر گرج دار آواز میں کہا:

"تم لوگ حیران ہو کر میری طرف کیا دیکھ رہے ہو؟ کیا
تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟ اگر تم نے میرا حکم نہ مانا تو
میں تمہارے شہر میں آگ لگا دوں گا۔"

ایک دم نیچے سے آوازیں آنے لگیں:

"دیوتا مولوخ ہمیں معاف کر دے تو جیسا کہے گا ہم ویسے ہی
کریں گے۔ ہم تیرے حکم کے غلام ہیں۔"

عنبر نے نیچے دیکھا بادشاہ کی سواری واپس جا رہی تھی۔ پجاری اور دیوداسیاں بُت کے [illegible] رہے تھے۔ کچھ دیر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیے عنبر بُت پر انسانی قربانی کی مذموم رسم کو روکنے میں کامیاب ہو گیا تھا مگر اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ کچھ عرصے کے بعد پھر انسانی قربانی شروع کر دیں گے۔ اب عنبر ہر بار بُت کے اندر آکر یہ اعلان نہیں کر سکتا تھا۔ جب تک یہ بُت اپنی جگہ پر قائم ہے۔ انسانی قربانی کی رسم جاری ہی رہتی۔ عنبر کچھ سوچ کر کوٹھڑی سے نکلنے لگا تو اسے موٹے پجاری کا خیال آ گیا۔ پجاری دیوار کے ساتھ اوندھے منہ پڑا تھا۔ عنبر نے اسے سیدھا کیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کی جان نکل چکی تھی۔ خدا جانے یہ عنبر کے مکے کا اثر تھا یا موٹا پجاری خوف کے مارے ہی مر گیا تھا۔ بہرحال اس کا مرجانا بہتر بات تھی۔ اگر وہ خود نہ مرتا تو عنبر کو اسے مارنا پڑتا کیونکہ وہ باہر جا کر لوگوں کو بتا سکتا تھا۔ یہ مولوخ کی آواز نہیں تھی بلکہ عنبر خود بول رہا تھا۔

عنبر نے موٹے پجاری کی لاش کو وہیں چھوڑا اور چکر دار زینے سے اُتر کر نیچے بُت کے پاؤں کے پاس بنیادوں کے پتھروں کے درمیان آگیا۔ یہ بنیادوں کے پتھر گول ستونوں کی طرح تھے جن پر بُت کا پورے کا پورا ڈھانچہ اُوپر اٹھایا گیا تھا۔ عنبر کو اسی جگہ ایک مقام پر پتھر کی سل ذرا اکھڑی ہوئی لگی۔ اس نے اسے ہلایا تو وہ پیچھے کھسک آئی۔ یہ باہر جانے کا راستہ تھا۔

باہر مندر کا عقبی دالان تھا جہاں دیوداسیاں رقص کر رہی تھیں۔ عنبر نے پتھر کی سل وہیں رہنے دی اور اب رات کا اندھیرا ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ وہ خاموشی سے بُت کے بنیادی ستونوں کے پاس بیٹھ گیا۔ یہاں اسے کیٹی اور پھر ناگ ماریا کا خیال آنے لگا کہ جانے وہ اس وقت کہاں اور کس حال میں ہوں گے۔ پھر اس کا خیال دونوں بہنوں کی طرف چلا گیا جن کو اس نے موت کے منہ سے نکال کر فرار کرا دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ ملک سوریہ کی سرحدوں کو پار کر چکی ہوں گی۔

عنبر کو اندر بھجن گانے کی ہلکی ہلکی آوازیں آرہی تھیں۔ پھر یہ آوازیں رُک گئیں۔ آہستہ آہستہ مندر میں خاموشی چھائی شروع ہو گئی۔ جب باہر مکمل طور پر خاموشی چھا گئی تو عنبر نے پتھر کی سل کو اپنی طرف کھسکا کر باہر دیکھا۔ مندر میں کہیں کہیں شمعیں روشن تھیں۔ دالان خالی پڑا تھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ عنبر باہر نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ دیوہیکل مولوخ بُت کے پیچھے اس کی ایک ٹانگ کے پاس کھڑا ہے۔ اس نے پتھر کی سل کو واپس کھینچ کر سوراخ بند کر دیا اور خاموشی سے سامنے والی راہ داری کی طرف چلنے لگا۔

اسے معلوم تھا کہ کنچالا پروہت کس کوٹھڑی میں رہتا ہے۔

کنچالا پروہت اپنی کوٹھڑی میں گدیلے پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھیلے میں سے سونے کے سکے نکال کر انہیں گن رہا تھا۔ دروازے پر دستک ہوئی۔

کنچالا پروہت نے ناگواری سے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کون بدتمیز ہے جو اس وقت میرے گیان دھیان کو خراب کرنے آیا ہے۔"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ دستک پھر ہوئی۔ اب تو کنچالا کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے غصّے میں کہا:

"کون ہے بدتمیز؟ بولتے کیوں نہیں؟ جب تک بولو گے نہیں میں دروازہ نہیں کھولوں گا۔"

عنبر کے لیے بند دروازے کو کھولنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس نے اپنے گھٹنے کو بند دروازے کے ساتھ لگا کر ذرا سا زور ڈالا تو دروازے کا کنڈا تڑاخ سے ٹوٹ کر لٹکنے لگا۔ دروازہ کھل گیا۔ کنچالا پروہت جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے شمع کی روشنی میں عنبر کا چہرہ دیکھ لیا تھا۔ کنچالا کا رنگ لاش کی طرح زرد ہو گیا تھا۔ اس کے ہونٹ لرزنے لگے تھے۔ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ موٹی توند آہستہ آہستہ کپکپا رہی تھی۔ وہ دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھے خود بھی کانپ رہا تھا۔ عنبر نے دروازہ بند کر دیا اور اس کے پاس آکر آرام سے بستر پر بیٹھ گیا اور بولا:

"کنچالا! تم نے مجھے ضرور پہچان لیا ہوگا۔ میں عنبر ہوں وہی عنبر جو تمہیں مٹھائیاں لا کر کھلاتا تھا اور جس کو تم لوگوں نے شام کو آگ میں ڈال دیا تھا۔"

کنچالا کے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا۔

عنبر نے کہا:

"میں وہی عنبر ہوں۔ تم اس لیے خوف زدہ ہو کہ تمہارے حساب سے مجھے تمہارے دیوتا کی آگ میں جل کر راکھ ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر تم نہیں جانتے کہ تمہارا دیوتا ایک پتھر اور اینٹوں کا بُت ہے۔ اس کے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ میری جان اس خدا کے قبضے میں ہے جو واحد ہے۔ جو ایک ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے حکم سے مجھے آگ نے کچھ نہیں کہا اور میں زندہ حالت میں تمہارے سامنے بیٹھا ہوں۔"

کنچالا نے ہکلا ہکلا کر کہا:

"تم بدرُوح ہو۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے کچھ نہ کہو۔ نہیں بادشاہ کے حکم سے آگ میں ڈالا گیا تھا۔ مجھے معاف کر دو اے عنبر کی بدروح!"

عنبر نے پروہت کی موٹی توند پر ایک ہلکا سا ہاتھ مارا۔ پروہت ہائے کہہ کر بستر پر لڑھک گیا۔

"مجھے نہ مارنا۔ مجھے معاف کر دو اے بھوت!"

عنبر نے پروہت کنچالا کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا کر بستر پہ بٹھا دیا اور خود ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر کہنے لگا:

"کنچالا سنو! میں اپنی بدرُوح یا بھوت نہیں ہوں۔ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ہوں ۔ میری طاقت کا تم اندازہ نہیں لگا سکتے ہاں یہ چھوٹا سا ثبوت تمہارے سامنے ہے کہ میں اتنی زبردست آگ میں سے بھی زندہ نکل آیا ہوں ۔ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اس جھوٹے اور بے کار بُت کے سامنے انسانی قربانی دینا بند کر دو۔"

کنچالا نے کہا :

"اے بھُوت ! یہ ناممکن ہے ۔ ہمارا دیوتا مولوخ سچا ہے ہم انسانی قربانی بند نہیں کر سکتے"۔

عنبر نے اسے گردن سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور کہا :

"بدبخت تو کیا سمجھتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ تمہارا ایک پجاری گھڑے میں منہ ڈال کر دیوتا کی آواز نکال کر حکم دیتا ہے ؟ میں اُوپر سے ہو کر آیا ہوں ۔ وہاں تمہارا مکار پجاری مرا ہوا ہے ۔ جاؤ اس کی لاش اٹھا کر لے آؤ۔"

یہ کہہ کر عنبر کنچالا کی کوٹھڑی سے باہر نکل آیا ۔ اب وہ سیدھا بادشاہ کے محل کی طرف روانہ ہو گیا ۔ مندر کے بڑے دروازے پر اسے پہرے داروں نے روکا وہ اندھیرے میں اسے پہچان نہ سکے ۔ عنبر نے دونوں ہاتھوں سے بند دروازے کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا تو دروازہ ٹوٹ گیا ۔ عنبر کھائی کے پُل کے اوپر سے دوڑتا ہوا دوسری طرف چلا گیا ۔ پل کی دوسری طرف دو سپاہی گھوڑا دوڑاتے اس کی طرف بڑھے ۔ عنبر اب اپنی طاقت کا پورا مظاہرہ کر سکتا تھا ۔ ایک سپاہی نے اس پر زور سے نیزہ پھینکا ۔ نیزہ عنبر کے جسم سے ٹکرا کر دُور جا گرا ۔ عنبر نے دوسرے سپاہی کو ٹانگ سے پکڑ کر نیچے گرایا اور اس کے خالی گھوڑے پر اچھل کر بیٹھا اور شاہی محل کی طرف گھوڑا سرپٹ دوڑانے لگا ۔

وہ محل کے خاص دروازے کی طرف جانے کی بجائے اس کے پیچھے باغ میں آ گیا ۔ یہاں وہ ایک بلند درخت کی اوپر والی ٹہنی کو پکڑ کر محل کی چھت پر کُود گیا ۔ وہ اوپر بارہ دری کے دروازے سے نیچے محل میں اترنے لگا تو دو پہرے دار تلواریں لہراتے اس کی طرف بڑھے ۔ عنبر نے باری باری ان دونوں کو محل کی چھت سے نیچے باغ میں لڑھکا دیا ۔ اب وہ سیڑھیاں اترتا نیچے شاہی محل کی تیسری منزل میں آ گیا ۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ بادشاہ کی خواب گاہ کہاں ہے ؟

عنبر شاہی محل کی شاندار راہ داری میں سے گذرتے ہوئے بلند آواز میں بولنے لگا :

"اے بادشاہ شسکا دلی ! میں تجھے ایک خدا کی طرف بلانے آیا ہوں"۔

محل میں سب بیدار ہو گئے ۔ ایک شور سا مچ گیا ۔ پہرے داروں نے عنبر کو پکڑ لیا ۔ عنبر نے کوئی مقابلہ نہ کیا ۔ وہ چاہتا تھا کہ اسے بادشاہ کے سامنے لے جایا جائے ۔ سپاہی اسے پکڑ کر قید خانے کی طرف لے جانے لگے تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے انہیں نیچے گرا دیا اور بلند آواز میں چلا کر کہا :

"مجھے بادشاہ سے ملنا ہے۔ اے بادشاہ! میرے سامنے آ اور خدائے واحد کا پیغام سُن۔"

بادشاہ کی خواب گاہ وہاں سے دُور نہیں تھی۔ بادشاہ جاگ پڑا تھا وہ خواب گاہ سے باہر آ گیا۔ جب اس نے اپنے سامنے عنبر کو دیکھا تو اس کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔

عنبر نے کہا :

"اے بادشاہ! تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ میں زندہ ہوں تمہارے جھوٹے دیوتا کی آگ مجھ پر اثر نہیں کر سکی۔ میں تمہیں یہ کہنے آیا ہوں کہ اس بُت کے آگے معصوم انسانوں کو آگ میں پھینکنا بند کر دو نہیں تو تم پر خدا کا قہر نازل ہو گا۔"

بادشاہ کا وزیر بھی اپنے کمرے سے نکل کر وہاں آ گیا تھا۔ اس نے بادشاہ کے کان میں آہستہ سے کہا :

"شہنشاہ! یہ عنبر کی بدرُوح ہے۔ اسے ابھی کچھ نہیں کہنا چاہیے۔"

چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور عنبر سے کہا کہ وہ اس کی ہدایت پر ضرور غور کرے گا۔ عنبر سمجھ گیا کہ بادشاہ چال چل رہا ہے اور وزیر نے اسے ایسی ہی پٹی پڑھائی ہے۔ اب اس کے سامنے ایک ہی راستہ تھا کہ مولوخ کے بُت کو گرا کر پاش پاش کر دیا جائے۔ وہ کسی طرح بھی ان لوگوں کے دلوں سے مولوخ بُت کی ہیبت دُور نہیں کر سکتا تھا سوائے اس کے کہ بُت کو تباہ کر دیا جائے۔ یوں ہو سکتا تھا کہ اس بُت کی طاقت کا عقیدہ ان کے دلوں سے ختم ہو جائے۔

یہ سوچ کر عنبر راہ داری کے زینے کی طرف بڑھا۔ سپاہی آگے بڑھ کر اسے پکڑنے لگے تو بادشاہ نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں ایسا کرنے سے رُوک دیا۔ عنبر خاموشی سے سیڑھیاں اتر کر محل کے باغ میں آ گیا۔ پھر وہاں سے دیوار پھلانگ کر دوسری طرف گیا اور گھوڑے پر بیٹھ کر مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ بادشاہ نے اسی وقت دربار کے شاہی جادوگر کو طلب کر لیا اور اسے بتایا کہ جس آدمی کو ہم نے قربان کیا تھا اس کا بھوت شہر میں آ گیا ہے اور وہ رعایا کو تنگ کرے گا۔ اسی لیے اس کو کسی طریقے سے قابو میں کیا جائے۔

شاہی جادوگر ایک پرانا اور تجربہ کار افریقی جادوگر تھا۔ اس کے پاس کئی طلسمی منتر تھے۔ شاہی جادوگر اسی وقت محل کی چھت پر پانی سے بھرا ہوا پیالہ مُردوں کی ہڈیاں اور کھوپڑی لے کر طلسم کرنے بیٹھ گیا۔ اس کے پاس صرف بادشاہ اور وزیر ہی چوکیوں پر بیٹھے تھے۔ شاہی جادوگر نے پانی کا پیالہ اپنے سامنے رکھ لیا اور فرش پر مُردے کی ہڈیاں پھینک کر طلسمی منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس وقت عنبر سرپٹ گھوڑا دوڑاتا مندر کے دروازے کے سامنے والے پُل پر پہنچ گیا تھا۔ پہرے داروں نے عنبر کو دیکھ کر اس پر تیر چلانے شروع کر دیئے۔ تیر عنبر کے جسم سے ٹکرا ٹکرا کر نیچے گر رہے تھے۔ عنبر گھوڑا دوڑائے دوڑا چلا آ رہا تھا۔ سپاہیوں نے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی مگر عنبر گھوڑے سمیت ڈیوڑھی میں پہنچ گیا اور گھوڑا دوڑاتے ڈیوڑھی سے نکل مندر کے دالان میں آگیا۔ اسے دیکھ کر پجاری اور دیوداسیاں ڈر کے مارے ادھر اُدھر بھاگ گئے۔

عنبر کے ذہن میں ایک منصوبہ تھا جس پر وہ فوری طور پر عمل کرنا چاہتا تھا۔ وہ گھوڑے سے اتر کر دیو ہیکل منحوس بُت مولوخ کی طرف بڑھا۔ اسے معلوم تھا کہ بت کے اندر اس کے پاؤں کے پاس کھڑے بنیادی ستونوں کی طرف کون سا راستہ جاتا ہے۔ بت کے پیچھے اس کے پاؤں کے پاس آکر عنبر نے پتھر کی سل باہر کھینچی اور بت کے اندر گھس گیا۔ اب وہ بت کے پاؤں اور ٹانگوں کے درمیان بنے ہوئے گول ستونوں کے پاس کھڑا تھا۔ یہی وہ ستون تھے جن پر مولوخ بت کا اونچا لمبا پتھر کا ڈھانچہ کھڑا تھا۔ اس وقت بھی بت کے سامنے گڑھے میں آگ کا الاؤ دھڑک رہا تھا۔

باہر مندر میں شور مچ گیا کہ عنبر کا بھوت بت کے اندر چلا گیا ہے۔ پجاریوں نے بھوت کو مار بھگانے کے لیے منتر پڑھنے شروع کر دیئے جب کہ سپاہی نیزے لے کر اس جگہ آگئے جہاں سے رینگ کر عنبر بت

کے اندر داخل ہوا تھا۔ عنبر نے پتھر کی بھاری سل سے سوراخ بند کر دیا تھا۔ سپاہیوں نے سل کو اپنی جگہ سے کھینچنے کے جتن شروع کر دیئے۔

عنبر خدا کا نام لے کر اپنے کام میں لگ گیا۔ اس نے ایک ستون کے گرد دونوں بازو ڈالے اور ذرا سے ہلکا سا جھٹکا دیا۔ بت سخت پتھر کا بنا تھا۔ اس پر ذرا سا بھی اثر نہ ہوا۔ عنبر نے ذرا اور زور لگا کر جھٹکا دیا تو بھی بت نے اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہ کی۔ عنبر نے ستون کو اپنے بازوؤں میں مضبوطی سے لے کر خدا کا نام لیا اور ذرا سے اپنی طرف پوری طاقت سے کھینچا۔ ایک کڑاکے کی آواز کے ساتھ ستون ٹوٹ کر پیچھے کو گرا۔

مولوخ بت کو ذرا سی جنبش ہوئی۔ عنبر نے اب دوسرے ستون کو جھٹک کر دو ٹکڑے کیا تو بت ایسے لرزا جیسے بھونچال آ گیا ہو۔ تیسرا ستون اکھاڑنے پر تڑاخ کی آواز بلند ہوئی اور بت ایک طرف کو جھک گیا۔ باہر مندر میں لوگوں کا شور بلند ہوا۔ ہر کوئی اونچی آواز میں بھجن گانے لگا۔ چوتھے ستون کے اکھڑنے پر مولوخ بت کا ایک بازو ٹوٹ کر دھماکے کی آواز کے ساتھ آگ کے الاؤ میں گر پڑا۔ پجاری خوف زدہ چوہوں کی طرح دالان سے کوٹھڑیوں کی طرف دوڑ پڑے۔ عنبر نے پانچواں اور چھٹا ستون گرایا تو مولوخ بت پہلے پیچھے کو جھولا۔ پھر آگے کو جھکا اور قیامت کے شور کے ساتھ دھڑام سے مندر کے دالان میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

منہ کے بل گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس نے سامنے والی سات کوٹھڑیوں کو بھی تہس نہس کر دیا تھا۔ بت کا پیٹ آگ کے الاؤ پر گرا تھا جس کی وجہ سے آگ کے گڑھے کا منہ بند ہو گیا۔ اس کے بدصورت منہ کے کئی ٹکڑے دالان میں بکھر گئے تھے۔

عنبر اس جگہ کھڑا تھا جہاں پہلے بت مولوخ کے پاؤں ہوتے تھے۔ بت جڑ سے اُکھڑ کر پاش پاش ہو گیا تھا۔ مندر میں واویلا مچ گیا۔ کئی پجاری بت کے نیچے آکر مر گئے۔ دیوداسیاں چیختی چلاتیں مندر کی ڈیوڑھی کی طرف بھاگ گئیں۔ عنبر مولوخ بت کے ایک بہت بڑے ٹکڑے پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بازو فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا:

"تمہارا جھوٹا بت پاش پاش ہو گیا ہے۔ اگر اس میں طاقت ہوتی تو یہ اپنی حفاظت کرتا۔ مگر یہ محض پتھر تھا اور پتھر اپنے آپ ذرا سی بھی حرکت نہیں کر سکتے۔ تم لوگ بتوں کی پوجا سے توبہ کرو اور صرف ایک خدا کی پرستش کرو۔"

عنبر ٹوٹے ہوئے بت کے اوپر کھڑا تقریر کر رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ کملاوتی راج کماری کی روح کو شانتی مل گئی ہو گی اور وہ اس کا شکریہ ادا کرنے اپنے وعدے کے مطابق وہاں ضرور آئے گی۔

دوسری طرف شاہی محل کی چھت پر شاہی جادوگر اپنے طلسمی عمل میں مصروف تھا کہ ایک اہل کار نے آکر خبر سنائی کہ عنبر کے بھوت نے مولوخ دیوتا کے بت کو گرا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ بادشاہ خوف اور غصے کے مارے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے شاہی جادوگر سے کہا:

"بھوت کو قابو میں کرو۔ یہ ہمیں برباد کر دے گا۔"

شاہی جادوگر نے سر ہلا کر بادشاہ کو مطمئن رہنے کا اشارہ کیا اور پانی میں دیکھا۔ اسے پیالے کے پانی میں عنبر اس طرح دکھائی دیا کہ بت مولوخ کے سب سے بڑے ٹکڑے پر کھڑا تقریر کر رہا تھا اور سپاہی ڈیوڑھی اور مندر کی چھت پر سے اس پر تیر برسا رہے تھے۔ جادوگر نے یہ منظر بادشاہ مشکادلی کو بھی دکھایا۔

بادشاہ خوف زدہ ہو کر بولا:

"اس بھوت پر تیر تلوار کا بھی اثر نہیں ہوتا۔ اس نے ہمارے دیوتا کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ اس بھوت کو آگ میں جلا کر بھسم کر دو۔"

افریقی جادوگر نے کہا:

"اے بادشاہ! دنیا کا کوئی جادو اس بھوت کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ ہاں میں اسے پتھر کے بت میں تبدیل کر سکتا ہوں۔ اس سے آگے میرا طلسم بھی بے بس ہے بادشاہ سلامت۔"

بادشاہ نے چلا کر کہا:

"اسے پتھر بنا دو۔ فوراً۔"

افریقی جادوگر نے کچھ منتر پڑھنے کے بعد مُردے کی سات ہڈیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ٹکڑے زور سے فرش پر پھینکے۔ ایک عجیب سی دل خراش آواز بلند ہوئی۔ افریقی جادوگر نے جھک کر پانی کے پیالے میں دیکھا۔ مسکرایا اور بادشاہ سے کہا:

"بادشاہ سلامت! آپ کا دشمن آپ کے قبضے میں آچکا ہے۔"

بادشاہ اور وزیر نے بھی جھک کر پیالے میں دیکھا۔ انہیں عنبر کا بھوت اس حالت میں پتھر کا انسانی مجسمہ بنا ہوا نظر آیا کہ اس کا ایک بازو ہوا میں بلند تھا۔ بادشاہ نے اطمینان کا سانس لیا اور افریقی جادوگر سے پوچھا:

"کیا یہ بھوت کہیں دوبارا زندہ تو نہیں ہو جائے گا؟"

جادوگر بولا:

"اس کا دوبارا زندہ ہونا ناممکن ہے۔ کیوں کہ یہ اسی صورت میں دوبارا زندہ ہو سکتا ہے کہ زمین کی گہرائیوں میں رہنے والا ناگ دیوتا یہاں آئے اور اس کے پتھر ہو چکے جسم پر تین بار اپنی پھنکار مارے۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ ناگ دیوتا کبھی زمین کی گہرائیوں سے نکل کر یہاں نہیں آئے گا۔ اس لیے آپ بے فکر ہو جائیں۔"

بادشاہ بڑا خوش ہوا۔ اس نے وزیر سے کہا:

"عنبر کے بھوت کے بت کو مندر کے دروازے پر نصب کر دیا جائے اور رعایا کو حکم دے دیا جائے کہ جو بھی مندر میں داخل ہو اس بت پر مٹھی بھر خاک ڈالے کیونکہ یہ ہمارا دشمن تھا اور اس نے ہمارے بت کو توڑنے کا گناہ کیا تھا۔"

اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے مولوخ دیوتا کے بت کی دوبارا تعمیر کا بھی حکم صادر کر دیا۔ اسی روز عنبر کے پتھر ہو چکے بت کو اٹھا کر مندر کی ڈیوڑھی کے باہر کھائی کے کنارے پل کے پاس ایک چبوترے پر نصب کر دیا گیا۔ لوگ مندر میں جاتے ہوئے زمین پر سے تھوڑی سی مٹی اٹھا کر بت پر زور سے پھینکتے اور مولوخ دیوتا کے بھجن گاتے مندر میں داخل ہو جاتے۔

بادشاہ کے حکم سے مندر میں سے گرے ہوئے بت کے ٹکڑے ہٹا کر اسی جگہ نئے بت کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا۔ اس کام کے لیے کافی وقت درکار تھا۔ ماہرین نے بادشاہ کو بتایا کہ وہ ایک سال کے عرصے میں بت کو دوبارا تعمیر کر سکیں گے۔ بادشاہ نے خزانے کا منہ کھول دیا۔ عنبر مجسمے کی شکل میں مندر کے باہر چبوترے پر کھڑا تھا۔ اس کا جسم اگرچہ پتھر بن چکا تھا مگر جیسا کہ پہلے بھی ایک بار اس کے ساتھ ہوا تھا اس کا ذہن سلامت تھا اور وہ سوچ بھی سکتا تھا اور اپنی پتھرائی ہوئی آنکھوں کے پیچھے سے دیکھ بھی سکتا تھا۔ مگر اپنی آنکھیں گھمانے سے مجبور تھا۔ وہ دل ہی دل میں خدا کو یاد کرنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہماری کہانی اب اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ ایک طرف تو ماریا شمالی افریقہ میں قرطاجنہ کے شہر سے دور ایک بستی کے پاس چٹانی غار کے اندر ہنڈیا میں دھوئیں کی شکل میں قید ہے اور آدھی چڑیل کا بیٹا زنگاری سانپ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ دوسری طرف کیبٹی ایک زندہ لاش کی شکل میں قرطاجنہ شہر کے مندر میں موجود ہے اور وہاں کے لوگ اسے سمندر کی اردنا دیوی سمجھ کر اس کی پوجا کر رہے ہیں جب کہ تیسری جانب ناگ اور تھیوسانگ ایک قافلے کے ساتھ ملک ہندوستان کے مغربی ساحل پر واقع کورومنڈل پہنچنے والے ہیں۔ آدھی چڑیل رادنی بھی ماریا کی شکل میں ان کے ساتھ سفر کر رہی ہے۔

اب ہم تھوڑی دیر کے لیے ناگ اور تھیوسانگ کے قافلے کی طرف چلتے ہیں۔ ناگ اور تھیوسانگ نقلی ماریا کے ساتھ سفر کرتے کرتے آخر ہندوستان کے مغربی ساحل کے شہر کورومنڈل پہنچ گئے۔ آدھی چڑیل رادنی جو نقلی ماریا کے روپ میں ان کے ساتھ سفر کر رہی تھی اپنی اس کامیابی پر بہت خوش تھی کہ وہ ناگ دیوتا کو جھانسہ دے کر کورومنڈل تک لے آئی تھی۔ یہاں وہ ایک سرائے میں اترے۔ ناگ نے فضا میں سونگھ کر کہا:

"عنبر اور کیبٹی کی خوشبو اس شہر میں نہیں ہے۔"

نقلی ماریا بولی:

"ہو سکتا ہے وہ یہاں سے دور ہوں اور اس شہر کی طرف چلے آ رہے ہوں۔ میری اطلاع غلط نہیں ہو

سکتی ناگ بھیا!"

ناگ خاموش ہو گیا۔

تھیوسانگ کہنے لگا:

"میرا خیال ہے ہمیں شہر کا ایک چکر لگانا چاہیے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عنبر یا کیبٹی یہاں کسی جگہ کسی طلسم کا شکار ہو گئے ہوں۔"

نقلی ماریا بولی:

"اچھی بات ہے۔ تم لوگ شہر کی طرف جاؤ میں سمندر کے کنارے جو چٹانیں ہیں ان میں عنبر اور کیبٹی کا کھوج لگاتی ہوں۔"

ناگ اور تھیوسانگ کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ اصلی ماریا نہیں ہے بلکہ آدھی چڑیل رادنی ہے جو ماریا کے بھیس میں ان کے ساتھ سفر کر رہی ہے۔ ناگ اور تھیوسانگ شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے جاتے ہی آدھی چڑیل رادنی فضا میں اچھل کر پرواز کرتی سمندر کے کنارے دور ویران چٹانوں کے درمیان اس جگہ پہنچی جس کے نیچے گہرے غار کی تاریکیوں میں شیش ناگ رہتا تھا۔

یہاں پہنچتے ہی آدھی چڑیل نے ماریا کا حلیہ بدل لیا اور اپنی اصلی شکل میں واپس آ گئی۔ وہ ایک خفیہ مقام سے چٹانوں کے اندر داخل ہوئی اور تاریک مرطوب سرنگ میں سے گذرتی چٹانوں کے نیچے

d by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس مقام پر آ گئی جہاں چار اژدہا ایک غار کے منہ پر پہرہ دے رہے تھے۔ راونی چڑیل نے انہیں منتر پڑھ کر پھونکا اور سانپوں کی زبان میں بولی:

"دیوتا شیش ناگ کو خبر کرو کہ اس کی چیلی راونی اس کے لیے ایک خوشی کی خبر لائی ہے۔"

ایک اژدہا فوراً غار کے اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور راونی چڑیل سے مخاطب ہوا:

"راونی! تمہیں شیش ناگ نے بلایا ہے۔"

راونی چڑیل ہوا میں اڑتی ہوئی غار میں داخل ہو گئی۔ یہ غار گھوم گھام کر زمین کے اندر ہی اندر ایک اونچی چھت والے دالان میں آ گیا جہاں بہت بڑا اژدہا یعنی شیش ناگ جس کے چار منہ تھے۔ زمرد کے ایک تخت پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ سات اژدہا اس کی حفاظت کر رہے تھے۔ راونی چڑیل نے آتے ہی جھک کر شیش ناگ کو نمسکار کیا۔ شیش ناگ نے اژدہوں کو وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا۔ جب راونی چڑیل اور شیش ناگ وہاں اکیلے رہ گئے تو شیش ناگ نے پوچھا:

"راونی چڑیل! تو ہمارے لیے کیا خوش خبری لائی ہے؟"

راونی بولی: "عظیم شیش ناگ! میں تیرے دشمن ناگ دیوتا کو اس شہر تک جھانسہ دے کر لے آئی ہوں۔"

شیش ناگ خوشی سے جھوم اٹھا۔ بولا:

"کیا تم نے اسے طلسم کے ذریعے قابو کر رکھا ہے؟"

راونی چڑیل بولی:

"شیش ناگ! تم خوب جانتے ہو کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔ میرا جادو اس پر اثر نہیں کرتا۔ میں اس کی ایک ساتھی ماریا بن کر اسے دھوکے سے یہاں تک لے آئی ہوں۔ اب تم میری مدد کرو اور مجھے بتاؤ کہ میں اسے تمہارے حضور کیسے لاؤں؟"

شیش ناگ کے چاروں منہ سرخ سرخ زبانیں باہر نکالنے لگے کچھ دیر وہ اپنی زبانیں لہراتے رہے۔ پھر سب سے بڑے منہ نے اپنا چہرہ راونی چڑیل کی طرف کیا اور کہا:

"راونی میری بات غور سے سنو۔"

راونی چڑیل بولی:

"سن رہی ہوں مہاراج!"

شیش ناگ کہنے لگا:

"میں جس تخت پر بیٹھا ہوں اس کے ساتویں پائے کے نیچے پتھر کے ایک ٹکڑے کو ہٹاؤ گی تو تمہیں ایک چھوٹی سی سیاہ ڈبیا ملے گی۔ اس ڈبیا میں تیری آسنی کی چٹکی پڑی ہے۔ تم ناگ دیوتا کو سمندر کے کنارے میری چٹان کے پاس لاؤ۔ پھر کوشش کرو کہ ناگ ایسی جگہ

ned by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھڑا ہو جہاں سمندر کا پانی اس کے ٹخنوں تک پہنچے۔ پھر تم ڈبیا میں سے یہ چٹکی نکال کر اس کے سر کے اوپر ڈال دو۔ ناگ ایک دم سے سیاہ بچھو کی شکل اختیار کر جائے گا۔ تم بے فکر ہو کر اسے اٹھا کر اپنی مٹھی میں بند کر کے اٹھا لینا۔ وہ بے حس ہو گا۔ اور کوئی حرکت نہیں کر سکے گا۔ تم اسے لے کر سیدھی میرے پاس آ جانا۔ اس کے بعد تمہیں جو کرنا ہو گا۔ اس کے بعد بتاؤں گا اب جلدی سے میرے تخت کے پائے کے قریب سے طلسمی چٹکی والی ڈبیا نکالو۔"

راونی چڑیل شیش ناگ کے تخت کے ساتویں پائے کے پاس گئی۔ جھک کر اس نے پتھر کے ایک ٹکڑے کو ہٹایا تو نیچے ایک سیاہ ڈبیا پڑی تھی۔ راونی چڑیل نے ڈبیا اٹھا لی۔

شیش ناگ نے کہا:

"فوراً اپنا عمل شروع کر دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ناگ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔"

راونی چڑیل شیش ناگ کی آشیر باد لے کر فوراً چٹانی غار سے باہر نکل آئی اور کورومنڈل شہر کی اس سرائے کی طرف روانہ ہو گئی جہاں ناگ اور تھیوسانگ کے ساتھ وہ خود بھی ماریا کی شکل میں ٹھہری ہوئی تھی۔ سمندر کے کنارے پہنچتے ہی راونی چڑیل نے دوبارہ نقلی ماریا کی شکل اختیار کی اور غائب ہو گئی۔ اب وہ ہوا میں اڑتی ہوئی سرائے کی طرف چلی جا رہی تھی۔ سرائے میں ابھی تک ناگ اور تھیوسانگ واپس نہیں آئے تھے۔ راونی چڑیل بے چینی سے ان کا انتظار کرنے لگی۔ کچھ دیر گزری ہو گی کہ اسے ناگ اور تھیوسانگ سرائے کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ راونی چڑیل نے اپنے ذہن میں ایک منصوبہ پہلے ہی سے تیار کر رکھا تھا۔

O

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حویلی کی آسیبی کوٹھڑی

ناگ اور تھیوسانگ کو دُور ہی سے نقلی ماریا کی تیز خوشبو آگئی۔ ناگ نے تھیوسانگ سے کہا:

"تھیوسانگ! یہ بات مجھے بڑی عجیب سی لگتی ہے کہ ماریا کی خوشبو میں فرق آگیا ہے۔ خدا جانے کیا بات ہے۔"

تھیوسانگ کے وہم و گمان میں یہ بات نہیں تھی کہ ان کے ساتھ جو ماریا سفر کر رہی ہے وہ اصلی ماریا نہیں ہے۔ اُس نے کہا:

"میرا خیال ہے شاید یہ گرم آب و ہوا کا اثر ہے۔ بہر حال ماریا سے ایک بار پھر پوچھ لیتے ہیں کہ کہیں وہ بیمار تو نہیں ہو گئی۔"

نقلی ماریا یعنی راونی چڑیل غیبی حالت میں سرائے کے کمرے میں بے چینی سے ناگ کا راستہ دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے تو ماریا نے خوشی کے ساتھ کہا:

"ناگ بھائی مبارک ہو۔ میں نے عنبر اور کیٹی کا سراغ لگا لیا ہے۔"

یہ اتنی بڑی خوشخبری تھی کہ ناگ اور تھیوسانگ نقلی ماریا سے یہ پوچھنا بھول گئے کہ اس کے جسم کی خوشبو تیز اور انوکھی کیوں ہو گئی ہے۔ ناگ نے پوچھا:

"کہاں ہیں عنبر اور کیٹی؟ تم نے انہیں کہاں دیکھا ہے ماریا؟"

نقلی ماریا بولی:

"یہاں سے دُور ساحل کے پاس سمندر میں تین چٹانیں اُبھری کھڑی ہیں۔ مجھے عنبر اور کیٹی کی وہاں بڑی تیز خوشبو آئی تھی۔ میں نے انہیں بہت آوازیں دیں۔ انہیں چٹانوں کے گرد گھوم کر تلاش بھی کیا مگر وہ مجھے کہیں نظر نہیں آئے۔ میں بھاگ کر تمہارے پاس آگئی۔ چلو اکٹھے چل کر عنبر کیٹی کو تلاش کرتے ہیں۔"

ناگ اور تھیوسانگ فوراً چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔ نقلی ماریا انہیں ساتھ لے کر شیش ناگ کے استھان کی تین چٹانوں والے سمندر کے کنارے پر لے آئی۔ نقلی ماریا کو صرف تھیوسانگ کی فکر لگی تھی کہ کہیں وہ اس کے منصوبے کے راستے میں رکاوٹ نہ بن جائے۔ طلسمی چٹکی والی ڈبیا نقلی ماریا کے ہاتھ میں تھی۔ وہ سمندر کے کنارے پر آکر بولی:

"ناگ! اِدھر آنا۔ مجھے اس جگہ پانی میں سے عنبر کی خوشبو آرہی ہے۔"

ناگ بولا: "یہاں عنبر کیٹی کی خوشبو تو کہیں بھی نہیں ہے ماریا۔"

تھیوسانگ نے بھی ناگ کے خیال کی تائید کی۔ نقلی ماریا نے دور سے آواز دی:

"ناگ بھیا! یہاں آجاؤ۔ یہاں خوشبو آتی محسوس ہو رہی ہے۔"

ناگ اور تھیوسانگ دونوں ہی اس طرف بڑھے جدھر سے انہیں نقلی ماریا کی آواز آئی تھی۔ نقلی ماریا پہلے ہی سے بالکل چوکس ہو کر کھڑی تھی۔ اس نے طلسمی چھپکلی والی ڈبیا کھول کر اپنی مٹھی میں تھامی ہوئی تھی۔ اس کی سرخ آنکھیں صرف ناگ پر جمی تھیں۔ ناگ آگے آگے تھا۔ تھیوسانگ اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔

نقلی ماریا نے کہا:

"یہاں آؤ ناگ! یہاں پانی میں۔ یہاں مجھے عنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔"

ناگ یہ کہتا ہوا نقلی ماریا کی آواز کی طرف بڑھا کہ مجھے تو ابھی تک دونوں میں سے کسی کی خوشبو نہیں آئی۔ تھیوسانگ کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے ناگ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا:

"ناگ! مجھے کچھ دال میں کالا کالا لگتا ہے۔"

ناگ ہنس کر بولا:

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو تھیو۔ میرے ساتھ آؤ۔"

نقلی ماریا نے تھیوسانگ کی آواز سن لی تھی۔ وہ پریشان سی ہو گئی۔ مگر اس نے ناگ کو اپنے قبضے میں کرنے کا عہد کر رکھا تھا۔ اس نے ایک

بار پھر بلند آواز میں کہا:

"یہاں ــــ یہاں پانی میں آؤ ناگ ــــ یہاں سے عنبر کی خوشبو آتی ہے۔"

ناگ بے دھڑک سمندر کے پانی میں اتر آیا۔ تھیوسانگ اب اس کے بالکل ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ دونوں پانی میں آگے گئے تو نقلی ماریا نے غور سے دیکھا۔ ناگ کے ٹخنے سمندر کے پانی میں ڈوب گئے تھے۔

ناگ نے کہا:

"تم کیا کہہ رہی ہو ماریا۔ یہاں تو کسی کی خوشبو نہیں آ رہی۔ کیوں تھیوسانگ! تمہیں آ رہی ہے؟"

تھیوسانگ نے ایک گہری سازش کی بو سونگھ لی تھی۔ اس نے ناگ کا بازو پکڑ کر پیچھے کو کھینچا:

"ناگ! واپس چلو۔"

ناگ پیچھے مڑا ہی تھا کہ راونی چڑیل یعنی نقلی ماریا نے ایک سیکنڈ کے اندر اندر طلسمی چھپکلی کا سفوف ناگ کے سر پر چھڑک دیا۔ طلسمی چھپکلی کے سفوف کا چھڑکنا تھا کہ پہلے تو ناگ اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا۔ پھر ایک چھوٹے سے سیاہ بچھو کی شکل اختیار کر کے سمندر کے پانی پر لہروں کے ساتھ اوپر نیچے ہونے لگا۔ تھیوسانگ کو پہلے ہی شک تھا کہ ناگ کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔ جونہی اس نے ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو غائب ہوتے دیکھا۔ وہ چلایا:

"ناگ! ہوش میں رہنا۔ یہ ماریا نہیں تھی۔"

نقلی ماریا نے راونی چڑیل کی آواز میں حلق سے ایک مکروہ آواز نکالی اور بجلی کی تیزی کے ساتھ پانی پر اوپر نیچے ہوتے بے حس سیاہ بچھو کو اچک لیا۔ تھیوسانگ کو ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ ناگ بچھو کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اب تو سیاہ بچھو بھی غائب ہو گیا تھا۔ اسے کسی عورت کی چڑیل ایسی آواز سنائی دی تو وہ بلند آواز میں چلایا:

"ناگ! تم کہاں ہو؟ ناگ! ہوش میں آؤ۔ ناگ ہوش میں آؤ۔ تم پر طلسم کیا گیا ہے۔"

راونی چڑیل کو تھیوسانگ کی کیا پرواہ تھی۔ وہ غیبی حالت ہی میں ناگ کو سیاہ بچھو کی شکل میں اپنی مٹھی میں بند کیے دہاں سے اڑی اور چٹانوں کے خفیہ راستے سے گزرتی زمین کے اندر گہرے غار میں آ گئی۔ شیش ناگ نے راونی چڑیل کو اپنی اصلی سیاہ فام چہرے اور سرخ آنکھوں کے ساتھ آتے دیکھا تو بولا:

"راونی! کیا تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی ہو؟"

راونی چڑیل نے بند مٹھی شیش ناگ کے آگے کر کے کھول دی۔ شیش ناگ نے ناگ دیوتا کو ایک بے حس بچھو کی شکل میں راونی چڑیل کی ہتھیلی پر سمٹ کر بیٹھے دیکھا تو اس کے چاروں سر خوشی سے جھومنے لگے۔

"راونی! تم نے کمال کر دکھایا ہے۔"

ناگ یہ سب کچھ دیکھ بھی رہا تھا اور سن بھی رہا تھا مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ طلسمی چٹکی نے اس کی طاقت کو ختم کر دیا تھا۔ وہ سانس تک نہیں لے سکتا تھا۔ آکسیجن ہلکی مقدار میں اپنے آپ اس کے جسم میں داخل ہو رہی تھی۔

راونی چڑیل بولی:

"عظیم شیش ناگ! اب مجھے بتاؤ کہ آگے کیا کرنا ہو گا؟"

شیش ناگ نے سیاہ بچھو یعنی ناگ کو اپنے ایک منہ میں لے کر اٹھا لیا اور اپنی دم کو لہراتے ہوئے بولا:

"اب میں ناگ دیوتا ہوں گا۔ میں ساری دنیا کے سانپوں کا، ساری دنیا کے خزانوں کا مالک ہوں گا۔"

پھر اس نے ناگ بچھو کو تخت پر رکھ دیا اور راونی چڑیل کی طرف اپنا پھن اٹھا کر بولا:

"راونی! ناگ بچھو کو طلسمی چٹکی والی ڈبیا میں بند کر کے جنوب کی طرف سمندر کے بیچ میں لے جاؤ۔ وہاں تمہیں سمندر میں ایک جگہ ابھری ہوئی چٹان نظر آئے گی۔ ناگ بچھو کی ڈبیا کو بند حالت میں وہاں چٹان پر رکھ دو اور تین روز تک وہاں بیٹھ کر ڈبیا کی حفاظت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرو۔ ڈبیا پر سورج کی دھوپ اور سمندری پانی کی پھوار پڑتی رہے گی۔ چھٹے روز اس ڈبیا کو لے کر میرے پاس آ جاؤ۔ اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جائے گا اور تمہیں چڑیل کے جنم سے مکتی مل جائے گی۔"

رادنی چڑیل نے سر جھکا دیا اور طلسمی چٹکی والی خالی ڈبیا میں ناگ بچھو کو اٹھا کر بند کیا اور وہاں سے نکل کھلے سمندر میں نکل آئی۔ باہر سمندر کی جانب کافی دور نکل گئی۔ اسے دور ایک جگہ سمندر میں سے چھوٹی سی چٹان ابھری ہوئی نظر آئی۔ رادنی چڑیل اس چٹان پر آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ چٹان پر دھوپ چمک رہی تھی اور سمندر کی لہریں چٹان سے ٹکراتیں تو پانی کی پھوار چٹان پر پڑتی تھی۔ رادنی چڑیل نے ناگ بچھو والی ڈبیا چٹان کے درمیان رکھ دی اور خود ایک طرف ہو کر بیٹھ کر وہاں ششیش ناگ کے حکم کے مطابق پہرہ دینے لگی۔

ادھر تھیوسانگ کو جب ناگ کا کوئی سراغ نہ ملا تو سمجھ گیا کہ یہ کوئی نقلی ماریا تھی جو ان کی دشمن تھی اور ناگ کو قبضے میں کرنے کے لیے اس کے پیچھے لگی تھی۔ اور وہ اسے غائب کر کے کسی دوسری شکل میں اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ کیونکہ اب اسے ناگ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ تھیوسانگ کا دل ناگ کے خیال سے بوجھل ہو رہا تھا۔ اسے اس بات کی بھی ندامت تھی کہ وہ ناگ کی کوئی مدد نہیں کر سکا تھا۔ وہ دیر تک چٹانوں کے سامنے سمندر کے کنارے اس جگہ کا جائزہ لیتا رہا جہاں ناگ اور نقلی ماریا غائب ہو گئے تھے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ناگ کو جو عورت اپنے ساتھ بے بس کر کے لے گئی ہے وہ کون تھی اور نقلی ماریا کی شکل میں اس کے ساتھ کیوں شامل ہوئی تھی۔ تھیوسانگ کو خیال آیا کہ جب وہ اس بستی سے چلے تھے جہاں ایک بلا حملہ کیا کرتی تھی اور بستی ویران ہو گئی تھی تو انہیں پہلی بار ماریا کی خوشبو میں فرق محسوس کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اسی بستی سے یہ جادوگرنی عورت نقلی ماریا کی شکل میں ان کے ساتھ آن ملی تھی۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی تھا کہ اس جادوگرنی عورت نے یقیناً اصلی ماریا کو اسی بستی میں کسی جگہ قید میں ڈال رکھا ہو گا۔

تھیوسانگ نے اسی وقت واپس ویران بستی کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ بستی شمالی افریقہ کے ملک قرطاجنہ سے تھوڑی دور ایک صحرائی نخلستان میں واقع تھی اور اسی جگہ حویلی میں ملک سوریہ کی رہنے والی آتش پرست نوجوان عورت کمیا بھی اپنے خاوند کے ساتھ رہتی تھی۔ دونوں میاں بیوی ناگ اور تھیوسانگ کے دوست بن گئے تھے۔ تھیوسانگ کو اب اس زنگاری سانپ کا بھی خیال آنے لگا جس نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ عنبر اور کیبٹی انہیں ملک ہندوستان کے ساحل کورومنڈل پر ہی ملیں گے۔ اس کا مطلب یہی نکلتا تھا کہ وہ سانپ بھی اسی جادوگرنی کا کوئی بھوت تھا جس نے ناگ اور تھیوسانگ کے ساتھ غلط بیانی کی تھی اور انہیں دھوکہ دیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر سانگ نے ایک پل بھی آرام نہ کیا اور دو روز کے بعد ایک بادبانی جہاز میں سوار ہو کر قرطاجنہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ جہاز بڑا تیز رفتار جہاز تھا۔ وہ چند ہی روز میں اپنی منزل پر جا پہنچا۔ عنبر سانگ قرطاجنہ سے پرانے نخلستان والی بستی میں آ گیا۔ یہ وہی بستی تھی جہاں پہلے ایک بلا حملہ کیا کرتی تھی جس کے خوف سے بستی کے لوگوں نے قبروں کے پیچھے پناہ لے رکھی تھی۔

عنبر سانگ سیدھا بستی کی سب سے خوبصورت دو منزلہ حویلی میں آ گیا۔ حویلی میں نوجوان آتش پرست عورت کمپا اور اس کے خاوند نے عنبر سانگ کا بڑی خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور ناگ کے بارے میں پوچھا کہ وہ اس کے ساتھ کیوں نہیں آیا؟

عنبر سانگ بولا:

"وہ کسی تجارتی کام سے قرطاجنہ ہی میں رک گیا ہے۔ کچھ روز میں آ جائے گا۔ میں نے سوچا کہ میں آپ لوگوں کے پاس پہلے آ جاتا ہوں۔"

کمپا کا خاوند خوش ہو کر کہنے لگا:

"آپ نے بڑا اچھا کیا بھائی عنبر سانگ۔ تم آرام کرو۔ میں تمہارے لیے کچھ کھانے پینے کو منگواتا ہوں۔"

کمپا کا خاوند نوکروں کو بازار بھجوانے کے لیے دوسری منزل سے اتر کر پہلی منزل میں آ گیا۔

کمپا نے عنبر سانگ کے لیے پلنگ پر بچھونا لگا دیا اور بولی:

"بھائی! تم تھکے ہوئے ہو۔ کچھ دیر آرام کر لو۔"

عنبر سانگ کا ذہن بڑی تیزی سے زنگاری سانپ اور اپنی اصلی ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ کہاں ہو سکتی ہے اور جادوگرنی نے اسے کس جگہ قید میں ڈال رکھا ہو گا۔ اس نے چونک کر کمپا سے کہا:

"شکریہ کمپا بہن۔ میں آرام رات ہی کو ایک بار کروں گا۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں پھر اس خوفناک بلا نے بستی پر حملہ تو نہیں کیا؟"

کمپا نے کہا:

"وہ بلا پھر بستی کی طرف نہیں آئی عنبر سانگ بھائی۔ سارے بستی والے لوگ ابھی تک تمہارے گن گاتے ہیں کہ تم لوگوں نے خونی آدم خور بلا کو یہاں سے بھگا دیا۔"

عنبر سانگ بولا: "کمپا بہن! کیا اس بستی میں کبھی کوئی جادوگرنی رہا کرتی تھی؟ یا تم نے کبھی کسی جادوگرنی کے بارے میں کچھ سنا ہے؟"

کمپا مسکرا کر بولی:

"عنبر سانگ بھائی! یہ تم آتے ہی جادوگرنی کے بارے میں کیوں پوچھنے لگے؟ خیریت تو ہے؟"

عنبر سانگ نے سوچا کہ یہ عورت کمپا اس کی ہمدرد ہے۔ چنانچہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کو اپنا تھوڑا سا راز بتا کر اپنے اعتماد میں لے لینا چاہیے۔ تھیوسانگ نے سانس بھر کر کہا:

"بات یہ ہے کپیا بہن کہ ہمارے ساتھ ایک حادثہ ہو گیا ہے۔"

کپیا نے پریشانی کے عالم میں پوچھا:

"اگنی دیو تمہاری حفاظت کرے۔ کیا ہوا بھائی؟"

تھیوسانگ نے کہا:

"بات یہ ہے کپیا بہن کہ ناگ اور ہماری ایک بہن ماریا میرے ساتھ اس بستی کی طرف آ رہے تھے کہ راستے میں کہیں گم ہو گئے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کہاں چلے گئے ہیں وہ میرے ساتھ ہی آ رہے تھے۔ ایک جگہ وہ پانی کی تلاش میں تھوڑی دور گئے پھر میری نظروں سے اچانک غائب ہو گئے میں نے انہیں بہتیرا تلاش کیا مگر کہیں نہ مل سکے۔ اب میں پریشان ہوں کہ کہیں انہیں کسی جادوگر یا جادوگرنی نے جادو کے ذریعے غائب تو نہیں کر دیا۔ کیونکہ میں نے سن رکھا ہے کہ صحراؤں میں جادوگرنیوں کی روحیں بھٹکتی رہتی ہیں۔"

بھائی ہمدرد جذبات رکھنے والی کپیا کو تو ماریا اور ناگ کا بہت غم لگا۔ کہنے لگی:

"تھیوسانگ بھائی! میں اپنے خاوند سے ذکر کر کے معلوم کرتی ہوں۔ میں ابھی نوکر بھی صحرا میں دوڑاتی ہوں کہ ناگ بھیا اور ماریا بہن کا صحرا میں کھوج لگائیں۔"

تھیوسانگ بولا: "یہ بھی ضرور کریں گے لیکن پہلے تم یہ بتاؤ کہ کبھی تم نے کسی جادوگرنی کے بارے میں کچھ سنا ہے؟"

کپیا کچھ سوچ کر بولی:

"بچپن میں نانی اماں کی زبانی جادوگروں اور چڑیلوں کے بارے میں بہت سی کہانیاں سنا کرتے تھے۔ مگر وہ تو کہانیاں ہی تھیں۔ میں نے تو آج تک کسی جادوگرنی یا جادوگر کو نہیں دیکھا۔ ہاں اس بستی میں آ کر پہلی بار معلوم ہوا کہ یہاں ایک بلا حملہ کر کے ایک انسان کو اٹھا کر لے جاتی ہے۔ یہ تم بھی جانتے ہو کہ ہم نے اس بلا کو بھی نہیں دیکھا۔"

تھیوسانگ مایوس سا ہو گیا۔

کپیا کچھ لمحے بعد بولی:

"ہاں میرا خاوند ومیانگ کہا کرتا ہے کہ جب وہ چھوٹا سا تھا کہ اس حویلی میں کبھی کبھی آدھی رات کو پرانی کوٹھڑی میں کسی عورت کے پاؤں کی جھانجھر کی آواز آیا کرتی تھی جیسے وہ تیز تیز سیڑھیاں اتر رہی ہو۔ یہ تم ومیانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی سے پوچھنا۔"

تھوڑی دیر بعد ومپانگ آگیا۔ تھیوسانگ نے اسے بھی ناگ اور ماریا کے بارے میں صورتِ حال بیان کر دی۔ ہاں اسے بھی کمپا کی طرح یہ نہ بتایا کہ اصل میں ناگ عنبر ماریا اور کیٹی وغیرہ کون ہیں۔ پھر جب حویلی کی پُراسرار رُوح کے بارے میں پوچھا تو وہ کچھ یاد کرتے ہوئے بولا:

"میں ان دنوں چھوٹا ہوا کرتا تھا۔ ہم اسی حویلی میں رہتے تھے۔ میرے ماں باپ مجھے حویلی کی پچھلی کوٹھڑی میں نہیں جانے دیتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ پچھلی کوٹھڑی میں کسی شہزادی کی روح رہتی ہے۔ ایک بار تو میں نے بھی اس روح کے پاؤں کی جھانجھروں کی آواز سنی تھی۔ مجھے آج بھی یاد ہے۔ میری والدہ کہا کرتی تھیں کہ چاند کی تیرھویں رات کو آدھی شب کے بعد کوٹھڑی میں سے شہزادی کی رُوح آتی ہے۔ میں ایک رات جاگتا رہا اور ماں باپ سے چھپ کر اس کوٹھڑی میں پہنچ گیا۔ میری عمر آٹھ نو سال کی ہو گی۔ میں اندھیرے میں کوٹھڑی کے دروازے سے لگ کر بیٹھ گیا۔ کوٹھڑی میں میری اماں ہر رات کو دِیا جلایا کرتی تھیں۔ اس رات بھی یہ دِیا جل رہا تھا مگر اس کی روشنی بہت مدھم تھی۔"

تھیوسانگ بڑی دلچسپی سے ومپانگ کی پُراسرار داستان سُن رہا تھا۔ اس نے کہا:

"پھر کیا ہُوا؟"

ومپانگ بولا: "پھر نصف شب کے بعد مجھے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی عورت جھانجھریں چھنکاتی تیز تیز سیڑھیاں اُتر رہی ہو۔ میں ڈر کر بھاگ آیا۔ مجھے اپنے پیچھے کسی عورت کے قہقہے کی آواز بھی سنائی دی تھی۔ میں دو روز تک بخار میں رہا۔ پھر میری اماں نے کوٹھڑی کو تالا لگا دیا۔ مگر وہ ہر رات وہاں دِیا جلانے ضرور جاتی تھیں۔"

تھیوسانگ اگرچہ ایک خلائی مخلوق تھی مگر اسے زمین پر عنبر ناگ اور ماریا کے ساتھ رہتے ہوئے کافی مدّت گزر گئی تھی اور وہ جانتا تھا کہ اس دنیا میں بعض ایسی رُوحیں راتوں کو بھٹکتی رہتی ہیں جو کسی وجہ سے مرنے کے بعد آسمان کی بلندیوں تک نہیں جا سکتیں اور جنہیں اپنے اعمال کے حساب سے ایک خاص مدّت تک زمین پر بھٹکنا پڑتا ہے۔ اس نے سوچا کہ شاید یہ رُوح اس کی کوئی مدد کر سکے۔ چنانچہ اس نے ومپانگ اور کمپا سے کہا کہ وہ حویلی کی یہ پُراسرار کوٹھڑی دیکھنا چاہتا ہے۔

کمپا نے کانوں پر ہاتھ لگائے اور کہا:

"نا بھائی! میں تو آج تک اس کوٹھڑی میں نہیں گئی۔ تم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ومیانگ کے ساتھ چلے جاؤ۔ یہ بھی تمہاری طرح بھٹکتی رُوحوں سے اب خوف نہیں کھاتا۔"

ومیانگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"آؤ میرے ساتھ۔ مگر کوٹھڑی میں ایک عرصے سے تالا لگا ہے اور اب تو وہاں کوئی دِیا بھی نہیں روشن کرتا۔ شاید اسی لیے کئی برسوں سے اندر سے کسی عورت کے جھانجھروں کی جھنکار سنائی نہیں دی۔"

تھیوسانگ بولا: "میں خود اس کوٹھڑی میں چراغ روشن کروں گا۔"

ومیانگ نے تھیوسانگ کو ساتھ لیا اور حویلی کی پہلی منزل کی پچھلی کوٹھڑی کے سامنے لے آیا۔ کوٹھڑی کا پُرانا اور بوسیدہ لکڑی کا دروازہ بند تھا۔ ایک تالا بھی باہر لگا ہوا تھا۔ تالے پر مکڑی نے جالا بُن رکھا تھا۔

ومیانگ نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"یہ وہ پُراسرار آسیبی کوٹھڑی ہے تھیوسانگ۔ اس پر والدہ صاحبہ کے مرنے کے بعد سے تالا لگا ہے۔"

"اس کی چابی کہاں ہے ومیانگ؟" تھیوسانگ نے پوچھا۔

ومیانگ نے دروازے کے پاس ہی بنے ہوئے ایک طاق میں ہاتھ ڈال کر گرد میں اٹی ہوئی ایک زنگ آلود چابی نکال کر تھیوسانگ

کو دی اور کہا:

"میں تمہیں کوٹھڑی میں جانے کا مشورہ نہیں دوں گا۔ اگرچہ میں اب ان باتوں پر یقین نہیں رکھتا۔ لیکن چونکہ میں نے آسیبی جھانجھروں کی جھنکار خود اپنے کانوں سے سُنی ہے اس لیے ڈرتا ہوں کہ کہیں کوئی ناخوشگوار حادثہ نہ ہو جائے۔"

تھیوسانگ نے چابی لے لی اور کہا:

"ومیانگ بھائی! فکر مت کرو۔ میرے ساتھ کوئی حادثہ نہیں ہوتا۔ مگر جیسا کہ میں تمہیں بھی بتا چکا ہوں مجھے اپنے بھائی ناگ اور بہن ماریا کے بارے میں پریشانی ہے۔ ہوسکتا ہے کوٹھڑی کی رُوح ان کے بارے میں میری کچھ رہنمائی کر سکے۔"

ومیانگ کہنے لگا:

"تو پھر چاند کی تیرھویں رات کو اندر جانا۔ آج گیارھویں رات ہے۔ ایک رات اور انتظار کر لو۔ پرسوں رات تم کوٹھڑی میں شروع شام ہی دِیا روشن کر آنا۔"

تھیوسانگ کو یہ مشورہ پسند آیا اور وہ ومیانگ کے ساتھ حویلی کی دوسری منزل میں اس کی بیوی کیپا کے پاس آگیا جو تھیوسانگ کے لیے شربت بنا رہی تھی۔ تھیوسانگ اب چاند کی تیرھویں رات

کا بے تابی سے انتظار کرنے لگا۔

دوسری طرف راونی چڑیل نے سمندر کے بیچ میں واقع چٹان پر بچھو ناگ کی ڈبیا کو دھوپ میں رکھنے کا چلہ پورا کر لیا تھا۔ اس ڈبیا میں ناگ بچھو کی شکل میں بے حس پڑا تھا۔ راونی چڑیل ناگ بچھو کی ڈبیا کو لے کر شیش ناگ کے پاس آ گئی۔ شیش ناگ، ناگ بچھو کی ڈبیا کو لے کر چٹان کی چوٹی پر آ گیا۔ اس کے سارے محافظ اژدہے اور راونی چڑیل اس کے ساتھ تھی۔ اس وقت اندھیری رات کا سماں تھا۔ شیش ناگ نے ناگ بچھو کی سیاہ ڈبیا کو اپنے منہ میں تھام کر آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور ایک زبردست پھنکار ماری۔ پھر اپنی زبان میں کہا:

"آکاش کے سُکھن دیوتا! میں نے ناگ دیوتا کو شکست دے کر اسے اپنے قابو میں کر لیا ہے۔ اب میں ناگ دیوتا ہوں۔ زمین اور سمندر کے اوپر اور نیچے رہنے والے سارے سانپ میرے مطیع ہیں۔ ان پر اب میری حکومت ہوگی۔"

یہ کہہ کر شیش ناگ نے سیاہ ڈبیا کو ایک اژدہے کے منہ میں ڈال دیا۔ اژدہا فوراً ڈبیا کو نگل گیا۔ شیش ناگ نے اس کی گردن کو اپنی دم میں لپیٹ کر اتنے زور سے کسا کہ اژدہے کا فوراً دم نکل گیا۔ جب اژدہا مر گیا تو شیش ناگ نے اونچی آواز میں کہا:

"سمندر میں سے سبز سانپ باہر آئے۔ میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔"

ایک دم سے سمندر میں سے ایک سبز سانپ جو لمبا مگر پتلا تھا اچھل کر چٹان کے اوپر آ گیا اور شیش ناگ کے آگے گردن جھکا کر کہا:

"ناگ دیوتا کو مبارک ہو۔ میں خدمت میں حاضر ہوں۔"

شیش ناگ نے سبز سانپ کو اپنے ایک منہ سے اوپر اٹھایا۔ پھر اس کی گردن دانتوں سے کاٹ کر الگ پھینک دی اور اسے مردہ اژدہے کی گردن کے گرد شکنجے کی طرح کس دیا اور اژدہا کو سمندر میں پھینک دیا۔ پھر ایک قہقہہ لگا کر راونی چڑیل سے کہا:

"راونی! جا تیری بھی مکتی ہو گئی اور میں بھی ناگ دیوتا بن گیا۔ اب یہ پرانا ناگ دیوتا اس ڈبی میں بند مردہ اژدہا کے پیٹ میں قید سمندر کی تہہ میں ہزاروں سال تک پڑا رہے گا اور میں دنیا بھر کے سانپوں پر ناگ دیوتا بن کر حکومت کروں گا۔"

پھر اس نے راونی چڑیل کی طرف اپنی لال لال آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا:

"مگر تو ہر مہینے کی آخری تاریخ کو اس سمندر میں ٹھیک اسی جگہ آ کر اژدہے کو دیکھ جایا کرے گی کہ کہیں اسے کوئی نکال کر تو نہیں لے گیا۔ یہ تیرا فرض ہو گا۔ اگر تو نے اس

میں کوتاہی کی تو تیرے اگلے جنم کو میں پھر سے سؤرنی
میں تبدیل کر دوں گا۔"

راونی چڑیل نے ہاتھ باندھ کر کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں ہر ماہ کے شروع میں یہاں آ کر ناگ
بچھو والے اژدہا کو دیکھ جایا کروں گی۔ میں اس میں کبھی کوتاہی
نہیں کروں گی۔"

ناگ دیوتا شیش ناگ نے پھنکارتے ہوئے کہا:

"اب تو واپس چلی جا۔ تو اس زمین پر چڑیل کی حیثیت
سے اپنی باقی عمر بسر کرنے کے بعد اگلے جنم میں چڑیل نہیں
رہے گی۔ تیرا اگلا جنم نہیں ہوگا۔ تیری آتما کو، تیری رُوح
کو مکتی مل جائے گی اور تو مرنے کے بعد گگن منڈل میں چلی
جائے گی۔ مگر ایک اور بات یاد رکھ جس عورت ماریا کو تُو
نے ہنڈیا میں بند کر کے بستی کے باہر غار کے اندر رکھا ہے
اسے ہرگز ہنڈیا سے باہر نہ نکلنے دینا۔ وہ میرے خلاف
کوئی بھی سازش کر سکتی ہے۔ کیوں کہ وہ ناگ بچھو کی بہن
ہے اور کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ اس لیے بستی میں جاتے ہی
ماریا کی ہنڈیا کو قبرستان کسی پرانی قبر میں دفن کر دے تاکہ لوگ
اس جگہ کو پرانی قبر سمجھ کر شک نہ کریں اور ماریا سے بھی ہم کو ہمیشہ
ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راونی چڑیل نے ماتھا ٹیک کر کہا:

"ایسا ہی کروں گی عظیم ناگ دیوتا۔"

شیش ناگ نے اپنے چاروں موہنہ کے پھن کھڑے کر لیے اور کہا:

"اب تو یہاں سے دفع ہو جا۔ اور خبردار۔ ہر ماہ کے شروع میں
اس چٹان کے سمندر میں ناگ بچھو کی ڈبی والے اژدہا کی نگرانی
کرنا مت بھولنا۔"

"کبھی نہیں بھول سکتی مہاراج!"

یہ کہہ کر راونی چڑیل نے حلق سے ایک سیٹی کی سی تیز آواز نکالی اور
غائب ہو گئی۔

غائب ہونے کے بعد جب وہ دوبارا ظاہر ہوئی تو آسیبی بستی کے
باہر والی بھُوری چٹان کے سامنے کھڑی تھی۔ غار کے اندر اس کے بیٹے
زنگاری سانپ کو راونی چڑیل کی بدبُو آ گئی۔ وہ باہر جانے کے لیے تڑپنے
لگا مگر ماریا جس ہنڈیا میں بند تھی اسے چھوڑ کر بھی وہ نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن
راونی چڑیل خود ہی وہاں آ گئی۔ اس نے آتے ہی زنگاری سانپ کو اٹھا کر
اپنے سینے سے لگا لیا۔

"شاباش! ماریا ہنڈیا ہی میں بند ہے نا؟"

"ہاں راونی ماتا۔" زنگاری سانپ نے کہا:

راونی چڑیل نے سانپ کو اپنی گردن پر لگا کر کہا:

"تو پھر فوراً مجھے کاٹ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[زنگ]اری سانپ نے راونی چڑیل کو گردن پر ڈس دیا۔ راونی چڑیل نے آ[نکھ]یں بند کرلیں پھر سانپ سے کہا:

"خونی سانپ! ایک بار مجھے کاٹ!"

زنگاری سانپ نے ایک بار پھر راونی چڑیل کو ڈس دیا۔ راونی چڑیل کا جسم گرم ہوگیا۔ اس کی سرخ آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ تھوڑی دیر وہ بالکل سیدھی ہو کر بیٹھی رہی۔ پھر اپنے دشمن اور اپنے سوتیلے بیٹے زنگاری سانپ کو بھی پھر اپنا زہریلا دودھ پلایا اور کہا:

"سن قاتل سانپ! تو اسی جگہ بیٹھ۔ میں اس ہنڈیا کو لے کر قبرستان میں دفن کرنے جا رہی ہوں۔"

ہنڈیا کے اندر دھوئیں کی شکل میں بدلی ہوئی ماریا یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ مگر وہ حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ [illegible] ہنڈیا سے باہر ہی آسکتی تھی۔ راونی چڑیل نے ہنڈیا اٹھایا اور سانپ سے کہا:

"[illegible] جسم نہیں ہوگا۔ میں یہ جسم اسی شکل میں بسر کروں گی [illegible] مجھے [illegible] کو بڑا پ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ [illegible] کا [illegible]۔ اب میں قبرستان [illegible] جا رہی ہوں۔ میں اسی جگہ واپس آؤں گی۔ تو کہیں [illegible]"

[illegible] غائب ہوگئی۔

[illegible] ایسا تھا کہ

موت بھی ڈرتی پھرتی ہوگی۔ بستی بھی نیند میں سو رہی تھی۔ اسی بستی کی حویلی میں تھیوسانگ بھی دوسری منزل میں قالین پر لیٹا ہوا تھا۔ اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ ماریا [illegible] چڑیل کے ساتھ اس کی حویلی کے اوپر سے گزر رہی ہے۔ ہنڈیا کے اندر سے ماریا کی خوشبو بھی باہر نہیں آ سکتی تھی۔ اس سے اگلے روز چاند کی تیرھویں رات تھی اور تھیوسانگ نے حویلی کی آسیبی کوٹھڑی میں اسی رات دیا روشن کرکے شہزادی کی پراسرار بھٹکتی روح سے ملاقات کرنے کی کوشش کرنی تھی۔

راونی چڑیل سیدھی قبرستان میں اتر آئی۔ اس نے قبرستان کے کونے میں ایک پرانی قبر دیکھی جس کے سرہانے لگا ہوا پتھر بھی ایک طرف گرا پڑا تھا۔ قبر بہت ہی پرانی تھی۔ راونی چڑیل نے قبر کو کھول دیا۔ اندر کسی مُردے کی صرف دو چار ہڈیاں ہی پڑی تھیں۔ راونی چڑیل نے ماریا کی ہنڈیا کو قبر میں مُردے کی ہڈیاں کے ساتھ رکھا اور اوپر مٹی ڈال کر قبر کو بند کرکے قبر کے اوپر پتھر ڈال دیئے اور واپس غار کی طرف پرواز کر گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زندہ ناگ مُردہ اژدہا

راوی جہڑیل چٹان کے نیچے والی غار میں اپنے سانپ کو گردن میں لپیٹ کر سو گئی۔

اس چٹانی غار کے قریب والی بستی کی دو منزلہ حویلی میں تھیوسانگ چاند کی تیرھویں تاریخ کا انتظار کر رہا تھا۔ دوسرے روز چاند کی تیرھویں رات تھی مگیا اور اس کے خاوند ومیانگ نے اگرچہ تھیوسانگ کو منع کیا تھا کہ وہ حویلی کی آسیب زدہ کوٹھڑی میں بھٹکتی رُوح سے ملنے کی خطرناک کوشش نہ کرے مگر تھیوسانگ ان باتوں سے ڈرنے والا نہیں تھا۔ وہ بھٹکتی رُوح سے عنبر ماریا ناگ اور کیٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ رُوحوں کو چھپی ہوئی باتوں کا علم ہوتا ہے۔

چاند کی تیرھویں رات کو تھیوسانگ نے مگیا اور ومیانگ سے اجازت لی اور حویلی کی آسیب زدہ کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ اندر گھپ اندھیرا تھا۔ تھیوسانگ نے طاق میں رکھا ہوا پرانا دیا روشن کر دیا۔ کوٹھڑی میں اس قدر گہرا اور بوجھل اندھیرا تھا کہ دیئے کی روشنی بھی اسے پوری طرح دُور نہ کر سکی۔ صرف دیئے کے آس پاس ہی روشنی تھی۔ تھیوسانگ کوٹھڑی کے کونے میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ کوٹھڑی کی چھت سے جالے لٹک رہے تھے۔ اندر کوئی روشندان تک نہیں تھا۔ جب آدھی رات گذر گئی تو تھیوسانگ کو جھانجھروں کی دھیمی دھیمی جھنکار سنائی دی۔ یہ آواز دُور سے قریب آ رہی تھی۔

تھیوسانگ چوکس ہو کر بیٹھ گیا۔ جھنکار قریب آ کر تیز ہو گئی اور ایسے لگا جیسے کوئی عورت پاؤں میں جھانجھریں باندھے کسی زینے پر سے جلدی جلدی نیچے اتر رہی ہے۔ یہ آواز تھیوسانگ کے قریب سے ہو کر نکل گئی۔ اس کے بعد گہری خاموشی چھا گئی۔ یہ خاموشی خود آسیب زدہ تھی۔ تھیوسانگ کان کھڑے کیے بیٹھا تھا۔ اتنے میں اسے آہستہ آہستہ سانس لینے کی آواز آنے لگی۔ جیسے کوئی اس کے قریب آ کر لمبے لمبے سانس لے رہا ہو۔

تھیوسانگ نے کہا:

"اے شہزادی کی بھٹکتی رُوح! مجھ سے بات کر۔ میں تجھ سے ملنے آیا ہوں۔"

کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ بلکہ گہرے سانس لینے کی آواز بھی غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ نا امید ہو گیا۔ شاید بھٹکتی رُوح چلی گئی تھی۔ تھیوسانگ شہزادی کی روح کو دوبارہ آواز دینے ہی والا تھا کہ اچانک اسے دیئے کے پاس روشنی میں ایک ہاتھ دکھائی دیا۔ یہ کسی عورت کا خوبصورت ہاتھ تھا مگر اس ہاتھ کی ہتھیلی کے درمیان ایک کیل ٹھکی ہوئی تھی۔ جیسا کہ اس زمانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں دُشمن لوگ موت کی سزا پانے والوں کو صلیب پر ڈال کر ان کی ہتھیلیوں اور پنڈلیوں میں کیل ٹھونک کر لٹکا دیا کرتے تھے ۔ انہیں جہاں کیل ٹھکا تھا وہاں خون کی ایک لکیر نکل کر جم گئی تھی ۔

تھیوسانگ اٹھ کر دیئے کے قریب آیا تو ہاتھ غائب ہو گیا ۔ تھیوسانگ وہیں رُک گیا اور بولا :

"شہزادی کی بھٹکتی رُوح ! مجھ سے بات کرو ۔ میں تجھ سے ملنے آیا ہوں ۔ میں نے تیرے لیے دیا روشن کیا ہے ۔"

کسی نے ایک سرد آہ بھری اور اس کے بعد کسی عورت کے دھیرے دھیرے سسکیاں لینے کی آواز آنے لگی ۔ تھیوسانگ پریشان سا ہو کر بولا :

"شہزادی کی رُوح ! تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتیں ؟"

سسکیوں کی آواز رُک گئی ۔ دوسرے لمحے جھانجھروں کی آواز بلند ہوئی جیسے کوئی کوٹھڑی کے فرش پر چل رہا ہو ۔ پھر اچانک وہی خوبصورت ہاتھ تھیوسانگ کے سامنے آ گیا جس میں کیل ٹھکا ہوا تھا ۔ اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ کے کانوں میں کسی عورت کی خشک آواز آئی :

"میری ہتھیلی سے کیل نکال دو ۔"

تھیوسانگ نے ایک پل کے لیے عورت کی ہتھیلی کو دیکھا ۔ پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور بھٹکتی رُوح کی ہتھیلی میں ٹھکا ہوا کیل نکال کر پھینک دیا ۔ کسی نے اطمینان اور سکون کا گہرا سانس لیا ۔ پھر ایک عورت کی سرگوشی ایسی آواز آئی :

"تُو نے مجھے صلیب پر سے نیچے اتار دیا ہے ۔ میں تمہاری مدد کروں گی ۔"

تھیوسانگ نے کہا :

"اے شہزادی کی روح ! مجھے عنبر ناگ ، ماریا اور رکینی کے بارے میں بتاؤ کہ میں انہیں کہاں مل سکتا ہوں :"

شہزادی کی رُوح نے سرگوشی میں کہا :

"بستی کے قبرستان کے کونے میں ایک قبر پر چھوٹے چھوٹے پتھر پڑے ہیں ۔ ماریا اس قبر میں ایک ہنڈیا میں بند ہے ۔ تم وہاں پہنچو ۔ میں وہاں موجود ہوں گی ۔"

اس کے ساتھ ہی جھانجھروں کی چھن چھن کرتی آواز دور چلی گئی ۔

تھیوسانگ کوٹھڑی سے نکل کر حویلی کے بڑے دروازے میں سے گذر کر بستی کے پرانے قبرستان کی طرف چلا ۔ وہ اس قبرستان سے بخوبی واقف تھا قبرستان اندھیرے اور موت ایسے سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا ۔ تھیوسانگ قبرستان کے کونے میں گیا تو دیکھا کہ واقعی وہاں ایک ایسی پرانی قبر تھی جس کے اوپر چھوٹے چھوٹے پتھر پڑے تھے ۔ تھیوسانگ نے پتھر ہٹا کر قبر کی بھربھری مٹی ہاتھوں کی انگلیوں سے کھودنے لگا ۔ مٹی نرم تھی ۔ بہت جلد وہاں ایک گول سوراخ بن گیا ۔ تھیوسانگ نے سوراخ میں ہاتھ ڈالا تو اس کا ہاتھ ایک ہنڈیا سے ٹکرایا ۔ تھیوسانگ نے ہنڈیا باہر کھینچ لی ۔

اب اسے شہزادی کی روح کی سرگوشی سنائی دی :

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تھیوسانگ! ہنڈیا کا ڈھکن اٹھا دو۔"

تھیوسانگ نے ہنڈیا کا ڈھکن اٹھایا تو اسے ماریا کی تیز خوشبو آئی اور اس نے دیکھا کہ ہنڈیا کے اندر ماریا کی بجائے دھواں بھرا ہوا تھا۔ یہ دھواں ہنڈیا سے باہر نہیں آ رہا تھا۔ بھٹکتی روح کا وہی ہاتھ پھر نمودار ہوا۔ یہ ہاتھ ہنڈیا کے اوپر گول چکر میں گھومنے لگا پھر ہنڈیا کا دھواں غائب ہو گیا اور تھیوسانگ کو ماریا کی آواز سنائی دی:

تھیوسانگ! میں اس چڑیل کے طلسم سے آزاد ہو گئی ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ تم یہاں آ گئے۔ عنبر ناگ اور کیٹی کہاں ہیں؟

ماریا کو ابھی تک شہزادی کی روح کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا:

"ماریا! تمہیں ایک شہزادی نے دوبارہ زندگی دی ہے۔"

"شہزادی نے؟" ماریا نے تعجب سے پوچھا۔

تھیوسانگ بولا: "ہاں ــــ ایک شہزادی نے ــــ جو اب دنیا میں نہیں ہے۔"

"یہ تم کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو؟" ماریا نے حیرانی سے کہا:

اس لمحے شہزادی کی روح کی سرگوشی سنائی دی:

"تھیوسانگ! بستی کے شمال میں ایک چٹان کے نیچے غار ہے۔ راونی چڑیل اپنے مکار سانپ کے ساتھ اسی غار میں سو رہی ہے۔ اسے ختم کر دو۔ وہ انسانوں کی دشمن ہے۔"

روح کی آواز ماریا نے سنی تو بولی:

"تم کون ہو؟"

شہزادی کی روح نے کہا:

"مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے ماریا۔ تم فوراً غار میں جاؤ۔ وہاں وہ زنگاری سانپ بھی ہے جس نے ناگ کو دھوکہ دے کر راونی کے جال میں پھنسایا تھا۔"

تھیوسانگ نے فوراً سوال کیا:

"ناگ کہاں ہے؟"

شہزادی کی روح کی آواز آئی:

"یہ بتانے کی مجھے اجازت نہیں۔ خدا حافظ!"

اس کے ساتھ ہی جھانجھروں کی جھنکار ابھری اور پھر دور ہو کر غائب ہو گئی۔ ماریا بولی:

"یہ سب کیا معمہ ہے تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ نے اب ماریا کو حویلی کی آسیبی کوٹھڑی کا سارا حال بتایا اور یہ بھی بتا دیا کہ اس نے کمپا اور اس کے خاوند دمیانگ کو اس کے اور ناگ عنبر کے بارے میں بھی بتا دیا ہے۔

"اب ہمیں بستی کے شمال میں چٹانی غار کی طرف چلنا چاہیے تاکہ شہزادی کی ہدایت کے مطابق اس انسانی دشمن راونی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چڑیل کو ہمیشہ کے لیے ختم کیا جا سکے۔ میرا خیال ہے کہ یہی وہ مکار چڑیل تھی جو تمہارا روپ دھار کر ہمارے ساتھ سفر کرتی رہی اور جس نے ناگ کو کسی جگہ پھنسا دیا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"میں اس غار سے واقف ہوں اور میں نے راونی کو بھی دیکھا ہے اسی نے مجھے ہنڈیا میں دھواں بنا کر بند کر دیا تھا۔ چلو۔ اس سے ناگ کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کرتے ہیں۔"

تھیوسانگ اور ماریا اسی وقت قبرستان سے نکل کر بستی کے شمال میں آ گئے۔ یہاں رات کی تاریکی میں بستی سے دور ایک بھوری چٹان اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔

ماریا نے اس چٹان کو پہچان لیا اور بولی:

"یہی وہ چٹان ہے جہاں راونی چڑیل مجھے اپنے طلسم میں جکڑ کر لے گئی تھی۔"

ماریا نے تھیوسانگ کی راہ نمائی کی اور چٹان کے خفیہ دروازے میں سے غار میں داخل ہو گئی۔ تھیوسانگ ماریا کی تیز خوشبو کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ غار بہت تنگ اور تاریک تھی۔ کئی موڑ گھوم کر وہ ایک جگہ رک گئی۔ اس نے تھیوسانگ کے کان میں کہا:

"راونی چڑیل سو رہی ہے۔ مکار سانپ اس کی گردن میں پڑا ہے۔"

تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا:

"میں راونی کو دبوچتا ہوں۔ اس کا جادو مجھ پر نہیں چل سکتا۔ تم سانپ کو قابو میں کرو۔"

ماریا تیزی سے راونی کی طرف بڑھی۔ راونی چڑیل اگلے جنم کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد گہری نیند سو رہی تھی۔ ماریا نے بڑی احتیاط سے آگے بڑھ کر اس کی گردن میں پڑے ہوئے زنگاری سانپ کو گردن سے پکڑ کر ایک دم اوپر کھینچ لیا۔ سانپ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ راونی چڑیل ایک چیخ مار کر اٹھ بیٹھی۔ مگر تھیوسانگ نے اسے کھڑے ہونے کا موقع ہی نہ دیا اور اس پر چیتے کی طرح جھپٹا۔ اور اس کے جسم سے اپنی انگلی لگا دی۔

راونی چڑیل ایک دم تھیوسانگ کی انگلی کے برابر چھوٹی ہو گئی۔ تھیوسانگ نے اسے پکڑ کر اپنی مٹھی میں بند کر لیا۔ راونی چڑیل تھیوسانگ کی بند مٹھی میں اچھلنے کودنے اور منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنے لگی۔

تھیوسانگ نے کہا:

"ماریا — سانپ کو قابو میں رکھو اور غار سے باہر آ جاؤ۔"

وہ تیزی سے باہر کی طرف دوڑے۔ راونی چڑیل تھیوسانگ کی مٹھی میں شور مچا رہی تھی۔ منتر پڑھ پڑھ کر پھونک رہی تھی مگر تھیوسانگ پر ان منتروں کا کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔ راونی چڑیل نے جب اپنے آپ کو بے بس پایا تو باریک آواز میں چلائی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کورومنڈل کے شیش ناگ! مجھے مکتی دے دے۔ مجھے مکتی دے دے۔ میرا یہ جسم ختم کر دے۔"

تھیوسانگ اور ماریا غار سے باہر آ گئے۔

تھیوسانگ نے مٹھی کھولی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کی مٹھی میں راونی چڑیل کی جگہ محض راکھ کی ایک چٹکی پڑی تھی۔ راونی چڑیل مر چکی تھی۔

تھیوسانگ نے کہا:

"یہ چڑیل ہمیشہ کے لیے بھسم ہو گئی ہے۔ مگر اس نے مرنے سے پہلے شیش ناگ اور کورومنڈل کا نام لیا تھا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں یہ مجھے اور ناگ کو لے کر گئی تھی۔"

ماریا نے کہا:

"اس کا مطلب ہے کہ وہاں شیش ناگ بھی رہتا ہے اور یہ چڑیل شیش ناگ کے اشارے پر ناگ کو پھانس دے کر وہاں لے گئی تھی۔ تمہیں شاید معلوم نہیں شیش ناگ اور ناگ کی آپس میں ہزاروں سالوں سے دشمنی چلی آ رہی ہے۔"

تھیوسانگ بولا: "تو پھر ہمیں فوراً کورومنڈل کی ساحلی چٹانوں میں جا کر ناگ کو تلاش کرنا چاہیے۔ ناگ ضرور اسی جگہ ہو گا۔"

ماریا بولی: "مگر عنبر اور کیپٹن کہاں ملیں گے؟"

تھیوسانگ نے کہا کہ ان کو بعد میں تلاش کر لیں گے۔ سب سے پہلے ہمیں ناگ کی زندگی بچانا چاہیے۔ خدا جانے وہ کس مصیبت میں گرفتار ہے۔ تھیوسانگ نے راونی چڑیل کی راکھ کو زمین پر پھینک کر پاؤں سے روند ڈالا اور سیدھا کمپا بہن کی حویلی میں آ گئے۔ وہ حویلی کے باغ میں سے گذر کر دوسری منزل میں آ گئے۔ ماریا نے کمپا کے کمرے میں جا کر اسے جگایا تو وہ حیران ہو کر اِدھر اُدھر تکنے لگی۔ وہ یہ سمجھی کہ آسیبی کوٹھڑی کی روح باہر نکل آئی ہے۔ اس نے گھبرا کر اپنے خاوند ومپانگ کو جگا دیا۔

تب ماریا نے اسے بتایا کہ وہ کوئی روح نہیں بلکہ ماریا ہے تھیوسانگ اور عنبر کی بہن ——— اب تھیوسانگ بھی اندر آ گیا۔ اس نے ساری بات کھول کر بیان کر دی۔ پھر ان سے اجازت لی۔

ومپانگ نے کہا:

"تھیوسانگ! تم سے جدا ہونے کو دل تو نہیں چاہتا مگر تم اپنے بھائی کی تلاش میں جا رہے ہو اس لیے تمہیں روکوں گا نہیں۔"

کمپا کہنے لگی:

"آخر شہزادی کی نیک روح تمہارے کام آ ہی گئی۔"

تھیوسانگ بولا: "اس کے نتیجے میں شہزادی کی روح کا

شکرگذار ہوں۔"

ومیانگ نے اس وقت تھیوسانگ کو اپنا خاص تازہ دم عربی گھوڑا اصطبل سے کھول کر دیا اور تھیوسانگ ماریا کے ساتھ ہندوستان کی طرف روانہ ہوگیا۔ ہندوستان جانے کے لیے انہیں پہلے قرطاجنہ شہر جانا تھا جہاں سے ایک بادبانی جہاز میں بیٹھ کر سمندری راستے سے ملک ہندوستان کا رُخ کرنا تھا۔ قرطاجنہ شہر اس بستی سے ایک رات کے سفر پر تھا۔ صبح کے وقت ماریا اور تھیوسانگ بستی سے روانہ ہوئے اور شام ہوتے ہی انہیں دُور سے قرطاجنہ شہر کی فصیل پر جلتی مشعلوں کی روشنیاں دکھائی دینے لگیں۔

شہر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے قرطاجنہ کی بندرگاہ کا پتہ پوچھا اور اس طرف روانہ ہوگئے۔ ان کا ارادہ بندرگاہ کی کسی قریبی سرائے میں اترنا تھا تاکہ وہیں سے کسی جہاز میں سوار ہوکر اپنا سفر شروع کر سکیں۔ بندرگاہ کے پاس ہی ایک سرائے تھی۔ وہاں پہنچتے ہی ماریا چونک پڑی۔

"تھیوسانگ بھائی! مجھے ــــ مجھے کیٹی کی ہلکی ہلکی خوشبو آرہی ہے۔"

تھیوسانگ کے لیے یہ ایک چونکا دینے والی خوش خبری تھی۔ اس نے منہ اُٹھا کر دو تین گہرے سانس لیے اور خوش ہوکر بولا:

"ہاں ماریا ــــ مجھے بھی کیٹی کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ وہ ضرور اسی شہر میں ہے۔ تم فوراً اس خوشبو کے تعاقب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں کیٹی کا کھوج لگانے کی کوشش کرو میں اسی جگہ تمہارا انتظار کروں گا۔"

ماریا نے کہا:

"یہاں سے اِدھر اُدھر مت ہونا تھیوسانگ۔ میں ابھی کھوج لگا کر آتی ہوں۔"

یہ کہہ کر ماریا فضا میں بلند ہوئی اور جس طرف سے کیٹی کی خوشبو آرہی تھی اس طرف پرواز کرنے لگی۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ کیٹی ایک زندہ پتھریلی لاش کی شکل میں قرطاجنہ کے ویل مچھلی کے سوداگر کے ہاتھ آگئی تھی۔ چونکہ کیٹی کی آنکھیں نیلی تھیں اس لیے لوگوں نے اسے سمندر کی دیوی ارونا سمجھ کر اس کی پوجا شروع کردی۔ سوداگر نے کیٹی کے پتھریلے جسم کو دیوی ارونا کا بت جانا اور اسے سمندر کے قریب ہی ایک مندر میں جا کر چبوترے پر لٹا دیا۔ اب وہاں لوگ صبح و شام آتے اور کیٹی کی پوجا کرتے تھے۔

کیٹی کے جسم کے بے حس ہو جانے کی وجہ سے پوری خوشبو نہیں نکل رہی تھی۔ لیکن ماریا کے لیے اتنی ہی خوشبو کافی تھی۔ وہ خوشبو کے تعاقب میں فضا میں اڑتے اڑتے جب سمندر کے کنارے ایک چھوٹے سے مندر کے اوپر آئی تو اسے خوشبو زیادہ تیز محسوس ہوئی۔

ماریا غوطہ لگا کر نیچے آگئی۔

اس نے دیکھا کہ لوگ مندر میں جا رہے ہیں۔ کیٹی کی خوشبو سی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مندر سے آ رہی تھی۔ جونہی ماریا مندر میں داخل ہوئی اس نے دیکھا کیٹی ایک چبوترے پر بے حس پڑی ہے۔ اس کی نیلی آنکھیں کھلی ہیں۔ کیٹی کو بھی ماریا اور تھیوسانگ کی خوشبو آگئی تھی مگر وہ اپنی جگہ سے ہل کر ان کے پاس نہیں جا سکتی تھی۔ اب جب اس نے ماریا کی تیز خوشبو محسوس کی تو سمجھ گئی کہ ماریا اس کے پاس پہنچ چکی ہے مگر کیٹی بول نہیں سکتی تھی۔

ماریا نے اس کے قریب آ کر آہستہ سے کہا:

"کیٹی! میں ماریا ہوں۔ تمہاری یہ حالت کیسے ہو گئی؟"

کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ جواب دے ہی نہیں سکتی تھی۔ اپنی کھلی نیلی آنکھوں سے تکتی رہی۔ اسے معلوم تھا کہ ماریا بھی اسے دیکھ رہی ہے۔ ماریا سمجھ گئی کہ کیٹی پر کسی نے طلسم کر دیا ہے اور وہ نہ تو ہل جل سکتی ہے اور نہ بول سکتی ہے۔ کیٹی کی آنکھوں کی چمک سے کیٹی نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اس کی آواز کو سن رہی ہے۔

ماریا نے کہا:

"کیٹی! تھیوسانگ بھی میرے ساتھ ہی ہے۔"

اس کے بعد ماریا نے دھیمی سرگوشیوں میں کیٹی کو عنبر اور ناگ کے بارے میں بھی ساری تفصیل بتائی اور کہا کہ وہ ناگ کی کھوج لگانے ملک ہندوستان جا رہے ہیں۔

"کیٹی! ہم تمہیں یہاں نہیں چھوڑیں گے۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو گی؟"

کیٹی کی آنکھوں میں ایسی چمک آ گئی جیسے وہ پوچھ رہی ہو کہ تم مجھے کیسے اپنے ساتھ لے جاؤ گے؟

ماریا نے کہا:

"میں تھیوسانگ کو جا کر خبر کرتی ہوں۔ پھر تمہارے ساتھ چلنے کا کوئی انتظام کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر ماریا پرواز کر گئی۔ اس نے تھیوسانگ کو ساری بات بتائی تو تھیوسانگ سوچ میں پڑ گیا۔

"ماریا! ہم کیٹی کا طلسم دور نہیں کر سکتے۔ مگر اسے چھوٹا بنا کر اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔"

ماریا نے کہا:

"یہ ترکیب ٹھیک رہے گی۔ جلدی سے میرے ساتھ مندر میں چلو۔"

مندر میں پوجا کرنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔

ماریا نے تھیوسانگ سے کہا:

"میں ان لوگوں کو یہاں سے بھگاتی ہوں تاکہ کیٹی کو لے جاتے ہیں یہ لوگ رکاوٹ نہ ڈالیں۔"

یہ کہہ کر ماریا مندر کے دروازے پر آ گئی۔ وہ کسی کو نظر تو آ نہیں رہی تھی۔ اس نے مندر کے باہر کھڑے پتھر کے ایک ستون کو زور

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے ہلایا تو وہ دھڑام سے گر پڑا۔ سب لوگ منہ کھولے ستون کی طرف تکنے لگے کہ یہ اپنے آپ کیسے گر گیا۔

ماریا نے آواز بلند کرتے ہوئے کہا:

"میں سمندر کی دیوی ارونا بول رہی ہوں۔ مجھے اکیلا چھوڑ کر تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ مجھے کچھ دیر اکیلا رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ آکاش کے دیوتا مجھ سے ملنے آ رہے ہیں۔ فوراً سب لوگ یہاں سے بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔"

ماریا کی غیبی آواز نے سب کو خوف زدہ کر دیا۔ لوگ جل دیوی زندہ باد کے نعرے لگاتے وہاں سے بھاگنے لگے۔ دیکھتے دیکھتے مندر کا سارا علاقہ خالی ہو گیا۔ اب ہتھیوسانگ اور ماریا مندر میں آ گئے۔ ہتھیوسانگ نے کیٹی کو چبوترے پر لاش کی طرح پڑے دیکھا تو اسے بڑا دکھ ہوا۔ کیٹی نے بھی ہتھیوسانگ کو دیکھ لیا تھا۔

ہتھیوسانگ نے کہا:

"کیٹی بہن! میں تمہیں چھوٹا بنا کر یہاں سے لے جا رہا ہوں ابھی تمہیں اسی صورت میں یہاں سے نکال سکتے ہیں پھر تمہارے طلسم کا توڑ بھی ڈھونڈ نکالیں گے۔"

یہ کہہ کر ہتھیوسانگ نے اپنی خاص انگلی سے کیٹی کے بے حس جسم کو چھوا۔ انگلی لگتے ہی کیٹی چھوٹی سی چھپکلی کے سائز کی ہو گئی۔

ہتھیوسانگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! اسے تم اٹھا کر اپنے ہاتھ میں تھام لو۔"

ماریا نے ننھی سی کیٹی کو اٹھایا تو وہ غائب ہو گئی۔ ہتھیوسانگ بڑے آرام سے مندر سے باہر نکل آیا۔ دور دور تک کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔

ہتھیوسانگ نے ماریا سے کہا:

"تمہاری تقریر کا بہت اثر ہوا ہے۔"

ماریا بولی: "یہ میری تقریر کا نہیں بلکہ ان لوگوں کے وہم کا اثر ہے۔ اب ہمیں سرائے کی طرف چلنا چاہیے۔"

سرائے میں آ کر ہتھیوسانگ نے کیٹی کو ایک چھوٹی سی ٹوکری میں نرم روئی رکھ کر لٹا دیا۔ ماریا نے دودھ کے چند قطرے اس کے حلق میں ڈالے۔ مگر دودھ منہ سے باہر آ گیا۔

ہتھیوسانگ نے کہا:

"اس کا حلق بھی پتھر ہو چکا ہے ماریا۔ شاید کورومنڈل کے ساحل پر اس کے طلسم کا توڑ بھی مل جائے۔"

تین دن کے بعد ایک جہاز قرطاجنہ کی بندرگاہ سے ملک ہندوستان کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس جہاز میں ہتھیوسانگ اور ماریا بھی سوار تھے۔ کیٹی بھی ایک چھوٹی سی ٹوکری میں لیٹی ان کے ساتھ سفر کر رہی تھی۔ ایک ماہ تک سمندر میں سفر کرنے کے بعد ماریا اور ہتھیوسانگ ہندوستان کی بندرگاہ کورومنڈل پہنچ گئے۔ کسی سرائے میں اترنے کی بجائے ماریا کے

CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشورے پر تھیوسانگ نے شہر کے جنوبی کنارے کی جانب ناریل کے ایک گھنے جنگل میں ایک چھوٹے سے کھوہ میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ ماریا کا خیال تھا کہ شیش ناگ اسی علاقے میں رہتا ہے تو وہ ان کے آنے سے کہیں خبردار نہ ہو جائے۔ اس لیے انہیں سمندری چٹان سے دُور ہی رہنا چاہیے۔

کیپٹی بھی ان کے ساتھ تھی۔ اور تھیوسانگ نے اس کی ننھی سی ٹوکری کھوہ کے اندر نرم نرم پتوں پر رکھ دی تھی۔ اب ماریا نے سمندری چٹانوں کی جانب ایک چکر لگایا۔ اسے کسی جگہ سے بھی ناگ کی خوشبو نہ آئی۔ نا اُمید ہو کر واپس تھیوسانگ کو صورت حال بتائی تو وہ بھی سوچ میں پڑ گیا۔ یقیناً ناگ کسی بھاری مشکل میں پھنس چکا تھا کہ اس کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ ایک بات کا انہیں یقین تھا کہ ناگ اسی علاقے میں کسی جگہ پر تھا۔ ماریا نے رائے دی کہ کیوں نہ کسی سانپ کو بلا کر اس سے ناگ کے بارے میں پوچھا جائے؟

تھیوسانگ بولا: "مگر اس وقت ناگ کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ دیوتا نہیں ہے بلکہ اب شیش ناگ سانپوں کا دیوتا ہے۔ اس لیے ہو سکتا ہے سانپ ہمیں کچھ نہ بتائے۔ بلکہ یہ بھی خطرہ ہے کہ وہ شیش ناگ کو جا کر خبر کر دے کہ ہم لوگ ناگ کی تلاش میں یہاں آئے ہوئے ہیں۔"

ماریا نے سوچا کہ تھیوسانگ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ مگر کسی سانپ کو بلانا بھی ضروری تھا۔

ماریا نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"ہم نے زنگاری سانپ کو خوامخواہ ہلاک کر دیا۔ ہم اس سے ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھ سکتے تھے۔"

تھیوسانگ بولا: "مگر وہ تو ناگ کا دشمن سانپ تھا۔ وہ کبھی ہمیں کچھ نہ بتاتا۔ بہرحال اس وقت کسی سانپ کا بلایا جانا بہت ضروری ہے۔"

ماریا نے کہا:

"ہم ایسا کرتے ہیں کہ کسی سانپ کو خاص طور پر بلاتے نہیں بلکہ جنگل میں سانپ کو ڈھونڈتے ہیں۔ یہاں کوئی نہ کوئی کہیں نہ کہیں سانپ ضرور ہوگا۔ اس کو غصہ دلانا۔ وہ تمہیں ڈسے گا۔ اس کے بعد تم اسے کہنا کہ تم شیش ناگ کے دوست ہو......"

اس کے بعد ماریا نے تھیوسانگ کو ساری اسکیم سمجھا دی۔ اسکیم بڑی عمدہ تھی اور اس سے کام نکالا جا سکتا تھا۔ انہوں نے جنگل میں کسی سانپ کی تلاش شروع کر دی۔ کافی دیر کے بعد انہیں ایک درخت کے پاس زمین کے اندر ایک بل دکھائی دیا۔

ماریا نے کہا:

"یہ سانپ کا بل ہے۔ اس میں کسی طریقے سے پانی ڈالتے

ed by CamScanner

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ سانپ باہر نکل آئے گا۔"

ماریا پتوں کا ڈونا بنا کر اس میں پانی بھر کر لائی اور بھیوسانگ نے اسے سانپ کے بل میں انڈیل دیا۔ اس کے ساتھ ہی بل کے اندر سے پھنکار کی غضب ناک آواز آئی اور ایک کالا سیاہ سانپ تیزی سے رینگتا ہوا باہر نکل آیا۔ اس کے سامنے ہی بھیوسانگ بیٹھا تھا۔ سانپ نے غصے میں بھیوسانگ کی کلائی پر ڈس دیا اور ڈس کر بھاگنے لگا تو بھیوسانگ نے اسے گردن سے پکڑ کر اٹھا لیا اور سانپ کی زبان میں کہا:

"میرے بھائی! کہاں جا رہے ہو؟ ذرا ٹھہرو تو سہی۔"

سانپ نے ایک انسان کو اپنی زبان میں بات کرتے سنا تو وہیں رک گیا۔ وہ اس بات پر بھی پریشان تھا کہ بھیوسانگ پر اس کے زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ سانپ نے مڑ کر بھیوسانگ کی طرف دیکھا اور قریب آ کر پھن اوپر اٹھا کر لہراتے ہوئے بولا:

"تم کون ہو اور تم نے ہماری زبان کہاں سے سیکھی ہے؟"

بھیوسانگ بولا: "بھائی میں تمہارے ناگ دیوتا یعنی شیش ناگ کا دوست ہوں۔ مجھے شیش ناگ کے ناگ دیوتا بننے کی خبر ملی تو اس کے کھوج میں یہاں آیا ہوں ہوں کہ اسے مبارک باد دے سکوں۔"

سانپ نے کہا:

"شیش ناگ کے ناگ دیوتا بننے کی ہمیں بھی خوشی ہوئی ہے۔ مگر تم اس جنگل میں کیا کر رہے ہو؟ شیش ناگ تو ساحل سمندر کی تین بھوری چٹانوں کے نیچے غار میں تختِ شاہی پر بیٹھتا ہے۔"

ماریا کی اسکیم کامیاب ہو رہی تھی۔

بھیوسانگ بولا: "بھائی میں شیش ناگ ہی کی تلاش میں تھا۔ اچھا ہوا کہ تم نے مجھے اس کا ٹھکانہ بتا دیا۔ اب میں خود ہی اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔ ضرور چٹانوں کے اندر سے کوئی راستہ جاتا ہوگا۔"

"ہاں ۔۔۔ ایک خفیہ راستہ درمیانی چٹان کے اندر سے نیچے شیش ناگ کے استھان تک جاتا ہے۔"

بھیوسانگ نفرت سے بولا:

"ہمیں تو ناگ دیوتا زہر لگتا تھا۔ ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے کہ ہمارا شیش ناگ دوست سانپ ناگ کو شکست دے کر خود ناگ دیوتا بن گیا ہے۔ مگر پرانے ناگ دیوتا کو کسی ایسی جگہ پھینکنا چاہیے تھا کہ جہاں سے وہ زندگی باہر نہ نکل سکے۔"

سانپ بولا: "ہمارے شیش ناگ کی طاقت کا کوئی جواب نہیں ہے ناگ کو ہمارے شیش ناگ نے سمندر کی گہرائیوں میں ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا آدمی [illegible] سانپ [illegible]

اپنی پریشانی [illegible] سانپ سے پوچھنے کی [illegible]

ناگ سمندر میں کس جگہ اور کس حالت میں دفن ہے تو [illegible]

صرف شیش ناگ دیوتا ہی [illegible]

[illegible]

تھیوسانگ کی رائے [illegible] ناگ کا ٹھکانہ معلوم [illegible]

شیش ناگ [illegible]

بتا دیا جائے۔

[illegible]

میں ابھی ساحل کے آس پاس کا سمندر کھنگال کر آتی ہوں۔

ماریا فضا میں بلند ہو کر درختوں کے اُوپر آئی اور پھر سمندری چٹانوں کی طرف اُڑنا شروع کر دیا۔

ماریا چٹانوں کے پاس جا کر سمندر میں اُتر گئی۔ وہ سمندر کی تہہ تک چلی گئی۔ یہاں بے شمار مچھلیاں اِدھر اُدھر تیر رہی تھیں۔ جگہ جگہ سمندری پودے اُگے تھے۔ ایک طرف پہاڑی کی ڈھلان سی بنی ہوئی [illegible]

[illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپوں کا دربار

ماریا نے تھیوسانگ کو واپس جاکر بتایا کہ سمندر کے نیچے بھی ناگ کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ تھیوسانگ اس سے ناامید نہ ہوا۔ اسے یقین تھا کہ ناگ کسی طلسم کی زد میں آکر چٹانوں کے آس پاس ہی کہیں پھنسا ہوا ہے۔ اس نے ماریا سے کہا

"کیوں نہ ہم ناگ کی بجائے شیش ناگ کی طرف توجہ کریں اور اس کے طلسم کو توڑ ڈالیں۔ اس طرح سے ہوسکتا ہے ناگ اپنے آپ آزاد ہوکر ہمارے پاس آجائے یعنی ہم ایک تیر سے دو شکار کریں گے۔"

ماریا نے جواب دیا۔

"تمہاری تجویز تو معقول ہے۔ مگر شیش ناگ اب دنیا کے تمام سانپوں کا دیوتا بن گیا ہے۔ اس کی طاقت پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ تمہیں شاید پتہ نہیں۔ ہم اتنی آسانی سے اپنے

تھیوسانگ نے ماریا سے کہا کہ وہ ناامیدی کی باتیں کیوں کرتی ہے "ہمیں ہمت سے کام لے کر اپنے مشن کو شروع کر دینا چاہیے آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

ماریا نے کہا

"لیکن ہمیں پھر بھی منصوبہ بندی بنا کر کوئی قدم اٹھانا ہوگا۔ وہ قدم کیا ہو سکتا ہے؟"

تھیوسانگ ماریا کے ساتھ جنگل سے باہر نکل آیا۔ اب ان کا رخ کورومنڈل شہر کی جانب تھا۔ تھیوسانگ اس موضوع پر سوچ بچار کر رہا تھا۔ وہ ماریا سے مشورہ بھی لینا چاہتا تھا مگر ابھی انہیں کوئی صاف رستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا جس پر چل کر وہ ناگ کو واپس لاسکیں۔ وہ اپنے چھوٹے سے مکان میں آگئے جو شہر سے باہر انہوں نے لے رکھا تھا۔ اس مکان کے پیچھے کیلے اور ناریل کے گھنے درختوں کے جھنڈ تھے۔ ان کے بیچ میں ایک پرانی باؤلی بنی ہوئی تھی جو اب ویران ہو چکی تھی اس کی تہہ میں بہت نیچے جاکر پانی تو تھا مگر وہ صاف نہیں تھا اس لئے لوگوں نے اس باؤلی میں سے پانی لینا چھوڑ دیا تھا جس کے بعد باؤلی ویران ہو گئی تھی۔

ماریا اور تھیوسانگ نے بھی اس باؤلی کی طرف جانے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی وہ دو کوٹھڑیوں والے مکان کی ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے نیچے جائے گی۔ [illegible] چٹانوں [illegible] اور گرد [illegible]

[illegible] سمندر [illegible] چٹانوں [illegible] پہنچے [illegible] جانے کے [illegible]

[illegible] ساحل [illegible] اندر [illegible]

[illegible] سمندر [illegible]

[illegible] وہ [illegible] تک [illegible]

[illegible]

[illegible] اپنے [illegible] گہری نیند [illegible]

[illegible] سمندر [illegible] اور ساحل [illegible]

[illegible]

[illegible] مقام پر [illegible]

نیچے پانی [illegible] چٹانوں کے [illegible]

کنارے کی طرف بڑھنا شروع [illegible] سمندر [illegible]

[illegible] سمندر [illegible] اندر

[illegible] سمندر [illegible]

چلی گئی [illegible] ماریا کو [illegible]

سرنگ یا غار [illegible] وہ ایک جگہ سے [illegible] دیوار

میں [illegible] آواز [illegible]

[illegible]

[illegible]

کے جھونپڑی میں بیٹھے [illegible] شیش ناگ کو ختم کرنے [illegible]

سوچ بچار [illegible] شیش ناگ [illegible]

"ہمیں ابھی [illegible] شیش ناگ [illegible]

نہیں کہ وہ چٹانوں کے نیچے کس جگہ رہتا ہے [illegible]

[illegible]

ماریا نے کہا کہ وہ چٹانوں کے نیچے [illegible]

[illegible] شیش ناگ [illegible] طلسم میں نہ پھنس جائے۔

[illegible] شیش ناگ کوئی معمولی ناگ نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سوا کوئی دوسرا چٹانوں کے نیچے [illegible] نہیں سکتا۔ [illegible]

[illegible] یہ ہے کہ تم سمندر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کوئی یہ کام نہیں کر سکتا۔ یہ ناگ کی زندگی اور موت [illegible]

[illegible]

وہ [illegible] چنانچہ

[illegible] چٹانوں [illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پتھر کی موٹی تہوں والی دیوار میں سے گزرتی ہوئی چٹان کی تہہ میں اس کے اندر ایک کھوکھلی جگہ پر آگئی یہ کھوکھلی جگہ ایک گڑھا سا تھا۔ وہ بڑی احتیاط سے اس گڑھے کی دیوار میں سے گزر گئی۔ آگے ایک چھوٹی سی سرنگ نکل آئی۔ یہ سرنگ قدرتی طور پر چٹانوں کے اندر بن گئی تھی اور اس میں جگہ جگہ چٹانوں کی دیواروں میں سے ٹپکنے والا پانی جمع تھا۔ ماریا دیوار کے ساتھ لگی بہت ہی مدھم رفتار کے ساتھ ایک ایک شے کو غور سے دیکھتی اور فضا کو سونگھتی آگے بڑھ رہی تھی۔

سرنگ کی فضا میں گدلے سمندری پانی کی بُو رچی ہوئی تھی۔ ایک جگہ سے گزرتے ہوئے اس کے کانوں میں ایسی آوازیں پڑیں جیسے سانپ سسکار رہے ہوں۔ ماریا وہیں رک گئی اور اس نے ان آوازوں پر کان لگا دیئے۔

دھیمی دھیمی آوازیں سرنگ کی شمالی دیوار کے پیچھے سے آرہی تھیں۔ ماریا ہوا کی ایک بہت ہی ہلکی اور کم رفتار لہر کی طرح اس دیوار کی طرف بڑھی اور آہستہ آہستہ اس موٹی پتھر کی دیوار کے اندر سے گزرتی ہوئی جب دیوار کی دوسری جانب اس نے اپنا سر باہر نکالا تو یہ دیکھ کر ایک دم سے پیچھے دیوار کے اندر ہو گئی کہ وہاں سانپوں کا دربار لگا تھا۔ اس نے چار مونہوں والے شیش ناگ کو فوراً پہچان لیا۔ ایک بار ناگ نے اسے شیش ناگ کا حلیہ بتایا تھا۔ شیش ناگ ایک تخت پہ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اس کے چاروں پھن پھیلے ہوئے تھے۔ اس کے ایک مونہہ پر سبزی تاج تھا۔ اس کے دائیں جانب ایک دو سروں والا سبز سانپ پتھر کے گول چبوترے پر کنڈلی مارے پھن اٹھائے بیٹھا تھا۔ سامنے پتھریلے فرش پہ پندرہ سولہ بڑے بڑے سانپ ادب سے بیٹھے تھے۔

یہ سب سانپ آپس میں کسی بات پر ہلکی ہلکی پھنکاروں کے انداز میں باتیں کر رہے تھے۔ پھر ایک دم سے شیش ناگ نے پھنکار ماری تو ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ تمام سانپوں نے گردنیں جھکا دیں۔ شیش ناگ نے سانپوں کی زبان میں (جو ماریا اچھی طرح جانتی تھی) کہا۔

تم لوگوں نے آپس میں کافی مشورہ کر لیا ہے تمہیں وہی کرنا ہوگا جو میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ اب تم سب جاؤ اور اپنے اپنے کام میں لگ جاؤ۔

سارے سانپ اپنی جگہ سے رینگتے ہوئے دالان کی ایک جانب چھوٹے سے غار کے منہ میں چلے گئے۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو شیش ناگ نے اپنی بائیں جانب بیٹھے ہوئے سبز سانپ کو کہا۔

سنکھ ناگ! تم ان سانپوں کی نگرانی کرو گے۔ میں جانتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں کہ یہ میرے حکم کے پابند ہیں اور میں جب چاہوں
انہیں جلا کر راکھ کر سکتا ہوں مگر مجھے ان میں [illegible]
[illegible] ناگ کی طرف سے خطرہ ہے مجھے لگتا ہے کہ وہ
ابھی تک [illegible] ناگ دیوتا کا [illegible] اور [illegible]
مجھے [illegible] کی [illegible] بھی [illegible]
نہیں کہ [illegible]

[illegible]

[illegible] ہوں گا [illegible]

شیش ناگ ایک پھنکار مار کر بولا

[illegible] ناگ کو ساری عمر کے لیے قید نہیں کر سکتا
ہوں۔ کالی [illegible] منڈل کے [illegible] دیوتاؤں کی طرف سے
اسے [illegible] کے لیے ہلاک کر ڈالنے کی اجازت ہوئی۔ پھر
ناگ کا [illegible] میری راہ سے صاف ہو جاتا
مگر [illegible] ناگ دیوتا [illegible] نہیں [illegible] اسی لیے میں نے اسے
اپنی جگہ بند کر دیا ہے کہ جہاں سے وہ قیامت تک باہر
[illegible] ناگ کے ساتھی ابھی زندہ ہیں اور
[illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو دور طرف پھیلا ہوا ہے یہاں داخل ہونے کے بعد کوئی باہر کی روح زندہ نہیں بچ سکتی۔

ماریا یہ سنتے ہی محتاط ہو گئی۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ دیوار کے اندر ہی تھی۔ دیوار سے باہر نہیں نکلی تھی اب اسے ہرش ناگ سے ملنے کی ضرورت کا احساس ہوا جو نہ صرف یہ کہ ناگ کا وفادار تھا بلکہ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ناگ زمین یا پانی کے اندر کس مقام پر قید میں پڑا ہے۔ شنکھ ناگ اور شیش ناگ آپس میں باتیں کر رہے تھے اور ماریا اس غار کے سوراخ کو دیکھنے لگی جہاں دوسرے سانپوں کے ساتھ ہرش ناگ بھی داخل ہوا تھا۔ ابھی تک ماریا کو یہ پتہ نہیں تھا کہ ان سانپوں میں ہرش ناگ کون ہے۔ مگر اس لمحے شیش ناگ نے خود ہی یہ مسئلہ حل کر دیا۔ اس نے شنکھ ناگ سے کہا

اگر کسی بھی وقت تمہیں ہرش ناگ کی وفاداری پر شک ہوا اور وہ کوئی غداری کرنے لگا تو فوراً اس کے سر کی سرخ کلغی کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر کاٹ ڈالنا۔ کلغی کے بغیر ہرش ناگ کا رابطہ اپنے آپ تمام سمندری سانپوں سے ٹوٹ جائے گا اور وہ ایک دن اور ایک رات زندہ رہنے کے بعد مر جائے گا۔

ماریا نے سوچا کہ ہرش ناگ کے سر پر سرخ کلغی ہے یہ

اس کی نشانی تھی۔ ماریا دیوار کے اندر ہی اندر اس غار کے منہ کی طرف بڑھی جہاں پندرہ سانپ گئے تھے۔ ماریا دیوار سے باہر نہیں آئی تھی۔ کیونکہ دیوار کے باہر شیش ناگ کے طلسم کا دائرہ کھنچا ہوا تھا۔ وہ بڑی دھیمی رفتار سے دیوار کے اندر چل رہی تھی۔ وہ غار کے منہ میں داخل ہو گئی۔ یہ غار ایک تنگ و تاریک چھوٹی سی سرنگ تھی جس کی چھت اتنی نیچی تھی کہ انسان کو اس میں سے رینگ کر گزرنا پڑتا۔ ماریا سرنگ میں کافی آگے نکل گئی۔ آگے جا کر سرنگ ایک بہت بڑے کنوئیں میں نکل آئی۔ ماریا بالکل سیدھی ہو کر کنوئیں کی دیوار کے ساتھ لگ گئی اور اندھیرے میں غور سے دیکھنے لگی۔ یہ کافی بڑا کنواں تھا اور اس میں پانی نہیں تھا بلکہ تہہ میں پتھر اور ریت بکھری تھی۔ کنوئیں کی گول دیوار میں جگہ جگہ گول سوراخ بنے تھے کنوئیں کی تہہ میں ایک بھی سانپ نہیں تھا۔

ماریا سوچنے لگی کہ پندرہ سانپ ضرور کنوئیں کے ان سوراخوں میں چلے گئے ہیں وہ ایک ایک سوراخ میں گئی۔ اس نے دیکھا کہ ہر سوراخ میں ایک ایک سانپ زمین پر کنڈلی مارے اپنی گردن کنڈلی پر رکھے سو رہا تھا۔ ایک سوراخ میں اسے ہرش ناگ نظر آیا۔

ہرش ناگ کے سر پر چھوٹی سی سرخ کلغی ماریا کو صاف نظر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ رہی تھی۔ ماریا چپکے سے ہرش ناگ کے کشادہ پل ہیں [illegible]

[illegible] ہرش ناگ کی طرف [illegible]

[illegible] ہرش ناگ [illegible] سر [illegible]

اچانک ہرش ناگ [illegible] تو [illegible]

[illegible] ناگ [illegible]

[illegible] ماریا کی [illegible] آرہی تھی [illegible]

ہرش ناگ [illegible] سے اپنا [illegible] سر اٹھا لیا اور

چاروں طرف سر گھما کر [illegible] جو ماریا نے بھی

محسوس کیا۔ اس [illegible] سے کہا

[illegible] ہرش ناگ [illegible] میں ماریا بہن [illegible] تمہارے ناگ

[illegible]

ہرش ناگ [illegible]

اپنا [illegible] پھنکار [illegible] اس نے پھنکار

کے ساتھ ماریا سے کہا [illegible]

[illegible] ماریا بہن! [illegible]

[illegible]

[illegible] ساری کہانی بیان کر دی اور [illegible]

[illegible] ناگ کی باتوں سے تعجب [illegible]

کے پیچھے پیچھے [illegible] ہرش ناگ

یہاں آ گئی۔

[illegible]

"ماریا بہن! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات اچھی

[illegible] ناگ کا [illegible] اور [illegible] ناگ ہی کو

ناگ [illegible]

[illegible]

ماریا نے کہا

[illegible] ناگ اور [illegible] ناگ کو تمہارا [illegible] حال

معلوم ہو گیا ہے اور [illegible] ناگ [illegible] تمہاری

[illegible]

ہرش ناگ [illegible]

[illegible]

[illegible] ہرش ناگ کو [illegible]

سر [illegible] اس [illegible] سمندر [illegible]

کرا [illegible] ہرش ناگ [illegible] والا ہے

خاموشی سے ماریا کی باتیں سن رہا تھا اس نے کہا

"ماریا بہن! میں سچائی پر ہوں [illegible] سچائی یہ ہے کہ

ناگ ہی [illegible] ناگ [illegible]

[illegible] سمندر [illegible] ایسے

ایسے مُردہ اژدھا کے پیٹ میں بند کر دیا ہے جو اب

تک سمندر کی تہہ میں پتھر بن چکا ہو گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا یہ سن کر پریشان ہوگئی کہ ناگ کو بچھو کی شکل میں سمندر کے نیچے ایک مردہ اژدھا کے پیٹ میں بند کر کے پھینک دیا گیا ہے۔ اس نے کہا

ہرش ناگ! کیا تم مجھے وہ جگہ بتا سکتے ہو۔ جہاں ناگ اژدہا کے پیٹ میں بچھو کی شکل میں پڑا ہے۔

ہرش ناگ نے کہا

ماریا بہن! میں تمہیں وہ جگہ ابھی بتا سکتا ہوں۔ مگر جس مردہ اژدہا کے پیٹ میں ناگ دیوتا ایک بے حس سیاہ بچھو کی شکل میں بند ہے وہ اژدھا ایک زبردست طلسم کے اثر میں ہے۔ یہ طلسم سنبش ناگ کا خاص طاقتور طلسم ہے جو کوئی زندہ یا غیبی انسان اژدہا کو چھوئے گا وہ طلسمی آگ کی شعاعوں میں ایک پل میں جل کر راکھ ہو جائے گا اور اژدھا کے پیٹ میں موجود ناگ کو بھی اس قدر شدید جھٹکا لگے گا کہ شاید وہ دوبارہ صحت مند نہ ہو سکے گا۔

ماریا نے آہستہ سے پوچھا

ہرش! کیا اس طلسم کا کوئی توڑ نہیں ہے؟

ہرش ناگ ایک دم خاموش ہو گیا۔ پھر رینگ کر بل کے منہ پر گیا۔ باہر کنوئیں میں دیکھا اور واپس آکر بولا۔

"مجھے ہر وقت چوکس رہنا پڑتا ہے اور اب تو شنکھ ناگ نے بھی میری نگرانی شروع کر دی ہے۔ مجھے بہت ہوشیار رہنا ہوگا۔ ہاں تو ماریا بہن اس اژدھے کے طلسم کا ایک توڑ ہے مگر میں تمہیں تمہارے ہاں آکر بتاؤں گا کیونکہ مجھے شک ہے کہ شاید شنکھ ناگ میری جاسوسی کے لئے ادھر آرہا ہے اب تم جاؤ اور مجھے اپنا ٹھکانہ بتا دو"

ماریا نے جلدی جلدی ہرش ناگ کو اپنا پرانی باؤلی والے مکان کا پتہ بتایا تو ہرش ناگ بولا۔

ٹھیک ہے۔ میں پرانی باؤلی کے پانی کے اندر سے تمہارے گھر کل آدھی رات کو پہنچ جاؤں گا۔ تمہارے مکان کی پچھواڑے والی باؤلی میں اسی کنوئیں سے اندر ہی اندر راستہ جاتا ہے۔ تم بھی اسی راستے سے چلی جانا۔

ماریا کو کسی سانپ کی تیز بو آئی۔ ہرش ناگ گھبرا کر بولا۔

"یہ شنکھ ناگ کی بدبو ہے۔ فوراً کنوئیں کی تہہ میں پتھروں کے اندر چلی جاؤ۔ نیچے گہرائی میں پانی آ جائے گا اس پانی میں بائیں ہاتھ کو چلتی جانا۔ تم اپنے مکان والی باؤلی میں نکل آؤ گی۔

شنکھ ناگ کی بدبو تیز ہو رہی تھی۔ ہرش ناگ نے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جلدی سے چلی جاؤ ماریا ۔ وہ کمینہ شنکھ ناگ آ رہا ہے ہوسکتا ہے وہ اپنے طلسم کی وجہ سے تمہیں کوئی شدید نقصان پہنچائے ۔

ماریا نے ہرش ناگ کو اگلی رات آنے کی تاکید کی اور کنوئیں کی تہہ میں نیچے اتر گئی ۔ کافی نیچے جانے کے بعد وہ پانی میں نکل آئی ۔ اب اس نے بائیں جانب چلنا شروع کر دیا وہ پانی کے اندر چل رہی تھی ۔ یہ بے حد تاریک اور گدلا پانی تھا اور اس میں جیسے مردہ مچھلیوں کی تیز بُو پھیلی ہوئی تھی ۔

ماریا تیزی سے پانی میں آگے ہی آگے بڑھتی گئی ۔ یہ پانی ایک بند نالے کی شکل میں پھیلا ہوا تھا ۔ ماریا کی رفتار کافی تیز تھی چنانچہ وہ کچھ ہی دیر بعد باؤلی میں نکل آئی ۔

باؤلی سے باہر آکر اس نے دیکھا کہ وہ اپنے مکان کے پچھواڑے ناریل اور کیلے کے گھنے درختوں کے جھنڈ میں کھڑی ہے ۔ سامنے ان کا مکان تھا جس میں دیا روشن تھا تھیوسانگ ماریا کی خوشبو محسوس کرتے ہی دروازے میں آ گیا ۔ جب ماریا کی خوشبو اس کے قریب آگئی تو اس نے کہا

" کیا ناگ کا کچھ پتہ چلا ؟

ماریا نے کہا

" بہت کچھ پتہ چل گیا ہے ۔ تھیوسانگ ۔ اندر آ جاؤ ساری بات کھول کر بتاتی ہوں ۔

جب ماریا نے شیش ناگ کی شنکھ ناگ سے گفتگو اور پھر ہرش ناگ کی ساری باتیں تفصیل سے تھیوسانگ کو بیان کر دیں تو وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا ۔

ماریا نے کہا ۔

" کل رات ہرش ناگ یہاں آکر مجھے وہ جگہ بتائے گا جہاں ناگ اژدھا کے پیٹ میں بچھو کی شکل میں بے حس پڑا ہے ۔

تھیوسانگ گہرا سانس کھینچ کر کہنے لگا ۔

ماریا ! ناگ کو اژدھا کے پیٹ سے نکالنا اگرچہ جان جوکھوں کا کام ہے مگر یقین رکھو میں اپنے بھائی ناگ کے لئے اپنی جان قربان کر سکتا ہوں ۔

ماریا نے جلدی سے کہا

" یہ کام تو میں بھی کر سکتی ہوں مگر تھیو بھائی ہمیں جوش سے نہیں بلکہ ہوش سے کام لینا ہوگا ۔ ہمیں ناگ کی بھی زندگی عزیز ہے ۔ ہمیں کسی حکمت عملی پر چلتے ہوئے اسے شیش ناگ کے طلسم سے آزاد کرانا ہے ۔ اور ساتھ ہی ساتھ شیش ناگ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر کے ناگ دیوتا کی حکومت اور اقتدار کو بحال کرنا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو اس کا حق ہے ۔

تھیوسانگ اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر بولا۔

ہوسکتا ہے ہرش ناگ ہمیں کوئی ترکیب بتائے وہ ناگ کا وفادار ہے اور پھر شیش ناگ کے طلسم کو بھی جانتا ہے۔ ممکن ہے اسے اس کا توڑ بھی معلوم ہو۔

"ہاں ایسا ہوسکتا ہے۔" ماریا بولی، کل رات جب وہ آئے گا تو اس سے یہی گفتگو ہوگی۔

تھیوسانگ نے کونے میں رکھی چھوٹی سی ٹوکری اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر دیکھا۔ اس میں کیٹی ابھی تک انگلی کے سائز کی بنی ہوئی پڑی تھی۔ ماریا نے کہا

"تھیوسانگ! میرا خیال ہے اب ہمیں کیٹی کو بڑا کر دینا چاہیئے کیوں کہ یہاں اس کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

تھیوسانگ بولا۔

مگر کیٹی بے حس زندہ لاش کی طرح ہے۔ اسے بڑا کر بھی دیا تو سوائے اس کے کیا ہوگا کہ وہ ایک بوجھ بن جائے گی۔ پھر ہمیں اسے کاندھے پر لاد کر ساتھ رکھنا ہوگا۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ وہ ننھی سی بن کر ٹوکری میں پڑی رہے یوں ہم اسے آسانی سے اٹھا کر جیب میں بھی رکھ سکتے ہیں۔

ماریا نے کیٹی کی طرف جھک کر کہا۔

کیٹی بہن! اگر تم سن رہی ہو تو تم نے ہماری گفتگو ضرور سن لی ہوگی۔ ہم تمہیں اپنے ساتھ ہی رکھیں گے اور تم پر جو جادو کیا گیا ہے اس کا توڑ بھی ضرور ڈھونڈھ نکالیں گے۔ تم نے یہ بھی سن لیا ہوگا کہ ناگ کس حالت میں سمندر کے نیچے پڑا ہے۔

پھر وہ تھیوسانگ کی طرف متوجہ ہوکر بولی

ابھی ہمیں عنبر کو بھی تلاش کرنا ہے۔

تھیوسانگ بولا۔

پہلے ناگ کا معمہ حل ہو جائے پھر عنبر کو بھی تلاش کرلیں گے۔ اس کی طرف سے بھلا ہم کیسے غافل ہوسکتے ہیں۔ ماریا۔ وہ تو ہماری ٹولی کا سردار ہے۔

کیٹی یہ سب کچھ سن رہی تھی اور دل میں دعا مانگ رہی تھی کہ نہ صرف اس کا طلسم ختم ہو بلکہ ناگ کی جان بھی بچ جائے

دوسری طرف جب ماریا ہرش ناگ کے بل سے نکل کر چلی گئی تو وہاں شنکھ ناگ نمودار ہوا اور ہرش ناگ کے بل میں آکر یونہی اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ اصل میں وہ یہ دیکھنے آیا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ ہرش ناگ اپنے بل میں ہی ہے کہیں کسی طرف نکل تو نہیں گیا۔ ہرش ناگ بھی اب جان گیا تھا کہ شنکھ ناگ کو اس کی جاسوسی پر لگا دیا گیا ہے اور وہ اس کی نگرانی کرنے آیا ہے وہ بھی شنکھ ناگ سے اس قسم کی باتیں کرنے لگا جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ شیش ناگ کا زبردست وفادار ہے۔ کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد شنکھ ناگ چلا گیا۔

دوسری رات ہرش ناگ اپنے کنوئیں والے بل میں ماریا کے مکان میں جانے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔ جب رات اس کے اندازے کے مطابق آدھی گزر گئی تو ہرش ناگ نے بل میں سے سر باہر نکال کر کنوئیں میں دیکھا۔ باقی سانپ اپنے اپنے بلوں کے اندر ہی تھے۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ وہاں کوئی نہیں ہے تو وہ بل میں سے رینگتا ہوا باہر نکلا اور کنوئیں میں بکھرے پتھروں کے درمیان ایک چھوٹے سے سوراخ میں گھس کر نیچے زمین کے اندر پانی میں اتر گیا۔

اسی لمحے کنوئیں کے اوپر سے شنکھ ناگ بھی نیچے آ گیا۔ وہ اسے اوپر سے دیکھ رہا تھا۔ شنکھ ناگ نے اپنے جسم پر ایک جڑی بوٹی کا خاص تیل مل لیا تھا جس کی وجہ سے اس کی تیز بُو ہرش ناگ کو نہیں آ سکتی تھی۔ شنکھ ناگ بھی جاسوسی کرتا ہرش ناگ کے پیچھے کنوئیں کی تہہ میں اتر کر

گدلے بند پانی میں آ گیا۔ آگے آگے ہرش ناگ جا رہا تھا اور اس کے پیچھے شنکھ ناگ اس کا تعاقب کرتا چلا آ رہا تھا۔ ہرش ناگ پانی میں برق رفتاری سے بڑھنے لگا۔ شنکھ ناگ نے بھی اپنی رفتار تیز کر دی۔ پھر جب ہرش ناگ پانی کی ویران باؤلی میں سے نکل کر ماریا کے مکان کی طرف بڑھا تو تھوڑی دیر بعد شنکھ ناگ بھی باؤلی میں سے نکل آیا اور کیلے کے درختوں کے پیچھے سے ہرش ناگ کو ایک مکان کی طرف جاتے دیکھنے لگا جس کی کوٹھڑی میں دیا جل رہا تھا اور اس کی روشنی کھڑکی میں سے باہر آ رہی تھی۔

ہرش ناگ کے لئے تھیوسانگ اور ماریا نے مکان کا دروازہ کھلا رکھ چھوڑا تھا۔ ہرش ناگ کوٹھڑی میں داخل ہوا تو ماریا نے اس کا تعارف تھیوسانگ سے کرایا۔ ہرش ناگ نے کہا

میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی میرا پیچھا کر رہا ہو۔ اس لئے میری بات غور سے سنو۔ ناگ دیوتا جس مُردہ اژدھا کے پیٹ میں بند ہے اس پر شیش ناگ کا طلسم ہے اور یہ جگہ چٹانوں سے دُور مشرق میں سمندر سے ابھری ہوئی ایک اکیلی چھوٹی چٹان کے نیچے گہرائی میں ہے۔

تھیوسانگ نے پوچھا کہ اژدھا کے طلسم کا توڑ کیا ہو سکتا

ہے۔ ہرش ناگ بولا۔

یہاں سے دور جنوب کی طرف سمندر کا پانی کھاڑی کی شکل میں ایک دلدلی جنگل میں پھیلا ہوا ہے اس جنگل میں کاموس کا ایک پرانا مندر ہے جو آدھا دلدل کے اندر دھنسا ہوا ہے اور آدھا باہر ہے۔ اس ویران مندر میں شیش ناگ کا شیطان گورو کاموس رہتا ہے کاموس ہر وقت دلدل میں ڈوبا رہتا ہے۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں تلواریں ہوتی ہیں۔ کوئی انسان اُدھر جائے تو وہ دلدل سے باہر نکل کر اسے تلوار کے وار سے ہلاک کر ڈالتا ہے اس کی دلدلی مکروہ شکل دیکھ کر جانور بھی اِدھر کا رخ نہیں کرتے۔ اس کے طلسمی جسم میں اتنی طاقت ہے کہ اگر اس کا ایک بازو کاٹ دیا جائے تو فوراً اس کی جگہ دوسرا بازو نکل آتا ہے۔ اگر اس کی گردن اُڑا دی جائے تو اس کی جگہ فوراً دوسری گردن نکل آتی ہے۔

ماریا نے پوچھا

کیا شیش ناگ کے طلسم کا توڑ اس دلدلی شیطان کاموس کے پاس ہے؟

ہرش ناگ بولا۔

اگر کسی طرح کاموس کو مار ڈالا جائے تو اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مُردہ جسم کے پھولے ہوئے پیٹ میں سے ایک سیاہ مادہ نکل کر فوراً جم کر پتھر ہو جائے گا وہ پتھر اس کے پیٹ پر سے اکھاڑ کر اگر مُردہ اژدھا کے جسم پر رگڑا جائے تو اژدھا پر کیا گیا شیش ناگ کا طلسم ختم ہو جائے گا اور ناگ دیوتا بھی اپنی اصلی حالت میں آ جائے گا۔ مگر اس مکروہ دلدلی انسان کاموس کو ہلاک کرنا ناممکن ہے،

ماریا نے کہا

" ہمارے لئے ناممکن بات کوئی نہیں ہے ہم اسے ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے۔

ہرش ناگ ایک دم چوکنا ہو گیا اپنی گردن دروازے کی طرف موڑ کر گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔

مجھے شنکھ ناگ کی ہلکی بدبو آ رہی ہے

ہرش ناگ تیزی سے تخت کے نیچے چھپ گیا۔ ماریا اچھل کر کھڑکی میں سے باہر آگئی۔ تھیوسانگ بھی کھڑکی کے پاس لپک کر آیا ماریا کی تیز عقابی آنکھوں نے اندھیرے میں ایک سبز رنگ کے دو موہنوں والے سانپ کو مکان کی کھڑکی والی دیوار سے چھلانگ لگا کر باؤلی کی طرف دوڑتے دیکھا۔ ماریا بھی اس کے پیچھے لپکی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دلدل میں ڈوبا مندر

شنکھ ناگ تیزی سے باولی کی طرف بھاگ رہا تھا۔

اس نے ہرش ناگ کی ساری باتیں سن لی تھیں۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ ہرش ناگ غداری کر رہا ہے اور اس نے ماریا اور تھیوسانگ کو ناگ دیوتا پر کئے گئے شیش ناگ کے طلسم کا توڑ بتا دیا ہے۔ اب وہ جلدی سے شیش ناگ کو جا کر اس کی خبر دینا چاہتا تھا۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ ماریا غیبی حالت میں اس کے سر پر پہنچ چکی ہے۔

ماریا اندھیرے میں زمین پر گری ہوئی سوئی بھی دیکھ لیتی تھی۔ اس نے سبز سانپ کو باؤلی کی طرف دوڑتے دیکھا تو اس کے اوپر عقاب کی طرح جھپٹی اور اسے دم سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی شنکھ ناگ غائب ہو گیا۔ مگر شنکھ ناگ نے اپنی گردن اٹھا کر اپنے دونوں منہ سے آگ کی چنگاریاں برسانی شروع کر دیں۔ آگ کی چنگاریاں ماریا کے جسم کی لہروں میں سے گزرتی چلی جا رہی تھیں۔ ماریا کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا تھا۔ سوائے اس کے کہ اس کا جسم گرم ہونے لگا تھا۔ ماریا سبز سانپ کو لٹکائے ہوئے لے کر مکان میں آ گئی۔

تھیوسانگ! یہی وہ سانپ ہے جو ہرش ناگ کی جاسوسی کرتا ہے یہ ہماری خبر دینے شیش ناگ کے پاس جا رہا تھا۔

ہرش ناگ تخت کے نیچے دبکا پڑا تھا۔ وہ ساری باتیں سن رہا تھا مگر ڈر کے مارے باہر نہیں نکل رہا تھا کہ کہیں شنکھ ناگ اسے جلا کر بھسم نہ کر ڈالے۔

تھیوسانگ نے کہا۔

اس جاسوس سانپ کو مار ڈالو ماریا۔ فوراً اسے ختم کر دو۔

ماریا نے شنکھ ناگ کو دُم سے پکڑ رکھا تھا۔ اس نے اسے ہوا میں تین بار گھمایا پھر اتنی زور سے فرش پر دے مارا کہ ایک پٹاخے کی آواز پیدا ہوئی اور شنکھ ناگ کی چپٹی لاش فرش پر بے حس ہو کر پڑی تھی۔ اب ہرش ناگ تیزی سے باہر نکل آیا اور گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔

فوراً اس کی لاش پر پانی ڈال دو۔ جلدی کرو۔ نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو اس کی لاش سے پیدا ہونے والے طلسم کی لہریں اس سارے مکان کو شعلوں میں بدل دیں گی۔

تھیوسانگ نے جلدی سے مٹکے میں سے پانی ایک ڈونگا نکال کر شنکھو ناگ کے رنگ بدلتے فرش پر پڑے جسم پر ڈال دیا۔ ایک دم سے ایسی آواز آئی جیسے کسی نے جلتی ہوئی لکڑی پر پانی ڈال دیا ہو۔ سانپ کے مُردہ جسم میں سے بھاپ اٹھنے لگی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فرش پر سانپ کی لاش کا صرف نشان ہی باقی رہ گیا۔ ہرش ناگ بہت گھبرایا ہوا تھا۔ کہنے لگا۔

مجھے فوراً واپس جانا ہوگا۔ شیش ناگ کو تھوڑی ہی دیر بعد شنکھو ناگ کی گمشدگی کا پتہ چل جائے گا۔ زمین اور سمندر کے سارے سانپ اس کی تلاش شروع کردیں گے۔ میں پھر آؤں گا۔

تھیوسانگ نے پوچھا کہ اگر کچھ سانپ اس طرف آ گئے تو ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ ہرش ناگ نے جاتے جاتے کہا

- نہیں یہاں سے شنکھو ناگ کی تیز بو نہیں آئے گی اس لئے کوئی سانپ اِدھر کا رُخ نہیں کرے گا۔

اتنا کہنے کے بعد ہرش ناگ تیزی سے باہر نکل گیا۔

٭ ماریا اور تھیوسانگ کو ناگ کی زندگی بچانے اور اسے شیش ناگ کے طلسم سے آزاد کرانے کا راز بتا گیا تھا۔ ماریا نے تھیوسانگ سے کہا۔

• سب سے پہلے مجھے سمندر کے بیچ میں جا کر اکیلی چٹان کے نیچے اس اژدھا کی لاش کو دیکھنا ہوگا جس کے اندر ناگ بچھو کی شکل میں بند ہے

چنانچہ ماریا رات کے اندھیرے میں ہی ایک بار پھر کھلے سمندر کی طرف پرواز کر گئی۔ دوسری طرف ہرش ناگ جتنی تیزی سے بھاگ سکتا تھا باؤلی کے اندر سے ہوتا ہوا اپنے کنوئیں میں پہنچ گیا اور بل میں گھس کر خاموشی سے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ صبح ہوتے ہی جب شنکھ ناگ روز کی طرح تعظیم بجا لانے شیش ناگ کے پاس نہ آیا تو اس نے شنکھ ناگ کو بلوانے کے لئے ہرش ناگ کو حکم دیا۔ ہرش ناگ احتیاط کے طور پر صبح کے وقت ہی شیش ناگ کی خدمت میں پہنچ کر اس کو سلام کر کے ایک طرف ادب سے بیٹھ جاتا تھا۔ شیش ناگ کے حکم پر ہرش ناگ فوراً اٹھ کر غار میں شنکھ ناگ کی کوٹھڑی کی طرف دوڑا۔ مگر وہ تو جانتا تھا شنکھ ناگ اب کبھی یہاں واپس نہیں آئے گا۔ پھر بھی کچھ دیر تک غار میں اِدھر اُدھر گھومتا پھرا۔ اس نے کئی سانپوں سے شنکھو ناگ کے بارے میں پوچھا۔ سب نے یہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا کہ انہوں نے شنکھ ناگ کو نہیں دیکھا۔

ہرش ناگ کچھ دیر بعد واپس شیش ناگ کے پاس آیا اور ادب سے بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! شنکھ ناگ کو میں ہر جگہ دیکھ آیا ہوں۔ وہ غار میں کہیں بھی نہیں ہے۔ لگتا ہے شاید وہ سمندر میں کہیں گیا ہے۔"

شیش ناگ تعجب سے کہنے لگا

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ شنکھ ناگ کبھی مجھے ماتھا ٹیکے بغیر غار سے باہر نہیں نکلا۔ پھر آج وہ کیسے چلا گیا۔"

شیش ناگ نے شنکھ ناگ کی کھوج کا حکم دے دیا۔

دوسری طرف راتوں رات ماریا فضا میں سمندر کے اوپر اڑتی [illegible] جب کافی دور جنوب میں کھلے سمندر میں آگئی تو اسے نیچے ایک چھوٹی سی اکیلی چٹان نظر آئی جو سمندر سے باہر نکلی ہوئی تھی اور اندھیری رات میں سمندر کی لہریں چاروں طرف سے [illegible] رہی تھیں۔ ماریا نیچے آگئی۔ اس نے چٹان کے گرد ایک چکر [illegible] پھر سمندر میں غوطہ لگا گئی۔ یہ غوطہ ایسا [illegible] سمندر کی لہروں کو [illegible] ماریا نے [illegible] ہے۔ ماریا نظر نہ

آنے والی شعاعوں کی طرح پانی کے اندر ہی اندر نیچے چٹان کی بنیادوں میں اتر گئی۔ یہاں اس نے جھک کر دیکھا تو اسے ایک جگہ ایک اژدھا کا جسم نظر آیا جس پر زنگ کی ایک موٹی تہہ جم چکی تھی۔ ماریا کو ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس کی وجہ شیش ناگ کا طلسم تھا

ماریا اژدھا کو چھو نہیں رہی تھی اس نے غور سے اژدھا کو دیکھا یہ واقعی وہی اژدھا تھا جس کی بابت ہرش ناگ نے اسے بتایا تھا۔ ماریا سمندر سے باہر نکل آئی اور واپس اڑنے لگی۔ اپنے مکان میں آکر اس نے تھیوسانگ سے کہا۔

"ہرش ناگ نے بالکل ٹھیک کہا ہے تھیوسانگ۔ کھلے سمندر میں اکیلی چٹان کے نیچے اژدھا کا مردہ جسم میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آرہی ہوں۔ اس پر یقیناً طلسم کا اثر بھی ہے کیونکہ جب میں اژدھا کے مردہ جسم کے قریب ہوئی تو مجھے اس کی طرف سے آتی مقناطیسی لہروں کا احساس ہوا تھا۔"

تھیوسانگ کوٹھڑی میں ٹہلنے لگا۔ پھر اس نے ماریا کی سمت متوجہ ہو کر چٹکی بجاتے ہوئے کہا

"ماریا! اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ ہمیں فوراً

دلدلی مندر کی مہم شروع کر دینی چاہیئے۔ کیونکہ شنکھ ناگ کے گم ہو جانے سے شیش ناگ کو ضرور شک پڑ جائے گا کہ ہم لوگ پہنچ گئے ہیں اور اس کے خلاف اپنی مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اپنے شیطان گورو دلدل کے عفریت کاموس کے پاس بھی جائے۔

ماریا کہنے لگی

" تم ٹھیک کہتے ہو تھیو۔ مگر کاموس کو موت کے گھاٹ کیسے اتارا جائے گا؟ ہرش ناگ کے کہنے کے مطابق تو اگر اس کا سر قلم کیا جائے تو دوسرا سر نکل آتا ہے۔ ایک بازو کاٹا جائے تو دوسرا بازو نکل آتا ہے۔

تھیو سانگ نے کہا

ماریا بہن! اگر ہم اسی طرح سوچتے رہے تو اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ ہمیں خدا کا نام لے کر یہاں سے چل پڑنا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے پاس اب سوچتے رہنے کا وقت بھی نہیں ہے۔

ابھی صبح ہونے میں ایک پہر رات باقی تھی کہ ماریا اور تھیو سانگ نے کیٹی کی چھوٹی سی ٹوکری کو مکان کی دیوار میں بنی ہوئی الماری میں رکھا۔ اسے بتایا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اگرچہ آگے سے کیٹی نے کوئی جواب نہیں دیا مگر ماریا اور تھیو سانگ کا خیال تھا کہ کیٹی نے ان کی بات سن لی ہے۔

ہرش ناگ نے انہیں بتایا تھا کہ یہ ویران مندر جو آدھا دلدل میں دھنسا ہوا تھا بہت دور ایک کھاڑی کے کنارے جنگل میں ہے جو سمندر کے جنگل میں گھس آنے کی وجہ سے بن گئی ہے اور جہاں کبھی کوئی پرندہ بھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ کیونکہ اس دلدل میں جو آدمی نما عفریت کاموس رہتا ہے اس کی دہشت سے جانور اور درندے بھی حرکت قلب بند ہو جانے سے مر جاتے ہیں۔ انسان تو اس طرف کبھی بھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

سارا دن اور اگلی ساری رات تھیو سانگ اور ماریا کوہ منڈل شہر کے جنوب مشرق کی جانب سمندر کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ ماریا تو اڑ کر ایک منٹ میں وہاں پہنچ جاتی مگر تھیو سانگ کے لیے اسے بھی قدم بقدم اور ہلکی رفتار کے ساتھ چلنا پڑا۔

اگلے روز صبح صبح انہوں نے سمندر میں سے ایک نالے کو نکل کر ایک جنگل کی طرف مڑتے دیکھا۔ ماریا نے اس طرف اشارہ کر کے کہا۔

تھیو سانگ! ہم اپنی منزل کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ وہ دیکھو۔ سمندر میں سے ایک نالہ کٹ کر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنگل میں جا رہا ہے وہاں ضرور کھاڑی ہوگی۔

وہ سمندری نالے کے کنارے پر چلتے ہوئے جب جنگل میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں ایک سمندری کھاڑی موجود تھی۔ وہ کھاڑی کو چھوڑ کر جنگل میں اس کے عقب کی جانب چلنے لگے۔ ہرش ناگ کی اطلاع کے مطابق وہ دلدل جنگل کے وسط میں تھی جس کے درمیان کاموس کا مندر آدھا دلدل میں دھنسا ہوا تھا۔ تھیوسانگ جھاڑیوں کو ادھر ادھر ہٹاتا آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا جبکہ ماریا اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ ماریا کو جھاڑیوں کو ہٹانے کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ تھیوسانگ بولا۔

میرا خیال ہے دلدل آنے والی ہے۔

ماریا نے کہا۔

[illegible] آگے جا کر دیکھتی ہوں۔

تھیوسانگ نے ماریا کو تاکید کی کہ وہ ہوشیار رہے [illegible] ہو سکتا [illegible] ماریا تھیوسانگ سے الگ [illegible]

ہم مندر ہرش ناگ کے بتانے کے مطابق [illegible]

ہوا تھا اور پھل ایک طرف کو جھک [illegible]

گرتے گرتے اچانک رک گیا ہو [illegible]

کی تیز عقابی نگاہیں غور سے مندر کا جائزہ [illegible]

یہ مندر پرانی وضع کا تھا۔ اس کے اوپر ایک گنبد بنا تھا۔ جس کا آدھا کلس ٹوٹا ہوا تھا۔ مندر کی صرف دو منزلیں دلدل سے باہر تھیں۔ دوسری منزل کے گرد ایک گیلری بنی تھی جس کا جنگلا بھی آدھا ٹوٹ کر نیچے لٹک رہا تھا۔ مندر کی حالت بڑی خستہ نظر آ رہی تھی اور لگتا تھا کہ کسی بھی وقت دلدل میں گر سکتا ہے۔ دلدل کا رنگ گھنے درختوں سے بڑی مشکل سے چھن چھن کر آتی کہر آلود روشنی میں گہرا سیاہ تارکول کی طرح کا تھا۔ دلدل بھاری تھی اور کہیں کہیں اس میں سے بلبلے سے پھوٹ رہے تھے اور اوپر نیچے ہو رہی تھی۔ جیسے ہولے ہولے سانس لے رہی ہو۔ اسی دلدل کے اندر وہ آدمی نما عفریت کاموس ڈوبا پڑا تھا جس کو ماریا اور تھیوسانگ موت کے گھاٹ اتارنے آئے تھے۔

ماریا پیچھے کو مڑی اور درختوں کے نیچے آ کر تیزی سے اڑتی ہوئی تھیوسانگ کے پاس آ گئی۔ اس نے تھیوسانگ کو بتایا کہ وہ مندر کو دیکھ آئی ہے۔ [illegible] یہاں سے زیادہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دُور نہیں ہے۔

"یہیں درختوں کے بیچ میں سے ہو کر گئی تھی۔ وہاں کسی قسم کے طلسم کا کوئی اثر نہیں ہے۔ ہمیں درختوں کے نیچے احتیاط سے چلنا ہوگا۔ کیونکہ یہاں کوئی طلسمی چکّر موجود ہو سکتا ہے"

تھیوسانگ بڑی احتیاط سے پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا چل رہا تھا۔ آخر وہ جنگل کے وسط میں سیاہ دلدل کے کنارے پہنچ گئے۔ ماریا اور تھیوسانگ ایک بہت بڑے درخت کے تنے کے پیچھے سے دلدل میں آدھے دھنسے ہوئے مندر کو تکنے لگے۔ ماریا نے آہستہ سے کہا

"اس دھنسے ہوئے مندر کو دیکھ کر ہی محسوس ہوتا ہے کہ اس میں بھوت رہتے ہوں گے۔"

تھیوسانگ نے بہت آہستہ سے دھیمی آواز میں کہا

"دلدل کا رنگ کس قدر ڈراؤنا سیاہ ہے اور یہ اوپر نیچے بھی ہو رہی ہے"

ماریا بولی۔

"اس دلدل میں کس جگہ وہ آدمی نما عفریت کا ہوس ڈوبا ہوا ہے جس کی ہمیں تلاش ہے۔"

تھیوسانگ جھکے ہوئے آسیب زدہ مندر کو غور سے تکتے ہوئے بولا۔

"اس کی گیلری ٹوٹ کر نیچے لٹک رہی ہے اور مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ مندر آہستہ آہستہ دلدل کے اندر جا رہا ہے۔"

ماریا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ سیاہ دلدل ایک جگہ سے کچھ زیادہ اُوپر نیچے ہونے لگی تھی۔ ماریا نے سرگوشی کی۔

"تھیو! ادھر دیکھو۔"

تھیوسانگ نے دیکھا کہ سیاہ دلدل مندر کی سیڑھی سے بیس فٹ کے فاصلے پر آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھ رہی تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا

"کوئی شے دلدل کے اندر سے باہر نکل رہی ہے۔"

دونوں کی آنکھیں سیاہ دلدل پر لگی تھیں۔ دلدل سیاہ کالی تارکول کی طرح کبھی اوپر کو اٹھتی اور کبھی نیچے ہو جاتی۔ پھر اچانک اس کے اندر سے ایک آدمی کا سر نمودار ہوا۔ یہ سر دلدل سے بھرا ہوا تھا۔ اور اس کی شکل دکھائی نہیں دیتی تھی۔ یہ سر کافی بڑا تھا۔ پھر دلدلی آدمی آدھا دلدل سے باہر آگیا۔ اس کے کاندھے بہت چوڑے تھے اور ایک طرف کو جھکے ہوئے تھے۔ وہ دلدلی کیچڑ میں لت پت تھا وہ اپنے سر کو آگے پیچھے ہلا رہا تھا۔ اس کے حلق سے نکلنے والے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانس کی آواز ایسی ڈراؤنی تھی جیسے آدھی رات کے سناٹے میں کوئی عفریت سوکھے پتے پر چل رہا ہو۔ یہ دلدلی کاموس تھا۔ اس کے بازو لمبے تھے اور بالکل سیدھے لٹکے ہوئے تھے۔ دلدلی کاموس اب دلدل سے گھٹنوں تک باہر آگیا تھا ماریا اور تھیوسانگ درخت کے پیچھے چھپے اس بات پر حیران ہو رہے تھے کہ یہ دلدلی عفریت اس دلدل سے باہر کیسے آگیا جو ہر شے کو اندر کھینچتی ہے۔ دونوں خاموش تھے۔ جنگل میں دہشتناک سناٹا چھا گیا تھا۔ درخت بھی جیسے سانس روکے کھڑے یہ ڈراؤنا منظر دیکھ رہے تھے۔ دلدلی کاموس مندر کی طرف بڑھنے لگا۔

اس کا سارا جسم دلدل سے بھرا ہوا تھا۔ سانس کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز برابر آرہی تھی۔ دلدلی کاموس مندر کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ لمبے مگر بوجھل قدم اٹھا رہا تھا۔ مندر کے دروازے میں جانے سے پہلے دلدلی کاموس رک گیا۔ تھیوسانگ نے اپنا سانس روک لیا۔

"یہ رکا کیوں ہے؟" تھیوسانگ نے انتہائی دھیمی سرگوشی میں کہا۔

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ دلدلی کاموس نے آہستہ آہستہ گردن کو پیچھے گھمایا اور جنگل میں اس جانب دیکھا جہاں تھیوسانگ

اور ماریا چھپے ہوئے تھے۔ ہوسکتا ہے دلدلی کاموس نے کسی دوسری وجہ سے پیچھے گھوم کر دیکھا ہو مگر تھیوسانگ اور ماریا کو یہی لگا کہ وہ انہیں دیکھ رہا ہے۔ دونوں اپنی جگہ پر بالکل ساکت ہوگئے۔ دلدلی کاموس نے ایک پل کے لئے جنگل کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھا اور پھر گردن پھیر کر بھاری قدم اٹھاتا مندر میں داخل ہوگیا۔ ماریا نے اطمینان کا سانس لیا اور آہستہ سے بولی۔

تھیوسانگ! یہ کیا بلا ہم نے دیکھی ہے؟

تھیوسانگ نے دھیمی آواز میں کہا

"ماریا یہی وہ دلدلی عفریت نما انسان ہے۔ جس کو ہلاک کرنے کے بعد ہی ناگ کو نجات مل سکتی ہے۔

ماریا بولی۔

"یہ تو میں بھی جانتی ہوں مگر سوال یہ ہے کہ اس بھیانک شے کو کیسے موت کی نیند سلایا جا سکتا ہے مجھے تو دور ہی سے خوف آتا ہے۔

تھیوسانگ نے کہا

"خوف کھانے سے کچھ نہیں بنے گا ماریا۔ اس کام میں تمہیں بہت زیادہ پارٹ ادا کرنا ہوگا۔

ماریا بولی۔

یہ تو میں بھی جانتی ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر اس نے تھیوسانگ کے کان کے قریب منہ لا کر کہا
تھیو! میں مار رہا ہوں۔ جب ایک بڑا مقدس سانپ ہوں میں دنیا کے بڑے سے بڑے پہاڑ سے ٹکرا سکتی ہوں تم فکر کیوں کرتے ہو۔ یہ تو ویسے ہی میں ڈر جاتی ہوں آخر عورت جو ہوئی۔

اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ تھیوسانگ نے پوچھا
ماریا بولی۔

"ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ دلدلی کاموس مندر میں کتنی دیر تک رہتا ہے اور وہاں کیا کرتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ میں خود اندر جا کر اسے دیکھوں"
تھیوسانگ نے کہا۔

"اس میں خطرہ ہے۔ مندر کی فضا میں طلسم کا اثر ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے تجھ پر اس طلسم کا اثر ہو جائے۔
ماریا نے کہا

"یہ خطرہ تو ہمیں مول لینا ہی ہوگا۔ تھیوسانگ اور میرے سوا کوئی دوسرا اندر جا بھی نہیں سکتا۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں مندر میں جا کر پتہ کرتی ہوں کہ دلدلی عفریت اندر کیا کر رہا ہے۔
تھیوسانگ نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا

اگر عفلانہ کرے تمہیں کچھ ہو گیا تو مجھے کیسے پتہ چلے گا؟
ماریا بولی۔
جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ میرا جانا بہت ضروری ہے ورنہ ہم ناگ کو کبھی واپس زندہ حالت میں نہیں لا سکیں گے۔ میں جا رہی ہوں۔
یہ کہہ کر ماریا آہستہ سے بلند ہو گئی۔ تھیوسانگ کو اس کی خوشبو دور جاتی محسوس ہوئی وہ درخت کے پاس بیٹھ گیا اور غور سے دلدل میں دھنسے ہوئے مندر کی طرف دیکھنے لگا۔ ہلکے ہلکے بادل پچھلے پہر ہی سے آسمان پر جمع ہو رہے تھے۔ جب ماریا چلی گئی تو بادل گہرے ہو گئے ہوتے سارے آسمان پر چھا گئے۔ دھوپ غائب ہو گئی اور جنگل اور دلدل پر بادلوں کا سایہ پھیل گیا۔ فضا اور زیادہ پُر اسرار ہو گئی۔ تھیوسانگ کو خیال آنے لگا کہ اسے ماریا کو نہیں جانے دینا چاہیے تھا دلدلی کاموس کوئی نارمل آدمی نہیں ہے وہ طلسم کا پتلا ہے اور شیش ناگ کے خاص جادو کے اثر میں ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ماریا کسی مصیبت میں پھنس جائے۔ مگر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ ماریا جا چکی تھی۔
ماریا فضا میں بلند ہوتے ہی آہستہ آہستہ ہوا میں تیرتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئے جادو والوں کے اوپر آ گئی پھر اس نے ہوتے ہوئے مندر کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ مندر کے دروازے کے قریب پہنچ کر ماریا رک گئی۔ وہ یہ تسلی کرنا چاہتی تھی کہ وہاں کسی قسم کے جادو کا اثر تو نہیں ہے۔ ماریا کے جسم کو نہ تو کوئی چھو سکتا تھا اور نہ ابھی تک کسی جادو کی لہر کو اپنے جسم پر محسوس کیا تھا۔ اس کا جسم لہروں کی شکل میں تھا اور وہ معمولی سے معمولی لہر کو بھی محسوس کر سکتی تھی۔

وہ بے حد دھیمی رفتار سے مندر کے دروازے میں آ گئی۔ مندر کے اندر تاریکی چھائی تھی۔ بادلوں میں دھیمی سی گرج کی آواز پیدا ہوئی۔ ماریا آہستہ سے مندر کے دروازے کے اندر آ گئی۔ نیچے ٹوٹے ہوئے فرش اور سیڑھیوں پر دلدلی کاموس کے پاؤں کے کیچڑ آلود نشان پڑے ہوئے تھے ماریا آہستہ سے مندر کے دروازے میں داخل ہو گئی۔

سب سے پہلی چیز جو اس نے محسوس کی وہ اندھیری فضا [illegible] تھی۔ مندر کے دروازے کی دوسری طرف ایک تاریک راہداری تھی جس کا فرش [illegible] جگہ جگہ سے ٹوٹا ہوا تھا [illegible] ٹوٹے ہوئے فرش پر بھی [illegible] تھے۔ [illegible]

سے گزر کر گیا تھا۔ ماریا پھونک پھونک کر آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ چاروں طرف سے چوکس تھی ابھی تک ماریا کو کسی طلسم کا احساس نہیں ہوا تھا۔ راہ داری میں آگے مکڑی کا ایک ستون گرا ہوا تھا۔ ماریا اس کے قریب سے ہو کر گزر گئی اب اسے دلدلی کاموس کے گہرے سانس لینے کی آواز آنے لگی۔ وہ رک گئی اور کان لگا کر اس آواز کو سننے لگی۔

اس آواز میں ایک عجیب سا خوف اور دہشت تھی۔ کسی وقت ماریا کو محسوس ہوتا کہ دلدلی عفریت تکلیف میں ہے۔ کسی وقت محسوس ہوتا کہ وہ کسی شے کو اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ماریا دھیرے دھیرے راہ داری میں آگے بڑھتی گئی۔ دلدلی کاموس کے سانس کی آواز اب قریب آتی جا رہی تھی۔ ماریا فرش سے دس فٹ بلند ہو کر چھت سے ذرا نیچی ہو کر فضا میں آگے کو تیر رہی تھی۔

آگے اسے ایک دیوار میں روشندان نظر آیا جس میں مکڑیوں نے جالے بن رکھے تھے۔ سانس کی جنبش اڑا دینے والی آواز اسی روشندان میں سے آ رہی تھی۔ ماریا نے بہت آہستہ سے آگے بڑھ کر اپنی آنکھ روشندان کے ساتھ لگا دی اور دوسری طرف جھانک کر دیکھا۔ اندر اندھیرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھا رہا تھا مگر مدیا اندھیرے میں صاف صاف دیکھ سکتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ دلدلی عفریت کاموس ٹوٹے پھوٹے گرد آلود فرش پر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہے اس کا اونچا لمبا جسم دلدل کے کیچڑ میں لت پت ہے اس کے دونوں ہاتھوں میں کالے رنگ کا بچھو ہے کے سائز کے برابر ایک بچھو ہے جس کو وہ بار بار اپنے منہ کے قریب لاتا ہے اور بچھو اپنے خوفناک ڈنگ سے اس کے دلدل میں لتھڑے ہوئے ہونٹوں پر ڈس رہا ہے۔ بچھو کا ڈنگ لگتا ہے تو دلدلی کاموس کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکلتی ہے۔ اس آواز میں تکلیف بھی ہے بے حد راحت بھی ہے۔

مدیا دم سادھے کھڑی یہ بھیانک منظر خاموشی سے دیکھتی رہی۔ کچھ لمحوں کے بعد دلدلی کاموس نے بچھو کو فرش پر رکھ دیا۔ بچھو آہستہ آہستہ چلتا ہوا کونے میں بنے ہوئے ایک گول سوراخ میں غائب ہو گیا۔

دلدلی کاموس آہستہ سے اٹھا اور بوجھل قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ مدیا تیزی سے پیچھے ہٹی اور ایک ہی جست میں راہ داری سے باہر آ کر مندر کے دروازے پر رک گئی۔ دلدلی کاموس کے سانس کی آواز قریب آ رہی تھی۔ وہ واپس دلدل کی طرف آ رہا تھا۔ ماریا مندر کے دروازے سے اچھل کر فضا میں بلند ہو گئی اور پھر دلدل کے اوپر آ کر بادل کے چھوٹے سے نظر نہ آنے والے ٹکڑے کی طرح رک گئی۔ آسمان پر کالی گھٹا پوری طرح چھا چکی تھی اور بجلی رہ رہ کر چمک رہی تھی۔ پھر ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔

ماریا ٹکٹکی باندھے دروازے کی طرف تک رہی تھی دلدلی کاموس بوجھل قدم اٹھاتا اپنے دونوں لمبے بازو لٹکائے اپنی گردن کو آگے پیچھے اور دائیں بائیں ہلاتا دروازے میں نمودار ہوا۔ اس نے اپنا کیچڑ میں لت پت چہرہ اوپر آسمان کی طرف اٹھایا۔ ماریا نے فوراً اپنا سانس روک لیا۔ دلدلی کاموس شدید بارش کو چکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر وہ مندر کی سیڑھیاں اتر کر دلدل میں گھس گیا۔ کالی دلدل نے اسے نگلنا شروع کر دیا۔ کاموس ایک پتھر کی طرح بن گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ دلدل میں دھنستا جا رہا تھا۔ اس کے آدھے بازو غائب ہو گئے پھر اوپر نیچے ہوتی دلدل اس کی گردن تک پہنچ گئی دیکھتے ہی دیکھتے اس کا چہرہ، پھر سر بھی دلدل کے اندر چلا گیا۔ دلدل زور زور سے ہلنے لگی پھر اس کی تیزی ختم ہو گئی اور پہلے کی طرح آہستہ آہستہ اوپر نیچے ہونے لگی۔

ماریا تیزی سے واپس ہوئی اور سیدھی تھیوسانگ کے پاس پہنچی۔ تھیوسانگ پریشانی کے عالم میں اس کی راہ دیکھ

by CamScanner

 Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہا تھا۔ اسے ماریا کی تیز خوشبو آئی تو وہ سرگوشی میں بولا۔

ماریا! تم آگئیں؟ خدا کا شکر ہے۔

تھیوسانگ کے پوچھنے پر کہ اس نے مندر میں کیا دیکھا ماریا نے تھیوسانگ کو ایک ایک بات بیان کر دی

تھیوسانگ بولا۔

یہاں سے واپس چلو۔

وہ دلدلی جوہڑ سے ہٹ کر جنگل میں واپس چلنے لگے تھیوسانگ نے کہا

ضرور یہ دلدلی عفریت اس بچھو سے روز اپنے آپ کو ڈسواتا ہوگا۔ ہو سکتا ہے بچھو کا زہر اس کے طلسم کے لئے ضروری ہو۔

ماریا بولی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس عفریت کو کیسے ختم کر سکتے ہیں۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

اگر ہم بچھو کو ہلاک کر دیں تو دلدلی کاموس پر اس کا ضرور اثر پڑے گا ہو سکتا ہے وہ زہر نہ ملنے کی وجہ سے بے ہوش ہو جائے یا بچھو اپنے آپ مر بھی سکتا ہے۔

ماریا نے کہا

یہ مت بھولو کہ یہ دلدلی عفریت شیش ناگ کا پالا ہوا اور اس کے طلسم کے اثر میں ہے۔ وہ اتنی آسانی سے محض بچھو کا زہر نہ ملنے کی وجہ سے نہیں مر سکتا۔

تھیوسانگ بولا۔

میرا تو خیال ہے کہ ہمیں پہلے بچھو کو مارنا چاہیئے پھر یہ دیکھیں گے کہ اس پر بچھو کی موت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اس کے ردِ عمل کی روشنی میں ہم آگے منصوبہ تیار کریں گے۔

ماریا سوچتی رہی وہ جنگل میں چلتے چلتے کافی آگے نکل گئے تھے۔ ماریا کو تھیوسانگ کی تجویز کچھ زیادہ پسند نہیں آئی تھی لیکن کچھ نہ کرنے سے اس تجویز پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ اس نے کہا

ایسا کر کے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ مگر میری ایک شرط ہے۔

وہ کیا ہے؟ تھیوسانگ نے پوچھا

ماریا نے کہا کہ شرط یہ ہے کہ دلدلی عفریت کے زہریلے بچھو کو مارنے میں ہی جاؤں گی۔ تم نہیں جاؤ گے۔

تھیوسانگ بولا۔

اس میں شدید غلطی ہے ماریا اور پھر تم ایک عورت ہو۔ میرا مطلب ہے......

ماریا نے تھیوسانگ کی بات کاٹ کر غصے سے کہا

"یہ بات بے حرمتی کہنا میں عورت ضرور ہوں۔ مگر بہادری اور ہمت میں کسی بہادر سے بہادر مرد سے کم نہیں ہوں۔"

تھیوسانگ نے فوراً معذرت پیش کی اور کہا۔

معافی چاہتا ہوں ماریا بہن! میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا میں تو صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ اب میں تمہیں نہیں بھیجوں گا بلکہ خود جاؤں گا۔

ماریا نے کہا۔

تھیوسانگ! مندر میں ضرور کوئی طلسم موجود ہے۔ جو زندہ انسان پر اثر کر سکتا ہے۔ میں چونکہ جسمانی حالت میں نہیں ہوتی اس لیے مجھ پر اس کا اثر نہیں پڑتا۔ اسی لیے میں تمہیں وہاں نہیں بھیجنا چاہتی۔ میں ایک بار مندر میں جا چکی ہوں اس لیے اب بھی میرا جانا ہی مناسب رہے گا۔

اسی طرح باتیں کرتے کرتے ماریا اور تھیوسانگ اپنے مکان میں پہنچ گئے۔ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو بارش رک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئی۔ بادل چھا گئے اور چاند نکل آیا۔ جنگل کی بھیگی ہوئی فضا میں چاندنی کی دھیمی روشنی بڑی پُر اسرار لگنے لگی۔ ماریا رات کو مندر میں جا کر بچھو کو ہلاک کرنا چاہتی تھی۔ تھیوسانگ اس کے جانے کی وجہ سے پریشان تھا۔ مگر ماریا رکنے والی نہیں تھی۔ یہ ناگ کی زندگی اور موت کا معاملہ تھا۔

چنانچہ وہ تھیوسانگ کو فکرمند چھوڑ کر دلدلی جنگل کی طرف اُڑ گئی۔ رات کے پہلے ہی پہر وہ دلدلی مندر کے قریبی جنگل میں پہنچ گئی۔ وہ برق رفتاری سے اُڑتی ہوئی آئی تھی درختوں سے نکل کر اس نے مندر کی طرف دیکھا۔ پُر اسرار چاندنی اور جنگل کے بھیگے ہوئے سناٹے میں مندر بے حد ڈراؤنا اور آسیب زدہ لگ رہا تھا۔ دلدل اسی طرح آہستہ آہستہ اوپر نیچے ہو رہی تھی اور کہیں کہیں سے اس کی تارکول ایسی سطح پر سے بلبلے بھی اٹھ رہے تھے۔

ماریا دلدل کے اُوپر سے اڑتی ہوئی مندر کے ٹوٹے ہوئے دروازے میں سے گزر کر اندر چلی گئی۔ راہ داری اسی طرح ویران تھی۔ ماریا شکستہ ستون کے قریب سے ہو کر دیوار والے روشندان کے پاس آ گئی اس نے جھانک کر اندر دیکھا اندر کوئی نہیں تھا۔ گرد آلود فرش سنسان اور خالی پڑا تھا۔ ماریا دروازے میں سے اندر نہیں جانا چاہتی

تھی۔ اسے ڈر تھا کہ ہو سکتا ہے دروازے میں جادو کیا گیا ہو۔

وہ روشندان میں لگے مکڑی کے جالوں میں سے اس طرح گزر گئی کہ ایک بھی جالا ٹوٹنے نہ پایا۔ وہ آہستہ آہستہ کمرے کے فرش پر اتر آئی احتیاط کے طور پر ماریا فرش پر پاؤں نہیں رکھنا چاہتی تھی کہ کہیں کسی طلسم میں نہ پھنس جائے۔ اس سے پہلے ایسا کئی بار ہو چکا تھا۔ وہ سیدھی دیوار کے کونے میں اس سوراخ کے پاس آئی جس کے اندر بڑا بچھو اس نے جاتے دیکھا تھا۔ یہ سوراخ لکڑی کی دیوار کو توڑ کر بنایا گیا تھا۔

ماریا سوراخ کے اندر داخل ہو گئی۔ اس کے راستے میں کوئی بھی شے رکاوٹ نہیں بن سکتی تھی۔ سوراخ آگے جا کر کھلا ہو گیا۔ کیا دیکھتی ہے کہ کونے میں وہی کچھوے کے سائز کا بچھو اپنی [illegible] دم اٹھائے بیٹھا ہے۔ بچھو کو بھی [illegible] ہو گیا تھا۔ اس کے منہ سے [illegible] یا کسی طلسم کے خوف [illegible] چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے [illegible] اتنی زور سے جھٹکا [illegible] فرش پر دھپ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گر پڑا۔ گرتے ہی بچھو نے پھنکارنا اور ادھر ادھر دوڑنا شروع کر دیا۔

ماریا نے اسے اٹھا لیا اور پوری طاقت سے دیوار کے ساتھ دے مارا۔ معمولی سے دھماکے کی آواز آئی اور بچھو کے کتنے ہی ٹکڑے فرش پر بکھر گئے اس کے ساتھ ہی ماریا کو ایک چیخ کی آواز سنائی دی یہ آواز باہر سے آئی تھی۔ ماریا تیزی سے سوراخ میں سے باہر آ گئی۔ پھر روشندان کی طرف فضا میں غوطہ لگایا۔ روشندان سے ہوا کے تیز جھونکے کی طرح نکل کر بوسیدہ اندھیری راہ داری میں آئی تو اسے سامنے سے دلدلی عفریت سخت غضبناک حالت میں آتا نظر آیا۔ وہ وحشیانہ انداز میں اپنی گردن آگے پیچھے دائیں بائیں جھٹک رہا تھا۔ دلدلی کیچڑ ابھی تک اس کے دیو ہیکل بھرے جسم پر سے ٹپک رہا تھا۔ وہ سخت غصے میں تھا اور حلق سے ڈراؤنی آوازیں نکال رہا تھا۔

ماریا جلدی سے چھت کے ساتھ لگ گئی۔

دلدلی کاموس دھڑ دھڑاتا غصے کے عالم میں تھرتھراتا ہوا اس کمرے میں داخل ہو گیا جہاں رات کو وہ بچھو سے اپنے منہ کو ڈسوا رہا تھا۔ ماریا لپک کر روشندان کے ساتھ لگ گئی۔ ایک بات سے اس کا حوصلہ بڑھ گیا۔ کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ولدلی کاموس کو ماریا کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ ولدلی کاموس ٹوٹے پھوٹے خالی کمرے میں جاتے ہی بچھو کے سوراخ کے پاس بیٹھ گیا پھر اس نے اپنا ہاتھ لمبا کر کے سوراخ میں ڈالا اور اندر سے کالے بچھو کے ٹکڑے باہر نکال لئے۔ وہ ان ٹکڑوں کو دیکھ کر غصے سے ایک بار کانپا۔ پھر ایسی بھیانک چیخ ماری کہ ماریا کی بھی چیخ نکل گئی۔

ماریا کے ساتھ۔ زندگی میں ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کسی کی دہشت ناک چیخ سن کر خوف کے مارے وہ بھی چیخ اٹھی ہو۔ یہ قدرتی طور پر ہوا تھا اس پر ماریا کا اختیار نہیں تھا۔ ماریا کی چیخ کی آواز سنتے ہی ولدلی کاموس نے اپنا لال لال آنکھوں والا ولدلی چہرہ اٹھا کر دیوار کے روشندان کی طرف دیکھا۔ ماریا اپنی جگہ پر برف کی طرح سُن ہو کر رہ گئی۔ اس کے اندر اتنی بھی طاقت باقی نہ رہی کہ وہ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت کر سکتی۔ ایک سیکنڈ کے ہزاروں حصے میں ولدلی عفریت کی ایک سرخ آنکھ میں سے سرخ شعاع نکل کر روشندان میں ماریا کے غیبی جسم پر پڑی اور ماریا جو وہاں سے بھاگنے ہی والی تھی۔ وہیں کی وہیں سن ہو کر جیسے پتھر ہو گئی اور پھر غیبی حالت سے جسمانی حالت میں آ کر

دھب سے فرش پر گر پڑی۔

ولدلی کاموس نے ایک اور چیخ بلند کی اور جھک کر ماریا کو دیکھا۔ ماریا اب پوری جسمانی حالت میں نظر آ رہی تھی اس کا چہرہ زرد تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ ولدلی کاموس نے ماریا کو اس کے بالوں سے پکڑا اور گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر لے آیا۔ پھر سنسان رہ داری میں چلنے لگا۔ وہ بے ہوش ماریا کو اپنے پیچھے گھسیٹے لئے چلا آ رہا تھا۔ ولدلی کاموس کے حلق سے غضبناک آوازیں ابھی تک نکل رہی تھیں۔

وہ مندر کی سیڑھیاں اترنے لگا۔ ماریا کا جسم اچھل اچھل کر سیڑھیوں سے نیچے گر رہا تھا۔ ولدلی عفریت دلدل میں اتر گیا۔ اس کے ساتھ ہی ماریا کو بھی اس نے دلدل میں کھینچ لیا۔ ماریا کا جسم لجلجی دلدل میں گرتے ہی نیچے ڈوبنے لگا۔ دلدل اوپر نیچے ہو کر ماریا کو نیچے لئے جا رہی تھی۔ ولدلی کاموس کا جسم سے آدھے سے زیادہ دلدل میں اتر گیا تھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد وہ ماریا کو لے کر کالی سیاہ دلدل میں غائب ہو گیا۔

تھیوسانگ کو ماریا کے بارے میں کافی تشویش تھی۔ جب ماریا کو گئے کافی دیر ہو گئی اور وہ واپس نہ آئی تو تھیوسانگ کو پریشانی ہوئی۔

اسے اور تو کچھ نہ سوجھا وہ مکان سے نکل کر سیاہ دلدل والے مندر کی طرف چل پڑا۔ شام ہونے سے پہلے وہ اپنی منزل پر پہنچ گیا۔ جنگل کے ویران سناٹے میں دلدل کے بیچ میں آسیب زدہ مندر اسی طرح ایک طرف کو جھکا ہوا تھا۔ دلدل اسی طرح سانس لے رہی تھی۔ چاروں طرف گہری خاموشی تھی۔ ماریا کی خوشبو بھی کسی طرف سے نہیں آ رہی تھی۔ تھیوسانگ جھاڑیوں کے پیچھے سے یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ بے حد فکر مند تھا۔ کیونکہ ماریا وہاں کہیں نہیں تھی۔ اگر وہ مندر میں ہوتی تو تھیوسانگ کو اس کی خوشبو ضرور آجاتی۔ دلدلی عفریت کاموس بھی وہاں نہیں تھا شاید وہ دلدل کی تاریک گہرائیوں میں چپ چاپ پڑا تھا۔

تھیوسانگ نے کچھ دیر جنگل میں بھی ماریا کو تلاش کیا مگر اسے ہر بار ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ وہ مندر کے اندر نہیں جاسکتا تھا۔ کیونکہ مندر کے اردگرد گھناؤنی اور خطرناک ترین آدم خور دلدل پھیلی ہوئی تھی۔ تھیوسانگ خاموشی سے سر جھکائے واپس آگیا۔ آخر وہی ہوا تھا جس کا اسے ڈر تھا۔ کاش وہ ماریا کو روک لیتا۔ اسے یقین تھا کہ ماریا دلدلی کاموس کے طلسم کا شکار ہوگئی ہے اور اب اس کا کھوج لگانا اتنا آسان کام نہیں ہے۔ تھیوسانگ کو ناگ کے وفادار سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور شیش ناگ کے خاص درباری سانپ ہرش ناگ کا خیال آگیا۔ ہرش ناگ سے ملنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں وہی کچھ بتا سکتا ہے کہ ماریا کہاں گم ہوگئی۔ مگر تھیوسانگ خود ہرش ناگ کے پاس زمین کے اندر ہی اندر سے ہوکر کنوئیں میں نہیں جا سکتا ہے۔ اس کے لئے انتظار کرنا بھی مشکل تھا۔ ایک ایک لمحہ اس پر بھاری گزر رہا تھا کہ نہ جانے ماریا کس حال میں ہوگی اور کس عالم میں ہوگی۔

دوسری طرف ہرش ناگ بھی ماریا اور تھیوسانگ سے ملنے کو بے چین تھا کہ کچھ پتہ کرے۔ انہوں نے ناگ دیوتا کو سمندر کے نیچے سے نکالنے کے بارے میں کیا کیا ہے؟ اور شنکھ ناگ کی گمشدگی ابھی تک ایک معمہ بنی ہوئی تھی۔ شیش ناگ نے دنیا کے تمام ملکوں کی جانب سانپ دوڑا دیئے تھے کہ وہ شنکھ ناگ کو جہاں بھی وہ ہو ڈھونڈھ کر لائیں۔ شیش ناگ کو ہرش ناگ پہ شک اس لئے نہیں تھا کہ ہرش ناگ میں شنکھ ناگ کو ہلاک کرنے یا گم کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ اس نے ہرش ناگ کو حکم دیا کہ وہ سمندر میں جاکر شنکھ ناگ کا کھوج لگائے۔

یہ حکم پاکر ہرش ناگ چٹانوں کے نیچے سے ہوکر کھلے سمندر کی طرف چلا۔ ذرا دور جاتے ہی وہ سمندر سے باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکل آیا اور ماریا تھیوسانگ کے مکان کی طرف روانہ ہوا۔
اس وقت رات کا پچھلا پہر گذر رہا تھا۔

شہر سو رہا تھا۔ تارے مدھم ہو کر ٹمٹمانے لگے تھے۔

ہرش ناگ جنگل کی طرف سے ہو کر تھیوسانگ ماریا کے مکان پر آگیا۔ اس وقت تھیوسانگ کمرے میں تخت پر بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ الماری میں سے کیٹی کی چھوٹی سی ٹوکری نکال کر اسے ماریا کے اچانک گم ہو جانے کے متعلق بتا چکا تھا۔ کیٹی کو بھی یہ سن کر بے حد تشویش ہوئی تھی مگر وہ زبان سے تھیوسانگ کے آگے اس افسوس کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔

طاق میں دیا جل رہا تھا۔

اچانک پھنکار کی آواز آئی۔ تھیوسانگ نے چونک کر دیکھا۔ دروازے میں سے ہرش ناگ پھن اٹھائے اس کی طرف آرہا تھا۔ تھیوسانگ نے پریشان لہجے میں ہرش ناگ کو ماریا کے اچانک گم ہو جانے کے بارے میں بتایا تو ہرش ناگ وہیں رک گیا۔ پھر آہستہ آہستہ تھیوسانگ کے پاس آگیا اور بولا۔

یہ اچھا نہیں ہوا تھیوسانگ بھائی۔ ماریا بڑی مشکل میں پھنس گئی ہے۔

مگر وہ ..... وہ کہاں ہے؟ تھیوسانگ نے پوچھا

ہرش ناگ نے اسے بتایا کہ ماریا دلدلی عفریت کاموس کے طلسم کی زد میں آگئی ہے وہ ضرور اسے اپنے ساتھ دلدل میں لے گیا ہوگا۔ یہ سن کر تھیوسانگ گھبرا گیا۔ بولا۔

"میں ابھی جا کر ساری کی ساری دلدل کو کھنگال ڈالوں گا۔ میں ماریا کو زمین کے اندر سے بھی نکال لاؤں گا۔"

ہرش ناگ نے کہا

تھیوسانگ۔ بچوں ایسی بات نہ کرو۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے تمہیں سوچ سمجھ کر کسی منصوبے سے کام لینا ہوگا۔

تھیوسانگ نے ہرش ناگ کو اب پہلی بار بتایا کہ اس کی ایک ساتھی کیٹی بھی ان کے پاس ہے مگر وہ بھی ایک زندہ لاش کی شکل میں ہے اور میں نے اسے چھوٹا بنا کر ٹوکری میں ڈال رکھا ہے۔ اس وقت ہرش ناگ پر یہ بھید بھی کھلا کہ تھیوسانگ کسی شے کو اپنی ایک خاص انگلی سے چھو کر چھوٹا کر سکتا ہے۔ تھیوسانگ نے الماری میں سے کیٹی کو نکال کر دکھایا تو ہرش ناگ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا تم اسے بڑا کر سکتے ہو؟

"کیوں نہیں؟" تھیوسانگ بولا۔ مگر اس کا فائدہ کیا ہوگا اگر مجھے ماریا کی تلاش میں کہیں اچانک جانا پڑ گیا تو کیٹی کی طرف سے مجھے پریشانی نہیں ہوگی اور اسے میں جیب میں ڈال کر بھی لے جا سکتا ہوں۔

ہرش ناگ نے کہا

تم اسے بڑا کرو میں اسے پھر سے ہوش میں لے آؤں گا۔

تھیوسانگ تعجب سے ہرش ناگ کو دیکھنے لگا۔

کیا تم واقعی ایسا کر سکتے ہو۔ ہرش ناگ!

سنو۔ اس تمہاری ساتھی پر جس کا نام تم نے کیٹی بتایا ہے۔ ایک خاص زہریلی دوا کا اثر ہوا ہے جو سمندر میں پائی جاتی ہے۔ میں اپنے زہر سے اس کے زہر کو کاٹ دوں گا اور کیٹی ہوش میں آجائے گی۔

کیٹی یہ سن کر بڑی خوش ہوئی کہ اسے بھی اس مصیبت سے نجات ملنے والی ہے۔

تھیوسانگ نے کیٹی کو ٹوکری میں سے نکال کر فرش پر بچھی ہوئی صف پر لٹا دیا پھر اسے اپنی دوسری انگلی سے خاص انداز میں چھوا تو وہ ایک سیکنڈ میں پورے انسانی سائز کی ہوگئی۔ ہرش ناگ نے کیٹی کو غور سے دیکھا۔ اس کے بے حس جسم کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر اس کی گردن کے قریب کاندھے پر آہستہ سے منہ رکھ کر اپنے دانت اس کے جسم میں ڈالے اور زور سے سانس اوپر کو کھینچا۔ پھر جب اپنا منہ پیچھے ہٹایا تو کیٹی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

تھیوسانگ!

یہ کہہ کر اس نے تھیوسانگ کا ہاتھ تھام لیا۔ تھیوسانگ نے کیٹی کے سر پر پیار کیا اور بولا۔

"شکر ہے تم زندہ حالت میں آگئیں۔ اس کے لئے تمہیں ہرش ناگ کا شکریہ ادا کرنا ہوگا"

کیٹی نے ہرش ناگ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

کیٹی نے کہا

ماریا کے گم ہو جانے اور اب اس کے دلدل میں چلے جانے کے سلسلے میں ہرش ناگ نے جو جو باتیں کی ہیں وہ ساری کی ساری میں نے سن لی ہیں تھیوسانگ۔ میرا خیال ہے کہ تمہارا دلدل میں جانا تمہیں بھی شدید خطرے میں ڈال دے گا۔

تو پھر ہم ماریا کو دلدل سے کیسے نکالیں گے۔ تھیوسانگ مایوسی سے بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہرش ناگ نے کہا

"وہ صرف اکیلی ہی دلدل میں نہیں ہے۔ تم شاید بھول گئے ہو کہ اسے دلدلی عفریت اپنے ساتھ لے گیا ہے اور دلدلی عفریت کی طاقت کا اندازہ ابھی تم نہیں لگا سکتے۔ اس کے پاس طلسم ہی نہیں ہے بلکہ وہ کسی عام انسان کے ہاتھوں مر بھی نہیں سکتا۔"

کیٹی اور تھیوسانگ فکر اور تشویش میں ڈوب سے گئے۔ کیٹی نے ہرش ناگ سے پوچھا کہ وہ کونسا طریقہ ہے جس پر عمل کرتے ہوئے وہ ماریا کو دلدلی عفریت کے طلسم اور دلدل کے عذاب سے بچا سکتے ہیں۔ ہرش ناگ نے اپنی گردن نیچے کرلی پھر سر اٹھا کر کہنے لگا۔

دلدل کا عفریت کا موکل ہفتے میں ایک رات مندر میں کالے بچھو سے ڈسوانے آتا تھا۔ بچھو کے زہر ہی سے اس کے جسم کو طاقت ملتی تھی۔ اس کا بچھو ماریا نے ہلاک کر ڈالا ہے۔ اب وہ کسی دوسرے بچھو کو زمین کے اندر سے نکال کر لائے گا اور ہر ہفتے اس سے خود کو ڈسوائے گا۔ ماریا اسی رات گم ہوئی ہے جس رات کا موکل خود کو بچھو سے ڈسوانے مندر میں گیا تھا۔ اس حساب سے آج سے چار دن بعد پانچویں رات کو دلدلی عفریت پھر خود کو بچھو سے ڈسوانے دلدل سے نکل کر مندر میں جائے گا۔ اس رات تم دلدل والے گنے جنگل میں پہنچ جانا کیٹی کو اسی مکان میں رکھنا ہوگا میں تمہیں آدھی رات سے کچھ ہی پہلے وہیں جنگل میں آکر ملوں گا۔ تمہیں کیا کرنا ہوگا؟ یہ میں تمہیں اسی رات جنگل میں آکر بتاؤں گا۔ اب میں جاتا ہوں۔ مجھے بھی سیش ناگ کی طرف سے خطرہ ہے وہ سمجھ گیا ہے کہ میں اس کا دشمن اور اصلی ناگ کا وفادار ہوں۔ اچھا۔ میں چلا۔

ہرش ناگ چلا گیا تو کیٹی اور تھیوسانگ ماریا کے بارے میں باتیں کرنے لگے پھر انہوں نے عنبر کے متعلق بھی گفتگو کی کہ وہ کہاں اور کس شہر میں ہوگا۔

پانچویں رات بڑی اندھیری تھی۔ آسمان پر چاند نہیں تھا۔ تاریکی کی گہری چادر چاروں طرف پھیلی تھی۔ تھیوسانگ نے کیٹی کو اس تاکید کے ساتھ مکان میں ہی رہنے دیا کہ وہ ہرگز ہرگز باہر مت نکلے۔ اور خود رات کے اندھیرے میں دلدلی مندر والی کھاڑی کی طرف روانہ ہوگیا۔ تاریکی میں ایک چھوٹا سا راستہ درختوں کے درمیان سے گزرتا تھا۔ تھیوسانگ اس جنگلی راستے پر چلنے لگا۔ تاریکی میں ڈوبے ہوئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

درختوں کے نیچے سے سناٹے اور خاموشی کی ایسی لہریں تھیوسانگ کی طرف لپک رہی تھیں۔

O

(آگے کیا ہوا۔ اگلی قسط خونی راز ۱۲۶ میں پڑھیے۔)

O